تفسیر العقاید

یعنے

مسیحی دین کی اصولی باتوں کی مختصر شرح

جسکو

پادری جی لیجرڈ صاحب

نے

پادری جی ایف میکلر صاحب ڈی ڈی مہتمم سینٹ
اگسٹن کالج کنٹربری کی انگریزی کتاب سے

ہندی مسیحیوں کے افادہ کے لیئے

اردو زبان میں ترجمہ کیا

کرسچین نالج سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوئی

سنہ ۱۸۹۹ع

امپیریل بک ڈپو پرس دہلی میں بابو جیونلعل صاحب مہتمم کے اہتمام سے چھپی

فہرست مضامین
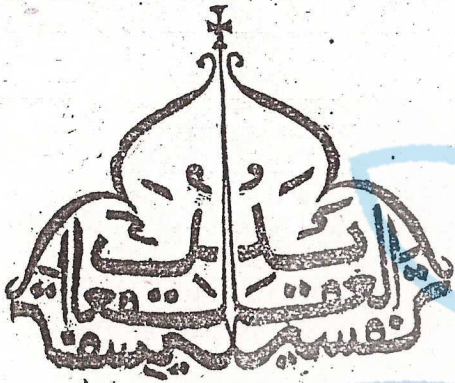
نمبر صفحہ	نام باب	مضامین
۱	باب اوّل	عقائد ناموں کی ابتدا
۶	باب دویم	سوالی و اقراری عقائد نامے
۱۱	باب سویم	رسولوں کا عقائد نامہ
۱۴	باب چہارم	نکایا کا عقائد نامہ
۲۳	باب پنجم	اتھاناسیس کا عقائد نامہ
۲۷	باب ششم	تین عقائد ناموں کا مضمون
		دوسرا حصہ
۳۴	پہلا باب	مسئلہ اول
۴۵	باب دویم	دوسرا مسئلہ
۵۷	باب سویم	تیسرا مسئلہ
۶۹	باب چہارم	چوتھا مسئلہ
۸۲	باب پنجم	پانچواں مسئلہ
۹۷	باب ششم	چھٹا مسئلہ
۱۰۹	باب ہفتم	ساتواں مسئلہ
۱۲۰	باب ہشتم	آٹھواں مسئلہ
۱۳۴	باب نہم	نواں مسئلہ
۱۴۷	باب دہم	دسواں مسئلہ
۱۵۷	باب یازدہم	گیارہواں مسئلہ
۱۶۸	باب دوازدہم	بارہواں مسئلہ

باب اوّل

عقاید ناموں کی ابتدا

۱۔ مسیحی کلیسا کا عقاید نامہ الہٰم تعلیم کا مختصر بیان ہے اور اُس میں اعتقادی چند مسائل جو کہ نجات کے لیئے ضروری معلوم ہوتے ہیں حکماً بتلائے جاتے ہیں۔ نوشتوں کی تلاوت کے لیئے ایسا مختصر بیان ایک قسم کی ہدایت ہے۔ جن بھاری صداقتوں کی پاک نوشتے تعلیم دیتے ہیں وہ انھیں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور وہ صداقتیں جنھیں کتاب مقدس سوانح عمری اور تواریخ کی عام صورت میں بتلاتی ہے عقاید نامہ اُنھیں کو تعلیمی صورت پر بیان کرتا ہے۔

۲۔ عقائد نامے ایمان سے پہلے نہیں ہوئے بلکہ ایمان کا ایک نتیجہ ہیں۔ جہاں مضبوط ایمان موجود ہوتا ہے وہاں اسکا اقرار کرنا بھی لازم آتا ہے۔ مقدس پولوس فرماتا ہے کہ راستبازی کے لیئے انسان کو دل سے ایمان لانا اور نجات کی خاطر منہ سے

اقرار کرنا چاہیئے رومی ۱۰/۹

جب ہم مسیحی کلیسیا کی جماعت میں شامل ہوتے اور عبادت کے لیئے جمع ہوتے ہیں تو اپنے ایمان کا اقرار کرنا اور اپنے آپ کو مسیح کا پیرو بتانا اور اسی گواہی کی تاثیر سے اوروں کو اُس کی طرف ہدایت کرنا ہم پر فرض ہے ÷

۳- عہد عتیق کا عقائد نامہ - عقائد ناموں کے اشارے عہد عتیق اور جدید دونوں میں پائے جاتے ہیں چونکہ قوم یہود خدا کی وحدانیت پر گواہی دینے کے لیئے برپا ہوئی تھی اُس کا عقائد نامہ سلیس اور مختصر تھا بقول موسیٰ کہ سُن اے اسرائیل خداوند ہمارا اکیلا خداوند ہے - استثنا ۶/۴ - اور یہ مختصر اقرار انجیل میں پایا جاتا ہے - چنانچہ ایک فقیہ کے جواب میں ہمارے خداوند نے توریت کی اُسی آیت سے حوالہ دیا ہے مرقس ۱۲/۲۹ - نیز وہ اپنی آخری دعا میں اُس کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اُس نے سردار کاہن کے طور پر کی تھی یوحنا ۱۷/۱۱ اور مقدس پولوس کا قول ہے کہ مسیحی کے لیئے سوا ایک کے اور کوئی خدا نہیں اقرنتیوں ۸/۴ ÷

۴- عہد جدید کے عقائد نامے - اسیطرح عہد جدید بھی خدا کی وحدانیت کو مانتا ہے لیکن علاوہ اسکے وہ ایک اور ضروری بات کو بھی بتاتا ہے یعنی ہمارے خداوند کی الوہیت اور مسیحیت کو ایمان کا خاص اور ضروری مسئلہ بیان کرتا ہے اور اناجیل میں چند ایسی ہدایات ہیں جنپر مسیحی دین کے عقائد خاص طور پر مبنی ہیں -

(ا)- ان میں سے پہلی بات یوحنا بپتسمہ دینے والیکا اقرار ہے جبکہ اُس نے ہمارے خداوند کو امتحان کی جگہ سے لوٹتے ہوئے دیکھا تو نہ صرف اُسکو خدا کا برّہ ہی کہا بلکہ یہہ بھی کہا کہ میں نے دیکھا اور گواہی دی کہ یہ ہی خدا کا بیٹا ہے - یوحنا ۱/۳۴

(ب) دوسری بات تنہا نائیل کا اقرار یہ ہے جب اُس نے ہمارے خداوند کی ہمہ دانی کا قائل ہو کر یہ کہا اے ربّی تو خدا کا بیٹا تو اسرائیل کا بادشاہ ہی یوحنا ۱/۴۹

(ج) تیسری بات مقدس پطرس کا اقرار ہے جو دو موقعوں پر کیا گیا ہے - پہلا اُس وقت جب کفرناحوم کے عبادت خانے میں مسیح نے زندگی کی روٹی کے بارے میں گفتگو کی اور بہتیرے ہمارے خداوند سے ٹھوکر کھا کر اُسکو چھوڑنے لگے اُس نے اُن بارہ سے کہا کیا تم بھی جانا چاہتے ہو - اُسوقت مقدس پطرس نے جواب دیا کہ اے خداوند ہم کسکے پاس جائیں ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے پاس ہیں ہم تو ایمان لا چکے اور جان گئے کہ تو خدا کا قدوس ہے یوحنا ۶/۶۹

دوسرا موقع مسیح کی صورت کے بتدیل ہونے سے پہلے تھا جبکہ ہمارے خداوند نے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو کہ میں کون ہوں تو اسی رسول نے جواب میں کہا کہ تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے متی ۱۶/۱۶)

(د) پھر مارتھا کا اقرار ہے جب لعزر کی موت کے بعد ہمارے خداوند نے اُس سے پوچھا کیا تو یقین رکھتی ہے کہ قیامت اور زندگی میں ہی ہوں اُس نے جواب دیا کہ ہاں اے خداوند مجھے یقین ہے کہ خدا کا بیٹا مسیح جو دنیا میں آنے والا تھا تو ہی ہے یوحنا ۱۱/۲۷)

(ہ) مقدس تھوما کا اقرار جب مسیح جی اوٹھنے کے بعد اُس پر ظاہر ہوا سب پہلے اقراروں سے کہیں بڑھکر ہے - رسول نہ صرف مسیح کی الوہیت کو مانتا ہے بلکہ خاص اپنے ہی ایمان کا اقرار کرکے کہتا ہے کہ اے میرے خداوند اور اے میرے خدا یوحنا ۲۰/۲۸)

۵- خطوں میں عقائد ناموں کے اشارے - جب ہم خطوط پر غور کرتے ہیں تو اُن میں بھی عقائد ناموں کے کئی اشارے پاتے ہیں - مثلاً

(ا) مقدس پولوس قرنتیوں کو لکھتا ہے کہ ہمارا ایک خدا ہے جو باپ ہے جس سے ساری چیزیں ہوئیں اور ہم اُسی کے لیئے ہیں اور ایک خداوند ہے جو یسوع مسیح ہے جسکے وسیلے سے ساری چیزیں ہوئیں اور ہم اُسی کے وسیلے سے ہیں (ا قرنتیون $\frac{8}{6}$)

(ب) رسول اُسی خط کے پندرہویں باب میں مسیحی ایمان کا جیساکہ اُس نے قرنتیوں کو سکھایا تھا مختصر بیان کر کے مکرر کہتا ہے کہ میں نے اول باتوں میں سے وہی بات تم کو سونپی جو میں نے پائی جیساکہ کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح ہمارے گناہوں کے واسطے مُوا اور گاڑا گیا اور تیسرے دن کتابوں کی تحریر کے موافق جی اُٹھا۔ ا قرنتیون ۳ و ۴ و ۵ ۔ یہاں ہمارے خداوند کا دُکھ اُٹھانا مرنا دفن ہونا اور جی اُٹھنا یہ سب ایمان کے مسائل قرار دیئے گئے ہیں۔

(ج) پہلے تمطاوس کے تیسرے باب میں ایمان کے مروجہ اقرار کا صاف اقتباس معلوم ہوتا ہے۔ جب رسول یہ بات کہہ چکا کہ بالاتفاق دینداری کا بھید بڑا ہے مسیح کی بابت جو خدا و انسان بھی ہے یہہ بھی بیان کرتا ہے کہ وہ جسم میں ظاہر کیا گیا روح سے راست ٹھیرایا گیا فرشتوں کو دکھائی دیا غیر قوموں میں اُس کی منادی ہوئی دنیا میں لوگ اُسپر ایمان لائے جلال میں اُٹھایا گیا۔ (ا تمطاوس $\frac{3}{16}$)

(د) پھر تمطاوس کے دوسرے خط میں وہ اُس کو نصیحت کر کے یہ کہتا ہے کہ تو صحیح باتوں کا نقشہ جو تو نے مجھ سے سُنی اُس ایمان اور محبت کے ساتھ جو مسیح یسوع میں ہے حفظ کر رکھ تو اُس اچھی امانت کی جو تجھکو ملی روح القدس کے وسیلے سے جو ہم میں بستی ہے نگہبانی کر۔ ۲ تمطاوس $\frac{1}{13}$ یہاں صحیح باتوں کے نقشے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عقائد نامہ کا ایک مروجہ نقشہ اسوقت موجود تھا۔

(۶) پس نئے عہدنامہ میں عقائد نامہ کے یہ نام پائے جاتے ہیں۔

(۱) تعلیم کا سانچہ۔ رومی $\frac{6}{17}$)

(۲) قانون گلتی $\frac{6}{16}$)

(۳) دینداری کا بھید۔ ا تم $\frac{3}{16}$)

(۴) اچھا اقرار۔ ا تم $\frac{6}{12}$)

(۵) ایمان۔ ۲ تم $\frac{4}{7}$)

(۶) امانت۔ ا تم $\frac{6}{20}$)

(۷) مسیح کی تعلیم کی ابتدائی بات۔ عبرانی $\frac{6}{1}$)

علاوہ بریں دیکھو رومی $\frac{12}{6}$ عبرانی $\frac{5}{12}$ ا یوحنا $\frac{4}{2}$ ۲ یوحنا ۱۰

باب دوئم

سوالی و اقراری عقائد نامے

(۱)۔ اعادہ۔ اس طرح اناجیل اور خطوط میں قدیم سوالی عقاید ناموں کے نقشے پائے جاتے ہیں۔ تاہم کلیسا میں تمام بعد کے عقاید ناموں کی بنیاد بپتسمہ کے الفاظ میں پائی جاتی ہے۔ جو ہمارے خداوند نے خود فرمائے۔

۲۔ بپتسمہ کے الفاظ۔ اُس نے صعود سے پہلے اپنے آخری حکم میں رسولوں سے کہا کہ تم جا کر سب قوموں کو شاگرد کرو اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو متی ۲۸/۱۹)

عقاید ناموں کا یہ نقشہ جو ایسے متبرک موقعہ پر دیا گیا ف بعد ثالوثی عقاید ناموں کا نمونہ بن گیا۔ جو متواتر مبارک ثالوث کے تین اقانیم کا اعتقاد ظاہر کرتے تھے۔

۳۔ زبانی عقائد نامے۔ جیسے ایمان کا زبانی اقرار کرنا رسولوں کا پہلا کام تھا اور مقدس کتابوں کی تصنیف بعد کا خیال ویسے ہی اقراریوں کو عقاید نامے کی تعلیم پہلے زبانی دی جاتی تھی اور بپتسمہ کے وقت وہ اسی کا اقرار کرتے تھے۔ یہ حفظ کرنے کا دستور پیچھے جاری ہوا۔ مدت مدید تک ایمان کا قانون ایک بھید سمجھا جاتا تھا اور ضروری تعلیم کے پورے نہ ہونے تک اقراریوں کو بتایا بھی نہ جاتا تھا۔ یہی سبب ہے کہ تابعین اور تبع تابعین کے زمانے کی کتابوں میں صرف اسکا مجمل بیان پایا جاتا ہے۔ بلکہ مقدس اگستن کے زمانہ تک بھی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اس بات

کو بنیادی اصول بتاتا ہے کہ عقائد نامے کو کوئی نہیں لکھتا کہ پڑھا جائے۔

۴۔ عقائد ناموں کے نام۔ قدیم زمانہ میں عقائد ناموں کے بہت سے مختلف نام تھے جن میں سے ذیل بطور نمونہ کے منتخب کیئے جا سکتے ہیں۔ (ا) یونانی:۔ (۱) سچائی کا قانون (۲) ایمان (۳) قدیم ایمان کا قانون (۴) سچائی کی منادی (۵) دینی قانون (ب) لاطینی:۔ (۱) ایمان کا قانون (۲) نشان (۳) ایمان کا بھید (۴) سچائی کا قانون (۵) ایمان۔

یہ نام (Symbolum) سمبلم (نشان) پہلی بار کپریان سے مستعمل ہوا ہے اور عقائد نامے کے لیئے مرغوب نام بن گیا ہے۔

۵۔ اصطباغی عقائد نامے۔ عقاید نامے دو حصوں پر منقسم ہو سکتے ہیں پہلا اصطباغی۔ دوسرا اقراری۔ ایک سلیس اقرار جو ثالوث کے نام سے جسپر مومنین اصطباغ پاتے تھے علاقہ رکھتا تھا۔ اصطباغی عقاید نامے کا سب سے قدیم نمونہ تھا۔ اپاسٹالک کانسٹی ٹیوشن کا ایک اتھیاپک نسخہ بیان کرتا ہے کہ اقراری اپنے اصطباغ کے وقت اقرار کرتا تھا کہ میں اعتقاد رکھتا ہوں ایک ہی سچے خدا قادر مطلق باپ پر اور اس کے اکلوتے بیٹے ہمارے خداوند اور نجات دہندہ یسوع مسیح پر اور روح القدس زندگی کے بخشنے والے پر۔ لیکن ترتلیان کے وقت جو ۲۰۰ء میں کارتھاگو میں رہتا تھا۔ اقرار یا عقاید نامے میں بہ نسبت اوسکے جو انسٹیٹوشن کے اصلی الفاظ میں مذکور ہوا ثالوث کے تین اقانیم کے اعتقاد کے علاوہ توبہ گناہوں کی معافی اور کلیسا زیادہ مندرج ہوئے۔ قریباً ۵۰ برس بعد کارتھاگو کی کلیسیا کے عقاید نامے میں ۲۵۰ء قبرس متلاشیوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے:۔

ا۔ کیا تو اعتقاد رکھتا ہے خدا قادر مطلق باپ پر۔ جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے (ج) میں اعتقاد رکھتا ہوں۔

۲۔ اور کیا تو اعتقاد رکھتا ہے اُس کے اکلوتے بیٹے یسوع مسیح پر؟ (ج) میں اعتقاد رکھتا ہوں۔

۳۔ اور کیا تو اعتقاد رکھتا ہے روح القدس پر گناہوں کی معافی جسم کے جی اُٹھنے اور ہمیشہ زندگی پر؟ (ج) میں اعتقاد رکھتا ہوں۔

پھر گلیشس کی سکرے منٹری میں سنہ ۴۹۵ء مندرجہ ذیل پاتے ہیں:۔

۱۔ کیا تو اعتقاد رکھتا ہے خدا قادر مطلق باپ پر۔ (جواب) میں اعتقاد رکھتا ہوں۔

۲۔ اور کیا تو اعتقاد رکھتا ہے اُس کے اکلوتے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح پر کہ وہ پیدا ہوا اور اُسنے دُکھ اُٹھایا؟ (ج) میں اعتقاد رکھتا ہوں۔

۳۔ اور کیا تو اعتقاد رکھتا ہے روح القدس پر پاک کلیسیا پر گناہوں کی معافی پر جسم کے جی اُٹھنے پر؟ (ج) میں اعتقاد رکھتا ہوں۔

۶۔ ہماری نماز کی کتاب میں سوالی عقاید ناموں کی دو مثالیں ہیں۔ پہلی اصطباغ کے ترتیب میں۔ **دوسری** بیمار پُرسی کی ترتیب میں۔ پہلی انگریزی ترتیب میں عقاید نامے کے تین حصّوں سے تین جداگانہ سوال بنتے ہیں۔ جنہیں ہر ایک کے لیئے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ "میں اعتقاد رکھتا ہوں"۔

یہ ایک دستور تھا جو سنہ ۱۶۶۲ء میں اُسقف کوزن نے پھر بحال کرنا چاہا۔ ہم اپنے موجودہ سوالی عقاید ناموں میں اُس عقاید نامے سے جو صبح شام کی ترتیب میں واقع ہوتا ہے چند اختلاف پاتے ہیں۔ وہ عموماً بہ نسبت اُن کے جو روزمرہ پڑھے جاتے ہیں مختصر ہیں۔ اور ہمارے خداوند کا عالم ارواح میں جانا خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھنا اور اُسکا پھر آنا یہ تینوں مسایل بعض اوقات چھوڑے جاتے ہیں۔

۷۔ **اقراری عقاید نامے**۔ مگر سوائے سوالی یا اصطباغی عقاید ناموں کے اور قسم کے عقاید نامے ہیں اور وہ اصطباغ کے وقت مستعمل نہیں ہوتے بلکہ کلیسیا کی عام

عبادت کے وقت اور بالخصوص عشاء ربانی میں قسیس اور جماعت اُنکو پڑھتے ہیں۔ کوئی ٹھیک نہیں بتا سکتا کہ وہ پہلے کسطرح مستعمل ہونے لگے تھے۔ لیکن اس بات میں شک نہیں کہ سنہ ۴۸۹ء میں انطاکیہ کے پٹریارک پطرس نے اور سنہ ۵۱۱ء قسطنطنیہ کے پٹریارک تطائوس نے حکم دیا کہ عقاید نامہ ہر ایک مجمع میں پڑھا جائے۔ آہستہ آہستہ یہ دستور بہت مروج ہو گیا۔ اور مشرق سے مغرب تک خصوصاً فرانس اور ہسپانیہ کی کلیسیاؤں میں پھیل گیا۔ لیکن جب تک کہ ہم ایرینیاس کے زمانہ تک نہ پہونچیں کوئی قانونی یا مروج عقائد نامہ نملے گا جو قابل الذکر ہو۔ پیدایش اور تربیت میں وہ ایشیاء کوچک کا باشندہ تھا اور عالم شباب میں وہ سمرنا کے اُسقف پالیکارپ کا شاگرد ہوا تھا اور بعد ازاں Lyons لائینز میں رہنے لگا اور پوتھی نس کی وفات پر سنہ ۱۷۷ء میں اُسی شہر کی کلیسیا کا اُسقف ہو گیا۔ وہ عقاید نامہ یا اقرار جو اُسکے نوشتوں میں پایا جاتا ہے اور اسمیں ہمارے چند موجودہ مسایل شامل ہیں مکمل ہے۔ اور اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے Symbols سمبلس (نشان) عرصہ دراز سے مستعمل تھے۔

۸۔ **افریقہ کی کلیسیا کا عقاید نامہ**۔ ترتلیان اور کارتھاگو کے بڑے اُسقف اور شہید کُپریان کے نوشتوں سے مل سکتا ہے۔ چنانچہ ہر دو عقاید نامے سوالی صورت میں مذکور ہو چکے ہیں۔ ترتلیان کی ایک تحریر میں ایک عقاید نامہ ہے جسمیں مندرجہ ذیل مسائل پائے جاتے ہیں:۔

(۱) ایک خدا قادر مطلق جہان کے پیدا کرنے والے پر ایمان۔

(۲) اور اُس کے بیٹے یسوع مسیح پر ایمان۔

(۳) وہ کنواری مریم سے پیدا ہوا۔

(۴) پنطوس پلاطوس کی حکومت میں دُکھ اُٹھایا۔

(۵) تیسرے دن وہ مُردوں میں سے پھر جی اُٹھا۔

(۶) وہ آسمان پر پہنچا دیا گیا۔ اب باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔

(۷) زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے کو پھر آئے گا۔

(۸) جسم کے جی اُٹھنے کے وسیلے سے۔

۹۔ اسکندریہ اور انطاکیہ کے عقاید نامے۔ اسکندریہ کی کلیسیا کا عقاید نامہ اریجن کی تصنیفات میں ملتا ہے۔ اور اپنی تصنیف کی تمہید میں جو مسیحی مذہب کے اصول پر ۲۳۱ سنہ ع سے پہلے لکھی گئی تھی۔ وہ عقیدے کے چند جزو جو اُس کے زمانہ اور مُلک میں مستعمل تھے بیان کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ :۔

(۱) خدا کی وحدت

(۲) اُسکے بیٹے ہمارے خداوند کا تجسّم۔

(۳) اُس کا دُکھ

(۴) موت

(۵) جی اُٹھنا

(۶) صعود

(۷) باپ اور بیٹے کے جلال اور عظمت میں روح القدس کی رفاقت۔

انطاکیہ کی کلیسیا کی نسبت سقراط دینی مورخ نے ہمارے لیئے ایک عقائدنامہ جو اُس شہر کے قسیس لوشیین سے اُسکو ملا تھا محفوظ رکھا ہے۔ ڈیوکلشیان کی ایذا رسانی میں وہ گرفتار ہو کر نومیدیہ کو بھیجا گیا۔ جہاں اُس نے بہت دنوں تک فاقہ کشی کی اور آخرکار ۳۱۲ سنہ ع میں قید خانہ میں مار ڈالا گیا۔ اِس کے عقاید نامہ میں جو اُس کی موت کے بعد پایا گیا ایریس کی بدعت کا اشارہ ملتا ہے۔ اور وہی پہلا اقرار ہے کہ جسمیں لعنت ہے۔ اُسمیں بیٹے اور روح القدس کی اُلوہیت کا خاص مضمون ہے۔ نکایا کی مجلس کے پیشتر ۳۲۵ سنہ کے اقرارات کے یہ خاص نمونے ہیں +

باب سوئم

رسولوں کا عقاید نامہ

۱۔ اب کلیسیا اقراری عقاید ناموں کے تین نقشے یا تین نمونے قبول کرتی ہے (۱) رسولوں کا عقائد نامہ (۲) نکایا کا عقاید نامہ (۳) جو عموماً اتھناسیس کا عقایدنامہ کہلاتا ہے۔ پہلا سلیس یا مختصر ہے اور دوسرے دونوں میں اسی بنیادی حقیقت کی تشریح اور مفصل بیان ہے۔ رسولوں کا عقایدنامہ زیادہ تر مغرب میں مروّج ہے۔ اور نکایا کا مشرقی کلیسیاؤں میں۔ اِن عقاید ناموں میں نکایا اور اُس کے بعد کے زمانہ کے بڑے بڑے دینی مباحثوں کے نتائج مندرج ہیں اور الہام الٰہی کی مانند وہ خدا اور خلقت سے شروع ہو کر جسم کے جی اُٹھنے اور ہمیشہ کی زندگی تک پر ختم ہوتے ہیں۔

(۲) رسولوں کا عقایدنامہ۔ پہلی چار صدیوں میں مغربی کلیسیا کا ثمرہ ہے اگرچہ حال کا نسخہ چھٹی ساتویں صدی سے پیشتر نہیں ملتا تو بھی اُس کے نام کے لیئے تین سبب بتلائے گئیے ہیں :۔

(۱) کہا جاتا ہے کہ ہر ایک رسول نے انجیل کی خدمت کے لیئے یروشلیم کے چھوڑنے سے پیشتر ایک مسئلہ بنایا ہے۔ لیکن اگر بارہ کے بارہ ایسا کوئی نسخہ بناتے تو بڑا تعجب معلوم ہوتا کہ ایسی بیش قیمت امانت کا ذکر رسولوں کے اعمال یا کسی خط یا کسی قدیم بزرگ کی تحریرات یا مجلس میں نہیں ملتا۔ بلکہ ٹھیک طور سے ہم جانتے ہیں کہ بعض مسایل مثلاً عالم ارواح میں اُترنا سنہ ع اور مقدسوں کی رفاقت سنہ ۵۵۰ ع رسولوں کے زمانہ کے بہت دنوں کے بعد تک ظاہر نہ ہوئے تھے۔

(ب) پھر دوسرا قول یہ ہے کہ وہ اس لیئے ایسا کہلایا کہ اُس میں رسولوں کی تعلیم ہے۔ اور اُس میں پہلی انجیل اپنی اصلی صورت میں ملتی ہے۔ مثلاً مقدس پطرس و مقدس پولوس مقدس اندریاس مقدس برتھولما اور مقدس متھا کی انجیل کا اشارہ ہم اُن کے اقراروں میں پاتے ہیں۔

(ج) تیسرا ایک قول جو بعض کے نزدیک زیادہ معتبر معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ عقاید نامہ مغرب کی اُسی ایک کلیسیا کا ہے جسکی ایک رسول نے حقیقتاً بنیاد ڈالی تھی اس لیئے وہ کلیسیا رسولی کلیسیا اور وہ عقاید نامہ رسولی عقاید نامہ کہلاتا تھا۔

۳۔ ایرینیاس اور ترتلیان کے نوشتوں کے منتخبات بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسولوں کے عقاید نامے کا بڑا حصہ دوسری صدی کے ختم ہونے سے پہلے مروّج تھا۔ مغرب میں بہت دنوں تک عقاید نامہ کے لکھنے کی اجازت نہ تھی۔ مغرب میں پہلا لکھا ہوا عقاید نامہ وہ ہے جو انکورہ کے اسقف مارسیلس نے جبکہ نقایا کی مجلس کے بعد ایرین لوگوں نے اُس کو شہر بدر کر دیا تھا اپنا صحیح ایمان ظاہر کرنے کے لیئے پوپ جولیس اول کو لکھ بھیجا تھا۔ وہ یونانی تھا اور اُس نے اپنا عقاید نامہ یونانی میں لکھا تھا۔ کیونکہ پوپ مذکور نے اسکو عشا میں شامل کر لیا تھا۔ اور وہ ڈیڑھ برس تک شہر روم میں رہا تھا۔ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اُس کا عقاید نامہ روم کے عقاید نامہ سے متفق تھا۔ وہ صورت میں موجودہ رسولی عقاید نامہ کے قریب قریب ہے اس کی مانند اُس میں بھی بارہ مسئلے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ عالم ارواح میں جانا لفظ "جامع" اور مقدس رسولوں کی رفاقت اُسمیں نہیں ہے +

۴۔ مقدس اگستین کا عقاید نامہ۔ اسوقت ہپو کا مشہور اسقف اگستین شمالی افریقہ میں خدمت کر رہا تھا۔ اُسکے وعظوں میں جو مثلاشیوں کو اصطباغ سے پہلے کیئے جاتے تھے عقاید نامہ چند بار ملتا تھا۔ اور اگرچہ دیگر مضامین سے ملا ہوا

تو بھی بآسانی اِن سے جُدا ہو سکتا تھا ہے۔ مثلاً اُسکے رسالہ میں جو ایمان اور عقاید نامہ کے بیان میں ہے ایک ایسا عقاید نامہ ملتا ہے اور دوسرا اُسکے وعظ میں جو مثلاشیوں کے لیئے ہے۔ اُن میں ذیل کے مسائل پائے جاتے ہیں:۔

(۱) میں اعتقاد رکھتا ہوں خدا قادر مطلق باپ پر
(۲) اور اُسکے اکلوتے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح پر
(۳) جو کہ روح القدس اور کنواری مریم سے پیدا ہوا۔
(۴) اُسنے پنطوس پلاطوس کی حکومت میں دُکھ اُٹھایا مصلوب ہوا مر گیا۔ اور دفن ہوا
(۵) تیسرے دن پھر مُردوں میں سے جی اُٹھا۔
(۶) وہ آسمان پر چڑھ گیا وہ باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔
(۷) وہاں سے وہ زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے کو پھر آئیگا۔
(۸) اور روح القدس پر۔
(۹) پاک کلیسیا پر۔
(۱۰) گناہوں کی معافی پر۔
(۱۱) جسم کے جی اُٹھنے پر۔
(۱۲) ہمیشہ کی زندگی کے لیئے۔

۵۔ اکولایا کا عقاید نامہ۔ روفنیس اکولایا کا قسیس دوسرا عقاید نامہ جو غور طلب ہے ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ اُس نے رُوم اور اکولایا کی کلیسیاؤں کے عقاید نامے جو اُس زمانہ میں ۳۹۰ء مستعمل تھے محفوظ رکھے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ اکولایا کی کلیسیا میں پیتری پیشین کی بدعت پھیل گئی تھی جسکی تعلیم یہ تھی کہ خدا باپ نے اپنے بیٹے کے مصلوب ہونے کے وقت دکھ سہا۔ اس غلطی کے دفعہ کرنے کے لیئے پہلے مسئلہ میں لفظ نادیدہ اور نا معلوم مندرج کیئے گئے تھے۔ اسی عقاید نامہ میں یہ جملہ

کہ وہ عالم ارواح میں جا اُترا پہلی بار پایا جاتا ہے۔ اور گیارھواں مسئلہ اس صورت میں ملتا ہے۔ اس جسم کے جی اُٹھنے پر۔ اور بارھواں مسئلہ ہمیشہ کی زندگی بالکل نہیں ہے۔ ساٹھ برس بعد ۵۰۰ء میں اکولایا کا اوسقف نامی سینٹ مسئلہ کلیسا میں لفظ جامع پہلی بار شامل کرتا ہے۔ چوتھی صدی کے آخر اور پانچویں کے شروع میں رومی عقاید نامہ کا نسخہ روفینس کی تفسیر سے مل سکتا ہے۔ اور عقاید نامہ سے جو مقدس لیو کے نوشتوں میں پایا جاتا ہے مقابلہ ہوسکتا ہے۔ (۴۴۰ء سے ۴۶۱ء تک)

۶- یوسبی بس گیلس کا عقاید نامہ - پھر ۵۵۰ء ایک خاص وقت ہے اور اُسی برس دو وعظوں میں جو یوسبی بس گیلس سے منسوب ہوتے ہیں ایک عقاید نامہ ہے پایا جاتا ہے جو بہ نسبت سب پہلوں کے رسولوں کے موجودہ عقائد نامہ کے قریب قریب ہے۔ اسمیں پہلی بار یہ الفاظ پائے جاتے ہیں:-

(۱) پیٹ میں پڑا (۲) مرگیا (۳) بجائے اسکے کہ باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے یہ ہے۔ "خدا قادر مطلق باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے" (۴) اور پہلی بار یہ بڑی بات مقدسوں کی رفاقت پائی جاتی ہے۔

۷- پرمن لیس کا عقاید نامہ - یہ سب سے قدیم عقاید نامہ ہے جو کہ ہمارے حال کے عقاید نامہ سے بالکل مشابہ ہے۔ وہ پرمنیس کے نوشتوں میں سنہ ۷۵۰ء ملتا ہے۔ اُس کی پیدائش کی جگہ نامعلوم ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے ملک کو چھوڑ کر انجیل کی خدمت کے لیئے فرانس اور جرمنی کے ملکوں کو گیا۔ اس نے بہتوں کے ایمان کو جو کہ اس خطرے میں تھے کہ پھر کر بت پرستی میں پڑیں زندہ کیا۔ وہ عقاید نامہ کو ایسا لکھتا ہے جیسا کہ اُسوقت اصطباغ کے دستور میں مستعمل تھا۔

۸- خاتمہ - اگر ہم رسولوں کے عقاید نامہ کے پورے نسخہ پر خیال کریں تو شاید چھٹی صدی سے پہلے اور یقیناً پانچویں صدی کے آخر سے پہلے اُس کا نشان نہ ملیگا اور حال کا

نسخہ لفظ بلفظ آٹھویں صدی کے نصف تک نہیں پایا جاتا گویا وہ پوشیدگی میں بڑھا اور اُس کے استعمال کا کسی مجلس نے حکم نہیں دیا توبھی ہم اُس کے اصل مطلب کا سُراغ قدیم زمانوں تک لے جاسکتے ہیں۔ اور اس کا مضمون فی الحقیقت رسولی مضمون ہے۔ کسی کلیسا میں کوئی حصہ تبدیل یا زیادہ کیا گیا ہوگا اور دوسری میں دوسرا اور مختلف صوبوں کے نسخہ جات ہیں جیسا کہ شمالی افریقہ اور گال کے قدیم نسخہ میں کچھ زیادہ درج کیا گیا ہوگا لیکن فی الحقیقت وہ مغرب کا اکیلا عقاید نامہ جامع ہے جیسا کہ نکایا کا عقاید نامہ مشرق کا اکیلا عقاید نامہ جامع ہے ✦

باب چہارم

نکایا کا عقاید نامہ

۱- نام - نکایا کے عقاید نامہ کا نام اس جگہ سے نکلا ہے جہاں کہ قیصر قسطنطین نے ایریس کی بدعت کے اختلافوں کو موقوف کرانے کے لیئے نکایا کی مشہور مجلس ۳۲۵ء جمع کی تھی۔ یہ بدعت نہ رسومات سے کچھ تعلق رکھتی تھی نہ کسی ظاہری بات سے نہ کلیسیا کے انتظام سے۔ ثالوث میں اقانیم کا ایک دوسرے سے علاقہ اور خاصکر بیٹے کا باپ سے نہ صرف مجسم ہونے کے زمانہ سے بلکہ زمانہ کی ابتدا سے پہلے اس مجلس میں ان امور پر بحث ہوئی۔ ایریس کا قول ہے کہ ایک وقت تھا کہ جب بیٹا نہ تھا۔

۲- جگہ - وہ جگہ ایسی مجلس کے لیئے مناسب تھی وہ لطونیہ میں ایشیا کوچک کے شمال و مغرب کے گوشہ پر واقعہ اور تروآس کے قریب تھی۔ وہ دریا کے راستہ سے اُس میں باسانی پہونچ سکتے تھے اور اُس کے چاروں طرف ایشیا کوچک کے ہر ایک شہر کو راستے جاتے تھے۔ اگرچہ وہ قسطنطین کی دار السلطنت میں شامل نہیں ہے مگر تاہم قریب تھی۔ اوسقف جو وہاں جمع ہوئے تھے وہ تین سو اٹھارہ تھے اور قیسوں اور ڈیکنوں کی سمیت کل جماعت پندرہ سو سے دو ہزار تک تھی۔ وہ کلیسیا کے سب خاص مقاموں سے آئے تھے مثلاً (۱) مصر (۲) شام اور درمیانی ایشیا (۳) مغربی ایشیا اور یونان (۴) اٹلی اور مغرب۔ جسمیں نہ صرف روم لیکن گال۔ ہسپین۔ سسلی۔ کارتھیج۔ بلکہ برٹن بھی شامل تھی۔

۳- ایریس کے عقاید نامہ کی پیشی - مجلس کے پہلے جلسے ایک گرجہ میں ہوئے تھے لیکن بعد ازاں شاہی محل میں ہونے لگے جہاں کہ ایک بڑی مستطیل جگہ تھی

جس میں دو تو طرف چھوٹے عہدے والوں کے لیئے چوکیاں اور بڑے عہدے والوں کے لیئے کرسیاں تیار کی گئی تھیں۔ بیچوں بیچ کی اونچی جگہہ پر انجیل مقدس کا نسخہ رکھا تھا اور ایک چھوٹا تخت قیصر کے لیئے جسپر وہ شاہی تاج پہن کر بیٹھا تھا اور اُس کی ارغوانی پوشاک بیش قیمت جواہرات اور سنہری گلکاری سے چمکتی تھی۔ اُس کے ایک طرف اُس کا مغربی منظور نظر ہوشیس کارڈوا کا اوسقف اور دوسری طرف اوسکا مشرقی عزیز یوسی بیس قیصریا کا اوسقف بیٹھے تھے۔ ایک ایڈریس پیش کیا گیا اور قیصر نے حاضرین کو یگانگت کی طرف نصیحت کر کے اسکا جواب دیا۔ تب اُس نے دینی میر مجلس کو جگہہ دی اور میر مجلس کی کارروائی ہونے لگی۔ اور مجلس کے تین قسم کے لوگوں میں سے ایرینس کو حکم ہوا کہ اپنا عقاید نامہ پیش کریں۔ اُنہوں نے پیش کیا۔ اُسپر اٹھارہ[۱۸] اوسقفوں نے مُہر کی لیکن باقیوں نے نہایت ناراض ہو کر اُسے پھاڑ ڈالا۔ اِس پر اُن اٹھاروں[۱۸] نے بھی سوائے دو کے ایریس کی طرفداری چھوڑ دی۔

۴- یوسی بیس کا عقاید نامہ - تب کلیسیا کے مورخ یوسی بی اس نے دوسری قسم کے لوگوں کی طرف سے میر مجلس کے سامنے ایک قدیم اقرار پیش کیا اور کہا کہ اس کو میرے باپ دادے کنعان کی کلیسیاؤں میں استعمال کرتے تھے۔ یوسی بی اس بیان کرتا ہے کہ یہہ وہی تھا جو کہ اوس نے خود اپنے شہر قیصریہ شیرن کے میدانوں میں سیکھا تھا۔ یہ قابل غور ہے۔ کیونکہ اس میں یروشلیم کی کلیسیا یعنی تمام کلیسیاؤں کے مبدا کا عقاید نامہ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ یوں ہے:-

۱- ہم اعتقاد رکھتے ہیں ایک خدا قادر مطلق باپ پر جو سب ظاہر و پوشیدہ چیزوں کا بنانے والا ہے۔

۲- اور ایک خداوند یسوع مسیح پر جو کلمۃ اللہ خدا سے خدا نور سے نور حیات

سے حیات ایک ہی مولود بیٹا سب خلقت کا پہلوٹھا سب عالموں کے پیشتر خدا باپ سے متولد ہوا۔ جس سے ساری چیزیں پیدا ہوئیں۔

۳۔ جو ہماری نجات کے لیئے انسان بنا اور آدمیوں کے درمیان رہا۔

۴۔ اور دُکھ اُٹھایا۔

۵۔ اور تیسرے دن پھر جی اُٹھا۔

۶۔ اور باپ کے پاس چڑھ گیا۔

۷۔ اور جلال کے ساتھ زندوں اور مُردوں کے انصاف کرنے کو پھر آئیگا۔

۸۔ نیز روح القدس پر ہم اعتقاد رکھتے ہیں۔

۵۔ نکایا کا عقاید نامہ۔ قیصر نے عقاید نامہ کو پڑھ کر قبول کیا اور ایریس کے پیرو بھی اُسے قبول کرنے کو راضی تھے۔ لیکن اتھاناسیس اور اُس کے مریدوں کی اس سے تشفی نہوئی۔ وہ متفق ہوئے کہ اس بات پر کچھ اعتراض باقی نہ ہے کہ ثالوث کا دوسرا اقنوم خدا ہے یا نہیں۔ اور یہ کہ اُس کی اور باپ کی ایک ماہیت ہے یا نہیں۔ اسپر بحث ہونے لگی اور قیصر نے یہ سمجھکر کہ یوسی بی اس کا عقاید نامہ مقبول نہ ہوگا۔ کلیسیا کی صلح کے لیئے ارادہ کیا کہ ایسا فیصلہ ہو جسپر سب متفق الرائے ہو سکیں تب کارڈوا کے اوسقف ہوشیس نے کھڑے ہوکر کہا اب ایک اقرار پڑھا جائیگا جسکو قسطنطین قبول کرتا ہے یہ نکایا کے مشہور عقاید نامہ کی پہلی صورت تھی۔ یوسی بی اس کے عقاید نامہ کی مانند اُسمیں آٹھ مسئلے تھے لیکن دوسرے مسئلہ میں دو خاص باتیں زیادہ تھیں

(الف) باپ سے متولد ہوا کے بعد یہ جملہ EKTASOUSEKS یعنے باپ کی اور اُس کی ایک ہی ماہیت ہے TOU Πατρος مندرج ہوا۔

(ب) خدا سے خدا نور سے نور کے بعد حقیقی خدا مندرج ہوا۔

(ج) مصنوع نہیں بلکہ مولود کے بعد یہ مشہور جملہ مندرج ہوا کہ:۔ ὁμοουσιον τῷ Πατρί یعنی اُسکی اور باپ کی ایک ہی ماہیت ہے

یوسی بی اس کے عقاید نامہ کی مانند وہ "اور روح القدس پر" ختم ہوتا ہے لیکن یوسی بی اس کے عقاید نامہ کے خلاف اس عقاید نامہ میں اُنلوگوں پر جو بیٹے کی خاص الوہیت کے منکر ہوتے یا اُس میں کچھ کم و کاست کرتے لعنت ہوتی تھی +

۶۔ دستخط — آخرکار اس صورت میں اسپر دستخط کیا گیا ہوشیس نے پہلے دستخط کیا کہ میں ایسا اعتقاد رکھتا ہوں جیسا اوپر مذکور ہوا۔ بعد اُس کے رُوم کے دو قیسوں نے اپنے غیر حاضر اوسقف کے بدلے دستخط کیئے" اسی طرح ہم نے اپنے اوسقف کے لیئے جو روم کا اوسقف ہے لکھا ہے اُس کا اعتقاد یہی ہے جیسا اوپر مذکور ہوا"۔ اس کے بعد باقی لوگوں نے بھی بعد کچھ تبدیلات کے دستخط کیئے۔ اس پر یوسیبی اُس پر دن بھر غور کرتا رہا اور قیصر کی صلاح لی لیکن آخرکار عقاید نامہ اور لعنت دونوں پر دستخط کیئے۔ دو اوسقفوں یعنی شہ میدیہ کے یوسی بی اس اور نقایا کے تھی اوگنس نے عقاید نامہ پر دستخط کیئے مگر لعنت پر نہیں۔ مصر کے دو اسقفوں یعنے تھیونس اور سکندرس نے دستخط کرنے سے بالکل انکار کیا اور ایریس کے ساتھ الیریا کو جلاوطن کیئے گئیے۔ ایریس کی کتابیں جلائی گئیں۔ اور اُس کے مُرید عیسائی مذہب کے دشمن سمجھے گئیے +

۷۔ قسطنطنیہ کی مجلس۔ نکایا کا عقاید نامہ اسطور پر بنا کہ مجلس کا فیصلہ جیسا کہ مذکور ہوا مسیح کی خاص الوہیت سے متعلق تھا۔ لیکن اُس کی برخاستگی کے بعد ایریس کی بدعت خاصکر اتھاناشیس کی موت کے پیچھے ترقی پذیر ہونے لگی۔ پھر ایریس کی بدعت کے مباحثہ میں اُسی کے کلام سے نہ صرف بیٹے کی بلکہ روح القدس کی حقیقی الوہیت پر بھی شک و شبہ پیدا ہوتا تھا۔ نکایا کی مجلس میں تیسرے اقنوم

کی الوہیت کی بحث کے لیئے کوئی خاص مضمون نہ تھا- اور جماعت اس ایک جملہ پر راضی تھی یعنی ہم روح القدس پر اعتقاد رکھتے ہیں- لیکن جب قیصر تھیودوشیس اول جسکی پیدائش اسپین کی تھی اور جس نے نکایا کے عقایدنامہ کی تعلیم پائی تھی ۳۷۹ سنہ میں تخت نشین ہوا اُس نے مومنین کی جماعت کو بزرگی دی اور کلیسیا میں یگانگت پیدا کرنے کے لیئے قسطنطینہ کی دوسری عام مجلس جمع کی +

۸- نیئے جملے- اس مجلس نے جس میں ایک سو پچاس اوسقف تھے کوئی نیا عقایدنامہ مرتب نہیں کیا- انھوں نے نکایا کا عقایدنامہ قبول کیا- لیکن مسیڈونیس نے جو پہلے قسطنطینہ کا اوسقف تھا روح القدس کی الوہیت کے بارہ میں غلط تعلیم دی تھی اس لیئے انہوں نے نکایا کے عقایدنامہ میں چند باتیں جو اپی فنیس کی کتاب میں پائی تھیں زیادہ شامل کیں وہ وہ عقایدنامے بیان کرتا ہے جو اُس کے زمانہ میں مشرق میں مروج تھے- یہ زیادہ باتیں ثالوث کے تیسرے اقنوم کی الوہیت سے جس کی ذیل کی باتوں میں زور سے تائید ہوتی ہے علاقہ رکھتی تھیں-

۸- روح القدس پر

خداوند
اور زندگانی کا بخشنے والا
جو باپ سے نکلتا ہے
جسکی باپ اور بیٹے کے ساتھ
پرستش اور تعظیم ہوتی ہے
جو نبیوں کی معرفت بولا

اِسکے بعد کلیسیا اور اُن نعمتوں کا جنکو ہم اس کے شرکاء حاصل کرتے ہیں بیان ہوتا ہے-

۹- ایک پاک جامع اور رسولی کلیسیا پر-

۱۰- ہم گناہوں کی معافی کے لیئے ایک بپتسمہ کے مقر ہیں-

۱۱- مردوں کے جی اُٹھنے

۱۲- اور آنے والے جہان میں زندگانی کے منتظر ہیں- آمین-

۹- پس نقایا کے عقایدنامہ کو تین صورتوں پر خیال کرنا چاہیئے-

(الف) نقایا کی اصلی صورت پر- (ب) قسطنطینہ کی بڑھائی ہوئی صورت پر-

(ج) لاطینی صورت پر-

(۱) نقایا کے عقایدنامہ کی اصلی صورت سنہ ۳۲۵ء میں اِن لفظوں پر یعنی روح القدس میں پر ختم ہوتی ہے اور اُسکے بعد ایریس کے پیرووں پر لعنت ہے-

(۲) قسطنطینہ کے عقایدنامہ کی اصلی صورت میں پہلے دو مسئلوں کی چند تبدیلیوں کے سوا روح القدس سے بعد کے تمام جملے شامل ہیں پر لعنت نہیں- جیسے نقایا کا اصلی عقایدنامہ قیصریہ کے اوسقف یوسی بی اس کے عقیدے کے قریب ہے ویسا ہی قسطنطینہ کا مقدس سرل اور اپی فانی اس کے عقایدناموں کی مانند ہے-

(۳) لاطینی یا مغربی صورت یونانی عقایدنامہ سے دو بھاری باتوں میں فرق رکھتی ہے

(الف) دوسرے مسئلہ میں خدا سے خدا زیادہ کیا گیا ہے- اس سے کچھ اعتراض پیدا نہیں ہوا کیونکہ وہ نقایا کے اصلی عقایدنامہ میں تھا لیکن قسطنطینہ کے عقایدنامہ کے یونانی نسخہ میں چھوڑا گیا- اس لیئے کہ وہ بعد کے جملہ یعنی "حقیقی خدا سے حقیقی خدا" میں شامل سمجھا گیا-

(ب) آٹھویں مسئلہ میں لفظ "اور بیٹے" زیادہ ہے- اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روح القدس باپ اور بیٹے سے نکلتا ہے- اس زیادتی کا پہلا صاف نشان اسپین کے ٹولیڈو کی تیسری مجلس میں جو ۵۸۹ء میں منعقد ہوئی پایا جاتا ہے- یہ کونسل قوم گاتھ کے

بادشاہ ریکارڈ کے حکم سے اسبات کو ظاہر کرنے کے لیئے جمع ہوئی تھی کہ تمام قوم نے
ایریس کی بدعت کو ترک کیا ہے۔ ساتویں اور آٹھویں صدیوں کے درمیان یہ لفظ
انگلستان اور فرانس میں مروج ہونے لگا۔ اور جیساکہ بیڈ کی کلیسیائی تواریخ میں
مذکور ہے ہتھ فیلڈ کی مجلس میں جو ۶۸۰ء میں ہوئی ظاہر ہوتا ہے۔ قیصر چارلس
اعظم اس جملہ کا بڑا حامی تھا۔ اور اسے لاشاپل کی مجلس میں ۸۰۹ء وہ ظاہراً مقبول ہوا
جب چند اہل مجلس پوپ لیو سوم کے پاس پہونچے اُس نے روح القدس کا صدور
باپ و بیٹے دونوں سے قبول کیا۔ لیکن عقاید نامہ میں تبدیل کرنے کا مخالف رہا۔
مگر پچاس برس کے بعد نکلس اول کے زمانہ میں ۸۵۸ء میں یہ زیادہ کیا ہوا لفظ روم میں
بھی مقبول ہوا۔ اور آگے کو تمام لاطینی کلیسیا میں رفتہ رفتہ مروج ہونے لگا اور
مشرقی و مغربی عیسائیوں میں مخالفت کا دائمی سبب ٹھیرا۔

۱۰- **عقاید نامہ کی وسعت** ـ نقایا کا عقاید نامہ ہمارے دین کے آٹھویں مسئلہ
میں سب عقاید ناموں سے پہلے رکھا گیا ہے۔ اور اُس کے غالباً دو باعث ہیں۔
اول ازروے تواریخ وہ سب سے قدیمی ہے ـ دوم وہ سب سے زیادہ مروج ہے۔ تمام
عقاید ناموں میں وہی اکیلا ہے جو اُس جملہ "اور بیٹے کے سوا یونانی لاطینی اور ٹیو
ٹانک کلیسیاؤں میں مقبول ہے ـ آج کے دن تک مہذب لوگوں کے تمام ملکوں
میں وہ گایا جاتا ہے۔ اور جب تک کہ مسیح کی ابدی الوہیت پر ایمان رہے گا تب تک
نقایا کی مجلس کا ذکر تعظیماً و تکریماً ہوتا چلا جائے گا +

باب پنجم

اتھاناسیس کا عقاید نامہ

۱- **جو کوئی نجات چاہتا ہے** ـ یونانی کلیسیا ثالوث کی تعلیم کے بیان پر جیسا
کہ وہ قسطنطنیہ کے عقاید نامہ میں پایا جاتا ہے۔ ٹھہر گئی۔ اور اُس کے آگے نہیں بڑھی
اُس کے خلاف مغربی کلیسیا میں مقدس اگستین کی تیز عقل اور زاہدانہ طبیعت سے وہ نتیجہ برآمد
ہوا جو مقدس اتھاناسیس کا عقاید نامہ کہلاتا ہے۔

۲- **اُسکی خاصیتیں** ـ یہ عقاید نامہ نقایا اور رسولوں کے عقاید ناموں سے بہت
فرق رکھتا ہے یہ کبھی اصطباغی عقاید نامہ کے طور پر استعمال نہیں ہوا۔ اور کسی دینی
مجلس سے مرتب نہیں ہوا۔ ہماری نماز کی کتاب میں اسکا یہ نام ہے "ہمارے مسیحی ایمان
کا اقرار جو مقدس اتھاناسیس کا عقاید نامہ کہلاتا ہے"۔ لیکن وہ قدیم روایت جو اسکو
ایک بزرگ۔ جو کہ مسیح کی الوہیت اور ثالوث کی سچی تعلیم کا مشہور حامی تھا منسوب کرتی
ہے۔ مدت سے چھوڑ دیگئی ہے۔ اتھاناسیس یونانی تھا۔ اس لیئے اپنا عقائد نامہ
یونانی میں ضرور لکھتا۔ علاوہ اسکے اس عقائد نامہ کا کوئی یونانی نسخہ ۱۲۰۰ء سے پہلے کا نہیں۔ اور
وہ اتھاناسیس یا اُس کے ہم عصروں کی صحیح تصنیفات میں پایا نہیں جاتا۔ تیسری
اور چوتھی مجلس عام کے قانونوں میں اسکا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ اس کی عبارت کی
تفتیش کرنے سے وہ یونانی نہیں بلکہ لاطینی تصنیف معلوم ہوتی ہے اور وہ گال شمالی
افریقہ اور اسپین کی مغربی کلیسیاؤں میں پہلے ظاہر ہوا ہے۔

۳- **اس کی جگہ** ـ اس پر سب متفق ہیں کہ یہ عقاید نامہ ابتدائی گال سے علاقہ رکھتا
تھا۔ گال میں گاتھک قوموں کے ایرین وسیع بدعت سے بڑا مجادلہ ہوتا رہا۔

۴۔ اُس کی تاریخ۔ ان دو باتوں پر خیال کرنے سے (۱) اُسکی ترتیب (۲) اس میں کون سی باتیں مندرج ہیں اور کون سی نہیں ہیں اسکی تاریخ کا کچھ پتہ لگ سکتا ہے۔

(۱) اغلب ہے کہ اس عقاید نامہ کے جواب ہمارے پاس ہے دو حصے تھے پہلے حصے میں ثالوث کی اگستینی تعلیم بالتفصیل ہے۔ دوسرے میں ہمارے خداوند کی ماہیت کی مختصر تعلیم ہے جو کہ کالسیڈن کی مجلس میں مقبول ہوئی تھی۔

(۲) اس میں کون سی باتیں مندرج ہیں اور کونسی نہیں۔ (۱) اس میں چند جملہ ہیں جو مقدس اگستین کی تصنیف فی بیان التثلیث سے۔ اور لرنیم کے ون سن ٹس کا مانی ٹوریم سے لفظاً منتخب ہوئے ہیں اور وہ ظاہراً کسی موجودہ عقاید نامہ سے نہیں لیئے گئے۔

(۳) اسمیں یوٹیکین بدعت کی یا منوتھالیٹ* (Monothelite) اور منوفسٹ (Monophysite+) کے لوگوں کے مباحثوں کی طرف کوئی خاص اشارہ نہیں پایا جاتا اور نہ نسٹورین کا مشہور محاورہ (θεοτοκος یعنی خدا کی ما) مبارک کنواری مریم سے منسوب ہوتا پاتے ہیں۔

مقدس اگستین کی کتاب سنہ ۴۱۵ء اور ون سین سیش کی سنہ ۴۳۴ء سے پہلے ختم ہوئی تھی لیکن سنہ ۵۸۰ء کی اس عقاید نامہ کی ایک تفسیر ہے جو وی نین سیش فارٹونیٹس سے منسوب ہوتی ہے۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی پہلی صورت میں سنہ ۵۰۰ء کے قریب قریب ظاہر ہوا۔ اس حساب سے موقعہ ملتا کہ اُس کی قدر و منزلت رفتہ رفتہ جانی جائے کہ معتبر نسخوں کے مجموعہ میں درج کیا جائے۔ کہ مختلف جگہوں کے مجالس اس کو قبول کریں اور وعظوں میں اس کی عبارت ظاہر ہو۔

۵۔ اس عقاید نامہ کا مصنف یا مولف۔ ہمیشہ تک نامعلوم رہے گا۔ عالموں کا اس کی بابت صرف قیاس اور گمان ہے۔ اسکا پہلا حصہ بعض نے آرلس کے ہلری سنہ ۴۲۰ء

* ایک مرضی ۱۲ + ایک ذات ۱۲

اور ون نے لیرنیم کے ون سن سیش سنہ ۴۳۴ء اور ان نے افریقہ کے بشپ سس کے ویجلیس سنہ ۴۸۴ء سے منسوب کیا ہے۔ لیکن کوئی یقینی بات نہیں ہے۔ رسولوں کے عقاید نامہ کے مانند اتھاناسیس کا عقاید نامہ نہ کسی ایک شخص کی بلکہ کلیسیا ہی کی تصنیف ہے۔ جیساکہ رسولوں کا عقاید نامہ نقایا کی مجلس کے پہلے اور نقایا کا اپنے زمانہ میں ویسا ہی اتھاناسیس کا عقاید نامہ نقایا کے بعد ثالوث کے راز اور بیٹے کے تجسم کو بتلاتا ہے۔ اس کے اصلی مضمون کا جو کوئی مصنف تھا وہ بلاشک مقدس اگستین کی تصنیفات سے خوب واقف تھا کیونکہ اُس نے کئی ایک جملہ لفظ بلفظ اُسمیں درج کیئے ہیں +

۶۔ عقاید نامے کے نام سب سے قدیم نسخہ میں اسکا کوئی نام نہیں ہے قدیم نام چھٹی صدی میں اعتقاد جامع ہے۔ دوسرا نویں صدی میں مقدس اتھاناسیس کا اعتقاد جامع ہے۔ پھر دسویں صدی میں مقدس اتھاناسیس کا گیت ثالوث کے بیان میں۔ پھر اس کے بعد اسکا نام یہ تھا جو کوئی چاہتا۔ اور سترہویں صدی کے بعد عقاید نامہ جو کوئی چاہتا ہے۔ یا اتھاناسیس کا عقاید نامہ۔

۷۔ کلیسیا میں اسکا رواج۔ اسکے رواج اور استعمال کا کوئی ایک خاص زمانہ نہیں۔ (الف) قدیم زمانہ میں وہ وعظ کے طور پر مستعمل ہوتا تھا یعنے رسولوں کے عقاید نامہ کی تعلیمات کا بیان اور وہ ایمان کا اقرار تمام جماعت کے لیئے نہیں بلکہ خادمان دین کے تعلیم و استعمال کے لیئے۔

(ب) اس کے بعد رفتہ رفتہ کلیسیا کی عبادت میں خاصکر گال میں گیت یا زبور کے طور پر مستعمل ہونے لگا۔ اور اسی طرح وہ ٹی ڈیم (الحمد) کی مانند ہے جو خود زبور کے طور پر ایک عقاید نامہ ہے۔

(ج) فرانس سے وہ دیگر ملکوں میں مروج ہوا۔ انگلستان میں سیرم بریویری

میں مقرر ہوا کہ روزمرہ پرایم (بوقت تہجد) کے گایا جائے لیکن رسولوں کا اعتقاد اس کے بعد ہمیشہ پڑھا جاتا تھا۔ اور شاہ ایڈورڈ ششم کی پہلی نماز کی کتاب تک ۱۵۴۹ء یوں ہی مستعمل ہوتا رہا۔ اسوقت روزمرہ پڑھے جانے کے عوض ان چھ بڑی عیدوں کے وقت یعنی کرسمس ڈے[1] ایپفنی[2] ایسٹر[3] صعود[4] پنکوسٹ[5] اور تثلیث[6] کے اتوار پر پڑھنا مقرر ہوا۔

(۵) ایڈورڈ ششم کی دوسری نماز کی کتاب کے روبرک میں اُن بڑی عیدوں کے علاوہ اور سات مقدس دنوں کے لیئے پڑھنے کی اجازت دی گئی۔ یعنی مقدس اندریاس متھیاس یوحنا اصطباغی یعقوب برتھولما متی شمعون اور یہوداہ کے دن پر۔ پس اسی طرح یہ عقاید نامہ عنقریب مہینے میں ایک بار پڑھا جاتا ہے۔ سنہ ۱۶۶۲ء تک اتھاناسیس کا نام روبرک میں مندرج نہ تھا اسی سال میں حکم ہوا کہ نیسی ڈک لٹس کے بعد جو کوئی چاہتا ہے پڑھا یا گایا جاوے۔ مع رسولوں کے عقاید نامہ کے اور اس کا یہ نام پڑا۔ ہمارے مسیحی ایمان کا اقرار جو مقدس اتھاناسیس کا عقاید نامہ مشہور ہے +

باب ششم

تین عقاید ناموں کا مضمون

۱۔ علاقہ۔ تینوں عقاید ناموں کی تواریخ جہاں تک معلوم ہوسکتی ہے اوپر مذکور ہو چکی ہے۔ اب ہمکو مضمون اور اختلافات پر غور کرنا چاہیئے۔ ظاہر ہے کہ وہ سب کے سب ایک ہی بنا پر مبنی ہیں وہ سب بپتسمہ کے الفاظ سے نکلتے ہیں جیسا کہ ہمارے خداوند نے اپنے صعود کے وقت سکھایا تھا۔ کہ تم جاکر سب قوموں کو شاگرد کرو اور انہیں باپ بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ متی ۲۸/۱۹۔ یوں ہی شروع سے عقاید نامہ میں تین حصے پائے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک عقاید نامہ میں خواہ اصطباغی ہو خواہ اقراری وہ ظاہر ہوتے ہیں۔

۲۔ مغربی عقاید نامے۔ لیکن اگرچہ مغربی اور مشرقی عقاید ناموں کی ایک ہی بنیاد ہے تو بھی ان میں بڑے اصولوں کا ہر ایک عقاید نامہ میں جداگانہ طور پر بیان ہوا ہے۔ رسولوں کے عقاید نامہ میں جو مغرب کا ہے باپ کے اقنوم کے بارہ میں چھ جملے ہیں۔ روح القدس کے بارہ ایک جملہ اور کلیسیا اور اُن فوائد کے بارہ میں جو ہم اُس کے شرکاء کو حاصل ہوئے چار جملے پائے جاتے ہیں۔ وہ نہایت مختصر اور قابل العمل ہے۔ اس میں حقیقی باتیں مندرج ہیں۔ اور اُن باتوں کا کچھ بیان اور تشریح نہیں ہے +

۳۔ نقایا کا عقاید نامہ۔ نقایا کا عقاید نامہ مثل رسولوں کے اسطرح تقسیم ہوسکتا ہے۔ لیکن فوراً ہی ہم پہچان لیتے ہیں کہ یہ زیادہ تفصیل وار ہے نہ صرف اس میں تواریخی باتیں درج ہیں بلکہ اُن کی تشریح بھی اور اُن روحانی بھیدوں کا جو اُن میں پوشیدہ

ہیں بیان ہوتا ہے - علاوہ بریں رسولوں کا عقاید نامہ ان لفظوں سے یعنی ”میں اعتقاد رکھتا ہوں“ - شروع ہوتا ہے نقایا کا عقاید نامہ اپنی اصلی صورت میں مشرقی نمونہ پر ہے اور ”ہم اعتقاد رکھتے ہیں“ سے شروع ہوتا ہے مشرقی عقاید نامہ صیغہ جمع سے کل جماعت کا اعتقاد ظاہر کرتا ہے - مغربی عقاید نامہ جبکہ صیغہ واحد استعمال کرتا ہے تو وہ فردی ذمہ واری کا مضبوط خیال جو کہ ہمیشہ مغربی عیسائیوں کا نشان رہا ہے ظاہر کرتا ہے - اور عقاید نامہ کی حقیقتوں کو ہر ایک ایمان دار کے دل میں جو کہ اسکا مقر ہے جانشین کر دیتا ہے -

۴ - **ثالوث کا پہلا اقنوم** - مشرقی و مغربی عقاید ناموں کے درمیان جو تفاوت ہیں وہ مبارک ثالوث کے ہر اقنوم پر لحاظ کرنے سے بخوبی ظاہر ہوتے ہیں - ہم دیکھتے ہیں کہ پہلے اقنوم کی نسبت جبکہ مغربی عقاید ناموں میں صرف اتنا ہے کہ میں خدا قادر مطلق باپ پر اعتقاد رکھتا ہوں - مشرقی عقاید ناموں میں ہمیشہ یہ ہوتا ہے ”ایک ہی خدا پر“ - مشرق میں ہر قسم کا شرک پھیل رہا تھا اس لیئے مشرقی کلیسیا غیر قوموں کے بہت سے خدا اور خداوندوں کے مقابلہ میں خدا کی وحدانیت پر زور دیتے تھے - جو لوگ خلقت کی پیدایش خدا تعالے سے نہیں بلکہ کسی دوسرے معبود سے منسوب کرتے تھے اُن کے بدعتی تعلیم کے خلاف مشرق میں قدیم زمانہ سے آسمان اور زمین کی پیدایش اُس سے منسوب ہوتی تھی - کسی مغربی عقاید نامہ میں لفظ دیدہ و نادیدہ نہیں پائے جاتے - لیکن اس جملہ کا مشرقی عقاید نامہ میں پایا جانا معمولی بات ہے کیونکہ مشرق میں روحانی عالم کے لوگوں کی ہستی و فعل کی نسبت ایک خاص خیال تھا جو کہ مغرب میں نہیں تھا +

۵ - **ثالوث کا دوسرا اقنوم** - ثالوث کے دوسرے اقنوم پر لحاظ کرنے سے مشرق و مغرب کے درمیان جو خاص فرق ہے بخوبی ظاہر ہوتا ہے - جبکہ مغربی عقاید نامہ

ہمارے خداوند کے تجسم اور پیدایش سے شروع ہوتا ہے اور فوراً اُس کے دکھ و محنت قیامت اور صعود کا بیان کرتا ہے - مشرقی عقاید نامہ اُس کی ذات و اقنومیت کا نہ صرف تجسم کے وقت سے بلکہ ابتدا وقت سے پیشتر بھی بیان کرتا ہے - وہ بتلاتا ہے

(۱) کہ وہ سب عالموں کے پیشتر اپنے باپ سے متولد ہوا -

(۲) خدا سے خدا - (۳) نور سے نور - (۴) حقیقی خدا سے حقیقی خدا

(۵) مصنوع نہیں بلکہ مولود - (۶) اُسکی اور باپ کی ایک ہی ماہیت ہے -

(۷) اُس سے ساری چیزیں پیدا ہوئیں - مشرق میں اس مسئلہ کے مضمون پر بہت سی بدعتوں کے پھیلنے کے سبب قدیم کلیسیا کے عقاید نامہ کی تشریح کرنا ضرور پڑا - اور جبکہ نقایا کا عقاید نامہ ان باتوں کی تشریح کرنے کے لیئے جو مبہم ہیں تفصیل وار بیان کرتا ہے تو وہ نئی حقیقتیں ایجاد نہیں کرتا - لیکن ان ہی باتوں کو پیش کرتا ہے جو کہ شروع سے اصلی عقاید نامہ میں موجود تھیں - پس یہ سب مذکورہ بالا جملے ایک مباحثہ کو یاد دلاتے اور حقیقت کی جسکی محافظت میں مغربی کلیسیا شریک تھی گواہی دیتے ہیں - تجسم اور دکھ کی علت غائی کے بتانے میں کامل بیان کی خواہش ظاہر ہوتی ہے - جبکہ مغربی عقاید نامہ صرف حقیقی باتوں کو بیان کرتا تو مشرقی عقاید نامہ میں پایا جاتا ہے کہ ہمارے واسطے جو آدمی ہیں اور ہماری نجات کے لیئے ہوا - اور یہ جملہ صرف ایک ہی مغربی عقاید نامہ میں یعنی اتھاناسیس کے عقاید میں ملتا ہے جہاں کہ وہ دکھ اُٹھانے سے منسوب ہوتا ہے - ہمارے خداوند کے جی اُٹھنے کے مسئلہ میں ہم مشرقی عقاید نامہ کے درمیان یہ لفظ ”کتاب کے بموجب“ زیادہ پاتے ہیں اور یہ جملہ مقدس پولوس کے اُس پہلے خط میں پایا جاتا ہے جو قرنتیوں کو ہے - اور اپیفی نس کے عقاید نامہ میں بھی ملتا ہے سنہ ۳۷۳ء - کہتے ہیں کہ جملہ ”اس کی بادشاہت کا آخر نہ ہوگا“ - جو ہمارے خداوند کی آمد ثانی کے مسئلہ کے ساتھ زیادہ کیا گیا -

انسائزہ کے مارسلس کی جھوٹی تعلیم کی تردید کے لیئے مندرج ہوا۔ لیکن وہ مغربی عقاید نامہ میں نہیں ملتا۔ اور کوئی مشرقی عقاید نامہ میں وہ جملہ یعنے عالم ارواح میں جا اترا جسکو پہلے پہل اکولایا کی کلیسیا نے درج کیا تھا نہیں پایا جاتا۔

۶۔ ثالوث کا تیسرا اقنوم۔ ثالوث کے تیسرے اقنوم کی نسبت جو اختلاف تھے وہ اُن سے کچھ کمتر بیّن نہیں۔ رسولوں کے عقاید نامہ میں ہم صرف اتنا کہتے ہیں کہ "میں اعتقاد رکھتا ہوں روح القدس پر" یہ لفظ کبھی نہیں بدلتے اور نہ اُن کی توضیح ہوتی ہے۔ لیکن مشرقی عقاید نامہ میں اس کی ذات و کام کی نسبت اور خاص لفظ بھی ہیں۔ اس کی نسبت لکھا ہے کہ وہ:

(۱) خداوند ہے (۲) زندگانی کا بخشنے والا (۳) باپ سے نکلتا ہے۔

(۴) جسکی باپ اور بیٹے کے ساتھ پرستش اور تعظیم ہوتی ہے (۵) نبیوں کی زبانی بولا۔

۷۔ آخری مسئلوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی عقاید نامہ میں پاک کلیسیائے جامع اور مشرقی عقاید نامہ میں لفظ "ایک" اور "رسولی" زیادہ مستعمل ہیں۔ لیکن اُس میں کوئی بات نہیں ہے جو مغربی عقاید ناموں کے جملے مقدسوں کی رفاقت سے علاقہ رکھتی ہو پھر جبکہ مغربی عقاید نامہ ہم کو سکھلاتا ہے کہ گناہوں کی معافی پر اعتقاد رکھیں تو مشرقی عقاید نامہ اس بیش قیمت فائدہ کو اصطباغ کیساتھ ملا دیتا ہے جو کہ مغفرت کی سکرمنٹ ہے۔ اور جبکہ ہر مغربی عقاید نامہ میں بدن کے جی اُٹھنے پر اپنا اعتقاد ظاہر کرتے ہیں تو مشرقی میں ہم کہتے ہیں کہ ہم مردوں کے جی اُٹھنے اور آنے والے جہان میں زندگانی کے منتظر ہیں۔ پس فی الجملہ جبکہ مغربی عقاید نامے سلیس اور مختصر ہیں اور واقعات کے بیان سے علاقہ رکھتے ہیں۔ مشرقی عقاید نامے زیادہ مفصل و مشرح ہیں۔ وہ واقعات کو نہ صرف درج کرتے ہیں بلکہ اُن کی تشریح کرتے ہیں اور قدیم عقاید ناموں کی سلیس باتوں کو اُس تعلیم کے موافق جسکو کلیسیا شروع سے مانتی اور سکھلاتی آئی ہے بیان

اور تشریح کرتے ہیں۔

۸۔ وہ زبور جو کوئی چاہتا ہے یعنی تھاناس کا عقاید نامہ جیساکہ اوپر مذکور ہوا ہے ہر ایک مشرقی اور مغربی عقاید نامہ سے نہایت مختلف ہے۔ رسولی اور نقایا کے عقاید ناموں کے بارہ مسئلے سوائے مسایل ۹ و ۱۰ کے اُس میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن مضمون کی ترتیب بالکل مختلف اور وعظ یا عقاید نامہ کے بیان کے طور پر ہوتی ہے۔

۹۔ تقسیم۔ یہ عقاید نامہ دو حصوں میں منقسم ہو سکتا ہے۔

(ا) پہلا حصہ پہلے جملہ سے چھبیسویں[۲۶] تک ہے۔ جس میں ثالوث فی الوحدت کی تعلیم کا مفصل بیان ہے۔

(ب) دوسرا حصہ ستائیسویں[۲۷] جملہ سے بیالیس[۴۲] تک ہے۔ اور اس میں ہمارے مبارک خداوند کے تجسم کے تعلیم کا مفصل بیان ہے۔ اس کی تجسمانہ زندگی کے خاص واقعات کے مذکور کے بعد اُس کی آمد ثانی اور بنی آدم کے آخری انصاف پر ختم ہوتا ہے۔

۱۰۔ تمہید۔ جس سے پہلا حصہ شروع ہوتا ہے صرف اسی عقاید نامہ میں پائی جاتی ہے اور بتلاتی ہے کہ یہ کن کے لیئے ہے اور کن کے لیئے تھیں۔

(۱) وہ بُت پرستوں۔ غیر تعلیم یافتوں اور جن کا اصطباغ نہیں ہوا اُن کے لیئے نہیں ہے۔ لیکن جنھوں نے اصطباغ پایا اور مسیحی کلیسیا میں شامل ہوئے۔ اور نجات کی حالت میں رہنے کو اور تمام باتوں کو جو اُن کی رُوح کی سلامتی کی ہیں جاننا چاہتے وہ اُن کے لیئے ہے۔

(۲) ان کی بابت ہم سیکھتے ہیں کہ سب باتوں سے پہلے ضرور ہے کہ کلیسیا کا اعتقاد جامع رکھیں۔ یہ اعتقاد چاہتا ہے کہ ہم ثالوث میں واحد خدا کی اور وحدت میں ثالوث کی پرستش کریں نہ اقانیم کو ملائیں جیسا کہ سبلین لوگوں نے ملایا جو کہتے تھے کہ باپ کا اقنوم وہی ہے جو بیٹے اور روح القدس کا ہے۔ اور نہ ماہیت کو تقسیم

کریں جیسا کہ ایرین لوگوں نے تقسیم کیا جبکہ اُنھوں نے باپ کی ازلیت کو بیٹے کی ازلیت سے علیحدہ کیا۔ اور کہتے تھے کہ ایک وقت تھا جبکہ بیٹا نہ تھا۔ اور یوں بیٹا باپ سے کمتر اور روح القدس باپ اور بیٹے سے کمتر ٹھہرا۔

۱۱۔ ثالوث۔ باقی جملوں میں پاک ثالوث کی تعلیم ٹھیک ٹھیک مقدس اگستین کی تعلیم پر مبنی ہے اس لحاظ سے اس میں رسولی اور نقایا کے عقاید ناموں سے کچھ زیادہ ہے یہ ثالوث کی تعلیم کو منطقیانہ طور پر نہیں بلکہ صرف اشارۃً بیٹے اور روح القدس کی اُلوہیت کی تعلیم سے بیان کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اتھاناسیس کا عقاید نامہ صریحًا و واضحًا بیان کرتا ہے کہ خدا تین اقانیم میں واحد ہے۔ اور کہ ہر ایک اقنوم میں الوہیت کا کمال اپنی تمام صفات سمیت موجود ہے۔ ہر ایک غیر مخلوق غیر محدود ازلی قادر مطلق خدا اور خداوند ہے۔ اور یوں تمام الٰہی صفات جو الٰہی ذات میں موجود ہیں اسمیں پائی جاتی ہیں۔ ہر ایک اقنوم کی ایک صفت ہے جو خاص اس کی ہے اور اس سے منتقل نہیں ہو سکتی۔ مثلاً غیر مولودیت ہستی کا منبع و سرچشمہ باپ کی خصوصیت یا صفت ہے۔ مولودیت بیٹے کی خصوصیت ہے۔ اور صدور روح القدس کی خصوصیت ہے۔ اس ثالوث میں زمانہ کا تقدم و تاخر نہیں اور نہ درجے کی بڑائی چھوٹائی بلکہ تینوں اقانیم باہم ازل سے برابر یکساں ہیں +

۱۲۔ عقاید نامہ کا دوسرا حصہ ہمارے خداوند کے تجسم سے متعلق ہے۔ جو جملے اس میں ہیں ان میں مسیح کے اقنوم کی بابت کلیسیا جامع کی تعلیم جیسا کہ افسس ۴۳۱ء اور کلسیڈن ۴۵۱ء کی مجلسوں میں مقرر ہوئی پائی جاتی ہے۔ یہہ رسولی اور نقایا کے عقاید ناموں کا بے بہا ضمیمہ ہے وہ ہمارے خداوند کی بابت صاف ظاہر کرتا ہے کہ:-

(۱) اُس کی اصلی ذات میں جسکو وہ ہمیشہ رکھتا اور اس کی انسانی ذات میں جسکو

اُس نے پہن لیا کونسی حقیقی نسبت ہے۔

(۲) کہ وہ کامل انسان نفس ناطقہ کے ساتھ تھا۔ بخلاف اس بدعت کے جو اسکی انسانیت کو صرف ایک بدن سے حیوانی روح کے ساتھ جس میں الٰہی کلمہ ساکن تھا محدود کرتی تھی۔

(۳) اس تعلیم کو کہ تجسم نہ خدا کا انسان میں تبدیل ہونا تھا نہ انسان کا خدا میں کہ جس سے دونوں میں خلط ملط ہوتا بلکہ انسانیت کا الوہیت کی حقیقی یگانگت میں لینا تھا۔ یہانتک کہ نفس ناطقہ اور جسم ایک انسان ہے اسی طرح خدا اور انسان ایک مسیح ہے۔

۱۳۔ آخری جملوں میں ہمارے مجسم خداوند کے کاموں کا مجمل بیان ہے۔ اور کہ وہ کس طرح ہماری ابدی نجات سے متعلق ہیں۔ وہ بتلاتے ہیں کہ کس طرح

(۱) اُس نے ہماری نجات کے لیئے دُکھ اُٹھایا

(۲) عالم ارواح میں جا اُترا

(۳) تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھا۔

(۴) آسمان پر چڑھ گیا اور خدا باپ قادر مطلق کے دہنے ہاتھ جا بیٹھا۔

(۵) وہاں سے زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے کو پھر آئیگا۔

(۶) اور اُس کے آنے پر سارے انسان اپنے اپنے بدن کے ساتھ پھر اُٹھینگے اور اُس کے تخت عدالت کے سامنے کھڑے ہوکر اپنے اپنے اعمال کا حساب دینگے۔

پھر عقاید نامہ تبلاتا ہے کہ اس سخت تحقیقات کا کیا نتیجہ ہوگا اور نصیحت مذکورہ کو پھر دُہراتا ہے۔ کہ ثالوث اور ہمارے خداوند کے تجسم میں اعتقاد جامع جیسا یہاں مذکور ہوا ہے نجات کی حالت میں رہنے کے لیئے ضرور ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا ہے کہ ان تعلیمات مذکورہ کی پوری پہچان نجات کے لیئے ضروری شرط ہے لیکن سب کو وہ تاکیدًا بتلاتا ہے کہ اس الٰہی حقیقت مذکورہ کا انکار خطرے کا باعث ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ ہمکو تعظیمًا و تکریمًا خدا تعالیٰ کے حضور آنا چاہیئے اور کہ ثالوث میں واحد خدا کی اور وحدت میں ثالوث کی پرستش کیجایے۔

دوسرا حصّہ

پہلا باب

مسئلہ اول

رسولوں کا عقاید نامہ	نکایا کا عقاید نامہ
میں اعتقاد رکھتا ہوں خدا قادر مطلق باپ پر	ہم ایک خدا پر جو قادر مطلق باپ آسمان و زمین اور سب دیدہ و نادیدہ چیزوں کا بنانے والا ہے اعتقاد رکھتا ہوں۔

اتھاناسیس کا عقاید نامہ

عقیدہ جامع یہہ ہے کہ ہم تثلیث (ثالوث) میں واحد خدا کی اور توحید (وحدت) میں تثلیث (ثالوث) کی پرستش کریں۔

(۱) **میں اعتقاد رکھتا ہوں**۔ رسولوں کا عقاید نامہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ اور صیغہ واحد متکلم کا استعمال بجائے جمع متکلم کے مغربی عقاید ناموں کی خصوصیت ہے۔ اس سے جداگانہ ہر ایک فرد جماعت کے عقیدہ کو اپنا عقیدہ کہتا ہے۔

(۲) **میں اعتقاد رکھتا ہوں خدا ..... پر**۔ لاطینی عقاید نامہ کے پہلے الفاظ نہ تو یہ ہیں Credo Deum یعنی یہ کہ "میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ خدا ہے" جو بقول مقدس یعقوب شیاطین بھی مانتے ہیں اور تھرتھراتے ہیں (یعقوب ۲-۱۹) اور نہ Cred Deo ہے یعنی یہ کہ "میں اعتقاد رکھتا ہوں

کہ خدا کا کلام حق ہے" لیکن یہ ہے Credo in Deum یعنی یہ کہ میں اعتقاد رکھتا ہوں خدا میں (یا خدا پر)" یعنی میں اپنا سارا آسرا بھروسا اُسپر رکھتا ہوں میں صرف اُس کی ہستی ہی تسلیم نہیں کرتا بلکہ میں بالکل اُس کی قدرت و محبت پر تکیہ کرتا ہوں۔ میں اُسپر توکل کرتا ہوں اور اُسی سے لگا رہتا ہوں۔

(۳) **میں اعتقاد رکھتا ہوں خدا ..... پر**۔ عقاید نامہ کے پہلے الفاظ میں اس بات کا بیان ہے کہ خدا ہے۔ یہ تعلیم سارے دین کی بنیاد ہے۔ کیونکہ "جو خدا کے پاس آتا ہے وہ ضرور ایمان لاتا ہے کہ وہ موجود ہے اور اپنے ڈھونڈھنے والوں کو بدلہ دیتا ہے عبرانی ۱۱-۶

البتہ خدا کی ہستی کی ایسی دلیل قاطع نہیں ہو سکتی جسکے خلاف کوئی کچھ نہ کہہ سکے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ایمان کی گنجائش نہ رہتی۔ اور ہماری آزمایش کی حالت بھی جو ایمان کی گویا کسوٹی ہے غیر ممکن ہوتی۔ مگر اُس کی ہستی کی دلیلیں جو مختلف اور جداگانہ ذریعوں سے مل سکتی ہیں مفصلہ ذیل اقسام پر منقسم ہیں۔

(۱) **دل کی شہادت**۔ خدا کی ہستی کا خیال انسان کے باطن میں ہے۔ اور اسی طرح سے خدا کی ہستی کی بیرونی شہادت اس باطنی شہادت سے مضبوط ہوتی ہے

(۲) **شہادت عامہ**۔ کوئی زمانہ خواہ کہیں تک خیال کرو کوئی ملک خواہ کیسا ہی دور کیوں نہ ہو۔ کوئی قوم خواہ کیسی ہی وحشی کیوں نہ ہو۔ ایسے نہیں جن میں خدا کی شہادت کسی نہ کسی طرح کی نہ ملتی ہو۔

(۳) **اسباب موجودات کی شہادت**۔ عالم میں علت و معلول کا تسلسل خود علت اولے پر دال ہے جو سب سے اعلے ہو اور قایم بالذات و ابدی و ازلی ہو۔

(۴) **تدبیر کی شہادت**۔ چونکہ اسباب موجودات کے قواے اور قوانین

سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شے کسی مقصد کے لیئے ہے۔ اس لیئے ہیں اِن سب مقاصد کی تدبیر اور ان کی پوری سمجھ علت اولیٰ و مسبب الاسباب سے منسوب کرنی پڑتی ہے۔

(۵) **کانشنس یا نورِ قلب کی شہادت**۔ ہر شخص میں ایک قوت ہے جسکے ذریعہ سے وہ جانتا ہے کہ فلاں بات نیک ہے اور فلاں بد ہے" "یہ تمہارا فرض ہے اور وہ تمہارا فرض نہیں" یہ اندرونی آواز گر دبائی نہ جائے، آدمی کو بتاتی ہے کہ ایک طاقت اور عدالت ہے جو سب سے اعلےٰ ہے اور یہ کہ اخلاقی شریعت کا اعلےٰ مقنن اور یقینی منصف ہے۔ گو یہ شہادت مختلف ذریعوں سے ملتی ہے لیکن سب کا نتیجہ ایک ہی ہے اور دل میں سب سے اعلیٰ اخلاقی ثبوت پیدا کرتی ہے۔

(۴) **میں ایک خدا پر اعتقاد رکھتا ہوں**۔ خدا کی ہستی کے ساتھ نکایا اور دوسرے مشرقی عقائد ناموں میں اُس کی وحدت کا ذکر اور اتھاناسیس کے عقائد نامہ میں لکھا ہے کہ "عقیدۂ جامع یہ ہے کہ ہم واحد خدا کی پرستش کریں" اس خیال میں کہ کوئی اعلےٰ وجود ہے یہ داخل ہے کہ وہ خود مختار ہے اور اس خیال میں کہ دو علت اولیٰ بذات خود قایم اور اعلےٰ ہیں اجتماع نقیضین ہے۔ مقدس نوشتوں میں خدا کی وحدت کا بار بار اور صاف صاف ذکر آیا ہے۔

موسے کہتا ہے کہ "سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے" (استثنا ۶-۴) اور پھر یہ کہ "خداوند تو۔ خدا ہے اسکے سوا کوئی نہیں ہے" استثنا ۴-۳۵۔ اسکے ساتھ وہ بیان ملتا ہے جو خدا تعالیٰ نے یسعیاہ کی معرفت فرمایا کہ "میں اول اور میں آخر ہوں میرے سوا کوئی خدا نہیں" یسعیاہ ۴۴-۶ "کیا میرے سوا کوئی خدا ہے کوئی چٹان نہیں میں ایسے کوئی نہیں جانتا" یسعیاہ ۴۴-۸

ہمارے خداوند نے فرمایا کہ "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھکو اکیلا سچا خدا جانیں" یوحنا ۱۷-۳+ اور پولوس رسول کہتا ہے کہ "ہم جانتے ہیں کہ کوئی خدا نہیں مگر ایک" ۱ قرنتی ۸-۴۔

(۵) **ثالوث میں وحدت**۔ عقیدۂ جامع نہ صرف یہ سکھاتا ہے کہ ہم خدائے واحد پر اعتقاد رکھیں۔ بلکہ یہ بھی کہ "ثالوث میں وحدت کی اور وحدت میں ثالوث کی پرستش کریں" لفظ ثالوث یا تثلیث تو البتہ کسی جگہ مقدس نوشتوں میں نہیں آیا لیکن ثالوث کے مسئلے کے پتے پرانے اور نئے دونوں عہد ناموں میں ملتے ہیں چنانچہ:-

(الف) پرانے عہدنامہ میں

(۱) آدمی کی پیدایش کے وقت خدا یہ نہیں کہتا، جیسا کہ ہم شاید خیال کرتے کہ وہ کہتا کہ "میں انسان کو اپنی صورت پر بناؤنگا" لیکن یہ کہتا ہے کہ "ہم انسان کو اپنی صورت پر اور اپنے مانند بنائیں" پیدایش ۱-۲۶ + پھر بھی اگلی آیت میں یہ ہے کہ "خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا"

(۲) پھر آدم کے گرنے کے بعد خدا فرماتا ہے کہ "دیکھ انسان ہم میں سے ایک کی مانند ہوگیا" پیدایش ۳-۲۲+ حالانکہ جب خدا موسے پر جلتی جھاڑی میں ظاہر ہوا تو اُس نے موسے کو حکم دیا کہ امت کو یہ کہے "وہ جو ہے اُس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے" (خروج ۳-۱۴)

(۳) یہودی شریعت کے بموجب جو برکت کاہن بنی اسرائیل کو مقدس نام سے دیتے تھے وہ تین جدا جدا حصوں پر مشتمل تھی۔

(الف) خداوند تجھے برکت بخشے اور تیری نگہبانی کرے۔

(ب) خداوند اپنے چہرے کا جلوہ تجھے دکھائے اور تجھپر رحم کرے۔

(ج) خداوند کا چہرہ تجھ پر متوجہ ہو اور تجھے سلامتی بخشے۔ گنتی ۶۔ ۲۴ سے ۲۶

(۴) یسعیاہ کی رویا میں سرافیم ایک دوسرے کو پکار کر یہ کہتے تھے "قدوس قدوس قدوس رب الافواج ہے ساری زمین اُس کے جلال سے معمور ہے" یسعیاہ ۶: ۳

یہاں تین دفعہ لفظ قدوس کا استعمال کرنا۔ خدا کی وحدت میں کثرت کی طرف پوشیدہ اشارہ ہے جیساکہ اس برکت میں جو موسےٰ نے مقرر کی کہ کاہن بنی اسرائیل کو دیں۔

(II.) نئے عہد نامہ میں

جو کچھ پُرانے عہدنامہ میں اشارتاً مذکور ہے وہ نئے عہدنامہ میں مفصل طور سے منکشف ہے۔ مثلاً

(۱) ہمارے خداوند کے بپتسمے کے وقت ہم (۱) بیٹے کو جس نے بپتسمہ پایا (۲) باپ کو جس نے آسمان سے اُسپر گواہی دی (۳) روح القدس کو جو کبوتر کی شکل میں اسپر اُترا معلوم کرتے ہیں متی ۳۔ ۱۶ و ۱۷

(۲) گو ایک مقام میں ہمارا خداوند یہ کہتا ہے کہ "میں اور باپ ایک ہیں" (یوحنا ۱۰۔ ۳۰) پھر بھی دوسرے مقام میں یہ کہتا ہے کہ "میں باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمھیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے یعنی روح حق" (یوحنا ۱۴۔ ۱۶) یہاں صاف طور پر وہ تینوں اقانیم کا یعنی باپ کا اور اپنا اور روح القدس کا امتیاز کرتا ہے۔ بیٹا درخواست کرتا ہے باپ سُنتا ہے اور دیتا ہے۔ روح القدس آتا ہے۔

(۳) لیکن اس سے بھی زیادہ صاف طور پر اسوقت بیان ہوا جب صعود سے پیشتر اُس نے اپنے رسولوں کو یہ آخری حکم دیا کہ "سارے جہان میں جاؤ اور سب قوموں کو شاگرد کرو اور اُن کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے

نام پر بپتسمہ دو" متی ۲۸۔ ۱۹+

پس خدا میں تین اقانیم کے ہونے کی تعلیم نہ کسی قدیم بزرگ یا نبی نہ کسی رسول یا کلیسائی مجمع سے شروع ہوئی بلکہ ابتداءً اور اصلاً خود ہمارے خداوند سے شروع ہوئی

(۶) **میں اعتقاد رکھتا ہوں خدا ... باپ پر۔** خدا کی وحدت میں تین اقانیم ہیں جن میں سے پہلا خدا باپ ہے۔ مقدس پولوس فرماتا ہے کہ "ہمارا ایک خدا ہے جو باپ ہے" ۱ کرنتھی ۸۔ ۶ + یہ خیال کہ خدا باپ ہے قریباً عالمگیر ہے۔ یونانی اور رومی اور پرانے ٹیوٹن (جنسے انگریز اور جرمن نکلے ہیں) اعلےٰ ہستیوں کے باپ یعنی دیوتاؤں اور انسان کے باپ کی نسبت دُھندلا سا خیال رکھتے تھے اور مقدس پولوس نے اسے تسلیم کیا جب اتھینی میں لوگوں کے سامنے اُس نے اُن کے ایک بڑے شاعر کے یہ الفاظ پیش کئے "ہم تو اُس کی نسل سے ہیں"۔

عبرانی نبی بھی خدا کو اسرائیل کا باپ کہتے تھے جو حکمت اور بڑی محبت سے اُن کی تربیت کرتا تھا۔ یسعیاہ کہتا ہے کہ "تو اے خداوند ہمارا باپ ہے" اور تو ہمارا نجات دینے والا ہے تیرا نام ابد سے ہے" یسعیاہ ۶۳۔ ۱۶ +

ملاکی کہتا ہے کہ "کیا ہم سب کا ایک ہی باپ نہیں اور کیا ایک ہی خدا نے ہم سب کو پیدا نہیں کیا؟" ملاکی ۲۔ ۱۰ "لیکن "ہمارے باپ" کے ساتھ یہ لقب "میرا باپ" پہلے پہل ہمارے خداوند نے ہی بتلایا۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ثالوث کا پہلا اقنوم جو الوہیت کا چشمہ ہے (۱) بلحاظ ازلی بیٹے کے (۲) بلحاظ ذی عقل مخلوقات کے اور (۳) بلحاظ خلاص یافتہ انسان کے ٹھیک طور پر باپ کہلاتا ہے۔

(الف) بلحاظ ازلی بیٹے کے۔

بلحاظ ازلی بیٹے کے وہ باپ ہے کیونکہ اُسکا یہ خاصہ ہے کہ وہ "کسی سے نہیں نہ مصنوع نہ مخلوق نہ مولود" اُس سے ازل میں بیٹا پیدا ہوا اور وہ ازلی بیٹے کا ازلی باپ ہے۔ وہ خود کُل موجودات کی اصل علت وچشمہ ہے اور ازلی تولد سے اُس نے بیٹے کو جو کچھ کہ وہ ازخود رکھتا ہے دیا + بقول ادسقف پیرسن صاحب "جو باپ ہے وہ کسی سے نہیں۔ جو بیٹا ہے وہ باپ سے ہے جو اول ہے وہ دیتا ہے اور جو دوم ہے وہ پاتا ہے۔

(ب) بلحاظ ذیعقل مخلوقات کے۔

وہ "روحوں کا باپ" کہلاتا ہے (عبرانی ۱۲-۹) اور جب اُس نے زمین کی بنیاد ڈالی اور صبح کے ستارے ملکے گاتے تھے تو لکھا ہے کہ "بنی الله (یعنی فرشتے) خوشی کے مارے للکارتے تھے" (ایوب ۳۸-۷) پھر انسان جسکو اُس نے اپنی صورت پر بنایا "اُس کی نسل" کہلاتا ہے اور آدم جسکو خود اُس کے ہاتھوں نے بنایا خدا کا بیٹا کہلایا لوقا ۳-۳۸۔

(ج) بلحاظ خلاص یافتہ انسان کے

ہم جو بیگانہ اجنبی اور دشمن تھے فضل کے وسیلے سے خدا کے خاندان میں شامل ہوئے ہیں اور ہم نے لے پالک ہونے کی روح پائی۔ جس سے ہم آبا یعنی اے باپ پکار پکار کہتے ہیں" (رومی ۸-۱۵) ہمارے خداوند نے اپنے رسولوں کو فرمایا کہ "میں اوپر اپنے باپ اور تمہارے باپ کے پاس جاتا ہوں" (یوحنا ۲۰-۱۷) اسکا یہ مطلب نہیں کہ چونکہ خدا ہمارا باپ ہے اس لیئے اُسکا باپ بھی ہوا۔ بلکہ یہ کہ چونکہ وہ اُسکا باپ ہے اس لیئے ہمارا باپ ہوا۔

مقدس یوحنا کہتا ہے کہ "دیکھو کیسی محبت باپ نے ہم سے کی کہ ہم خدا کے فرزند کہلائیں" (یوحنا ۳-۱) ہمارے خداوند نے فرمایا کہ "میں اور باپ ایک ہیں" پس

وہ پہلوٹا ہے اور ہم جو اُس کے بھائی ہیں اُسی کے وسیلے سے خدا کے بیٹے ہوتے ہیں وہ سب چیزوں کا وارث ہے (عبرانی ۱-۲) اور ہم اُس کے ساتھ وارث ہیں (رومی ۸-۱۷) یعنی خدا کے وارث ہیں۔ لیکن سب کچھ مسیح کے وسیلے سے ہیں +

اسطرح ازلی تولد سے مقدس ثالوث کا پہلا اقنوم ازلی بیٹے کا ازلی باپ ہے۔ خالق ہونے سے وہ ساری ذیعقل مخلوقات کا باپ ہے۔ لے پالک کرنے سے وہ اُن شخصوں کا باپ ہے جنکو اُس نے فضل سے اپنے خاندان میں شامل کیا ہے۔

(۷) **قادر مطلق**۔ ہم اپنے عقیدہ میں خدا باپ کے ساتھ لفظ قادر مطلق بھی استعمال کرتے ہیں۔ جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ یونانی میں Παντοκρατωρ ہے اور لاطینی میں Omnipotent ہے۔ سترونکے ترجمے میں اس کے واسطے وہ لفظ آیا ہے جسکا ترجمہ ہماری بائبل میں رب الافواج ہوا ہے یعنی حاکم العالمین جو اپنے مرضی سے کُل مخلوقات پر حکمران ہے۔ لفظ قادر مطلق سے اس کے پورے معنی ادا نہیں ہوتے۔ اصل لفظ سے ایسا شخص مراد ہے جو سب کا حاکم ہے اور سبھوں پر اختیار رکھتا ہے۔ جو نہ صرف سب کچھ کر سکتا ہے کہ "کوئی نہیں جو اُس کے ہاتھ کو روک سکے یا اُس سے کہے کہ تو کیا کرتا ہے" (ایوب ۴۲-۲ + دانیال ۴-۳۵) اور جس نے سب کچھ بنایا بلکہ وہ سب چیزوں کا حافظ بھی ہے" (نحمیا ۹-۵-۶) اور اُن کا ایسا انتظام کرتا ہے جس سے اُس کی مرضی پوری ہوتی ہے۔ الغرض یہ لفظ پر معنی ہے اور خدا کی عالمگیر سلطنت ظاہر کرتا ہے اور نیز یہ کہ اُس کی حکومت سب چیزوں پر ہے جو ہیں یا ہو سکتی ہیں۔ یہاں تک کہ کوئی مخلوق شے اُس کے اختیار سے باہر نہیں نکل سکتی۔ جبکہ اُس کی سلطنت ایسی ہے تو وہ "زمانوں کا بادشاہ" بھی ہے۔ (اتمط ۱-۱۷) اس کی حکومت کے ماتحت خلقت کا مقصد بتدریج متواتر انتظاموں کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ اُس کی قدرت سب چیزوں کو سنبھالتی ہے اور

کل مخلوقات کا نظم ونسق اُس کے ہاتھ میں ہے۔

(۸) آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا۔ مغربی عقاید ناموں میں پہلا مسئلہ صرف یہاں تک ہی تھا" میں اعتقاد رکھتا ہوں خدا قادر مطلق باپ پر" لیکن کچھ دیر بعد مشرقی عقاید ناموں سے ایک جُملہ اس میں آگیا جس سے ہمارا عقیدہ مکمل ہوگیا۔ اور اب ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا نہ صرف قادر مطلق ہے بلکہ وہ "آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس سے اُس کی قدرت کاملہ کا صاف ثبوت ملتا ہے۔ مزمور نویس لکھتا ہے کہ" امتوں کے سارے معبود بُت ہیں۔ لیکن خداوند آسمانوں کا بنانے والا ہے" (زبور ۹۶-۵) + موجودات کی یہ عمدہ حالت جو ہمارے چاروں طرف ہے۔ اوپر آسمان نیچے زمین اور زمین کے نیچے کے پانی خود بخود عدم سے وجود میں نہیں آئے نہ خود بخود قائم ہوئے ہیں۔ ہر شئے کا وجود خدا نے بنایا درست کیا اور قایم کیا اُس نے خود موسیٰ کو صاف طور سے یہ فرمایا کہ" خداوند نے آسمان وزمین و دریا اور سب کچھ جو اُن میں ہے بنایا" (خروج ۲۰-۱۱) جب یسعیاہ نے اُس کی کمال شوکت۔ اُس کی عظمت اور اُس کی غیر محدود حکومت کو ظاہر کرنا چاہا تو اُس نے کہا کہ" خداوند فرماتا ہے کہ آسمان میرا تخت ہے اور زمین میرے پاؤں رکھنے کی چوکی" (یسعیاہ ۶۶-۱) یرمیاہ یہ کہتا ہے کہ" اے خداوند یا ہوواہ دیکھ تو نے اپنی بڑی قدرت سے اور اپنے بڑھائے ہوئے بازو سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تیرے آگے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ (یرمیاہ ۳۲-۱۷) اور آسمانی لشکر کے گیت کا یہ مضمون ہے "اے خداوند توہی جلال وعزت اور قدرت کے لائق ہے کیونکہ توہی نے ساری چیزیں پیدا کیں اور وہ تیری ہی مرضی سے ہیں اور پیدا ہوئی ہیں" (مکاشفہ ۴-۱۱)۔

(۹) خلقت میں ثالوث کا مشترک کام۔ لیکن اگرچہ خلقت کا کام یہاں خاصکر خدا باپ سے منسوب ہے بخلاف اس بدعت کے جو علاوہ اس کے دوسرے دنیا کے خالق کی تعلیم دیتی ہے۔ تو بھی مقدس نوشتوں میں اس بات کا بیان ہے کہ خلقت کے کام میں مقدس ثالوث کے تینوں اقانیم ساجھی تھے اور یہ کہ باپ نے سب چیزوں کو اپنے بیٹے کے وسیلے سے اپنے روح القدس کے ساتھ بنایا:۔

(الف) اپنے بیٹے کے وسیلے سے۔ کیونکہ

(۱) ہمارا خداوند خود فرماتا ہے کہ" میرا باپ ابتک کام کیا کرتا ہے اور میں بھی کام کیا کرتا ہوں (یوحنا ۵-۱۷)

(۲) مقدس یوحنا نے کہا کہ:۔ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا سب چیزیں اُس کے وسیلے سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اُس کے ہوئی (یوحنا ۱-۱سے ۳)

(۳) مقدس پولوس یہ لکھتا ہے کہ بیٹے میں" ساری چیزیں جو آسمان اور زمین پر ہیں دیکھی اور اندیکھی ...... ساری چیزیں اُس کے وسیلے سے اور اُسی کے لئے پیدا ہوئیں۔ اور وہ سب سے آگے ہے اور اُس میں ساری چیزیں بحال رہتی ہیں" (قلسیون ۱-۱۶و۱۷)

(ب) اپنے روح القدس کے ساتھ:۔ کیونکہ

(۱) پیدائش کی کتاب میں لکھا ہے کہ" ابتدا میں خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی (پیدائش ۱-۲) اسی بے ترتیبی سے ترتیب اور موت سے زندگی پیدا ہوئی۔

(۲) مزمور نویس یہ کہتا ہے کہ" خداوند کے کلام سے آسمان بنے اور اُن کے سارے لشکر اُس کے منہ کے دم سے" (زبور ۳۳-۶)

(۳) اور ایوب خدا کی نسبت کہتا ہے کہ "اس نے اپنی روح سے آسمانوں کو آرائش دی ہے" (ایوب ۲۶-۱۳)

(۱۰) **اور سب دیدہ اور نادیدہ چیزوں کا۔** ان الفاظ "آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا" کے علاوہ مشرقی عقاید ناموں میں یہ الفاظ بھی ہیں "اور سب دیدہ و نادیدہ چیزوں کا" ان الفاظ سے جو اشارہ نادیدہ جہان کی طرف پایا جاتا ہے وہ مغربی عقاید ناموں میں کہیں نہیں پایا جاتا۔ لیکن مشرق میں روحانی جہان کے باشندوں کی ہستی و کاروبار کا زیادہ چرچا ہوتا تھا۔ اسیطرح سے ہم اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہیں کہ نہ صرف مادی خلقت جو نظر آتی ہے باپ کے ہاتھوں سے بنی جو ہستی کا منبع ہے اور دوسرے کسی حریف یا ادنے دیوتا سے نہیں بنی بلکہ سب چیزیں دیدہ و نادیدہ بھی اُسی سے ہستی رکھتی ہیں "کیا تخت کیا حکومتیں کیا ریاستیں کیا مختاریاں" قلسی ۱-۱۶ سب چیزیں اُس کے ہاتھ کی صنعتیں ہیں اور اُس کی مرضی و قدرت سے موجود اور قائم ہیں۔ مقدس پولوس کسی چیز کو مستثنے نہیں کرتا جسکو ازلی بیٹے نے ازلی باپ کے ساتھ ملکر نہ بنایا ہو۔ وہ "اکلوتا متولد خدا" ہے[۱]۔ اس لیئے وہ "خدا کی خلقت کا مبدا" ہے (مکاشفہ ۳-۱۴) ایک بزرگ نے کہا کہ "دائمی تولد خلقت کی طرف پہلا قدم ہے" اور دیدہ و نادیدہ عالم اُسی سے ہے جس میں اور جسکے ذریعہ سے اُن کی ابتدا ہوئی[۲]

[۱] یوحنا ۱-۱۸ میں اکثر نسخوں میں یہ ہے "اکلوتا متولد خدا" بجائے "اکلوتا بیٹا" کے ۱۲

[۲] نوٹ اسطرح سے عقائد نامہ کا یہ پہلا مسئلہ مفصلہ ذیل رایوں کے خلاف ہے:۔

(الف) (Materialism) میٹیریالزم یعنی وہ تعلیم کہ جہان ازلی مادہ سے مرکب ہے اور ازلی قوت سے اُس کے تغیر و تبدلات ہوتے رہتے ہیں۔ اور اسطرح سے خدا کی گنجائش نہیں۔ (ب) Pantheism پینتھی ازم (ہمہ اوست) یعنی یہ تعلیم کہ خدا اور جہان میں کچھ امتیاز نہیں وہ آپ ہی کرتا اور آپ ہی کراتا ہے (ج) Deism ڈی ازم یعنی یہ تعلیم کہ خدا نے اس جہان کو تو بنایا لیکن اب اُس کے انتظام میں دخل نہیں دیتا۔ اسطرح سے یہ تعلیم خدا کو اس جہان سے بے تعلق ٹھہراتی ہے (د) Agnosticism اگنوسٹی سزم یعنی یہ تعلیم جو خدا کی ہستی کا نہ اقرار اور نہ انکار کرتی ہے اس دلیل سے کہ انسان میں ایسی قوت نہیں جس سے وہ خدا کا خیال یا اُس سے رفاقت رکھ سکے ۱۲

باب دویم

دُوسرا مسئلہ

رسولوں کا عقائد نامہ

اور اُس کے اکلوتے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح پر

نکایا کا عقائد نامہ

اور ایک خداوند یسوع مسیح پر جو خدا کا ایک ہی متولد بیٹا ہے۔ سب عالموں کے پیشتر اپنے باپ سے متولد ہوا خدا سے خدا۔ نور سے نور۔ حقیقی خدا سے حقیقی خدا۔ مصنوع نہیں بلکہ مولود۔ اُس کی اور باپ کی ایک ہی ماہیت ہے اس سے ساری چیزیں پیدا ہوئیں

اتھاناسیس کا عقائد نامہ

بیٹا اکیلے باپ سے ہے مصنوع نہیں نہ مخلوق پر مولود ہے

۱- **علاقہ**- ہم باپ کا جس نے ہم کو اور تمام دنیا کو پیدا کیا اقرار کرکے اب اُس کے اکلوتے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح پر اعتقاد ظاہر کرتے ہیں۔ اِس اقرار میں دو باتیں ہیں:۔ **پہلی**- اُس شخص کو بتلاتی ہے

دوسری- اُس کی خاصیت کو جس نے اپنے رسولوں سے کہا اور ہم سے کہتا ہے کہ "جس نے مجھے دیکھا ہے باپ کو دیکھا ہے۔ یوحنا ۱۴-۹

۲- **میں یسوع پر اعتقاد رکھتا ہوں**- جب ہم اسمائے الٰہی کی قدر و منزلت دیکھتے ہیں تو عجب بات معلوم ہوتی ہے۔ ہم حقیقتاً یہ کہہ سکتے کہ جب ہم نوشتوں میں ہی

نام جن سے خدا نے اپنے تئیں اپنے لوگوں پر ظاہر کیا عہد عتیق کی تواریخ میں پاتے ہیں تو تین بڑے درجے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس سے بھی بڑی قدر و منزلت اس نام کی ہوگی جو سب ناموں سے بزرگ ہے۔ جس سے کہ ثالوث کا دوسرا اقنوم بڑی فروتنی سے انسانوں میں انسان کہلاتا ہے یہی یسوع تھا۔ یہ عبرانی تواریخ۔

میں یسوع بن نون کا نام ہو کر مخصوص ہوا تھا۔ جو فرقۂ افرائیم سے اور موسٰے کا بہادر رفیق اور کنعانی قوموں کا فتح کرنے والا تھا۔ اسکا اصل نام ہوشیع تھا جسکے معنی منجی یا رہائی دینے والا ہیں۔ جب لفظ "یاہ" جو خدا کا نام ہے اسپر بڑھایا گیا یہوشوعا بن گیا اور جسوقت موسٰے کا بہادر خادم ملک موعود کی جاسوسی کرنے اور لوگوں کے پاس سچی خبر لانے کے لیئے بارہ جاسوسوں میں چنا گیا۔ تب موسٰے نے اس کا یہ نام رکھا گنتی ۱۳: ۱۶۔ جب یہ نام اس سے منسوب ہوتا تو وہ نہ صرف قومی خلاصی کا وسیلہ بلکہ اسکا اصل سبب ظاہر کرتا ہے یعنی کہ یہوواہ کی قدرت سے وہ اسرائیلی قوم کا نجات دہندہ تھا۔ بہت سے دوسرے عبرانی ناموں کی مانند یونانی زبان میں تبدیل ہو کر وہ آئی ساؤس یعنی یشوع بن گیا (Iyεous) اور یہی نام چند شخصوں کا رکھا گیا جو کہ عزرا اور نحمیاہ کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

۳- یشوع- یہ نام جو اب سب ناموں سے بزرگ ہے فلپی ۲: ۹ دو موقعوں پر منجی موعود کا نام بتلایا گیا۔ (۱) بشارت کے وقت کنواری مریم کو جبرئیل فرشتے کے وسیلے لوقا ۱: ۳۱ (۲) پیدائش کے تھوڑے دن پہلے ایک فرشتے کے وسیلہ خواب میں یوسف کو جو ہمارے خداوند کا محافظ تھا اور باپ کہلاتا تھا متی ۱: ۲۱۔ اور وہ فی الحقیقت ختنہ کے وقت پاک لڑکے کا نام رکھا گیا لوقا ۲: ۲۱۔ جبکہ کنواری کو یہ نام یسوع بتلایا گیا تو اس سے یہ بھی کہا گیا کہ خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دیگا اور اس کی بادشاہت آخر نہ ہوگی لوقا ۱: ۳۲ و ۳۳۔ لیکن

یوسف سے خاص کہا گیا اُسکا نام یسوع رکھنا۔ کیونکہ وہ اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے بچائیگا متی ۱: ۲۱۔ یونانی نسخہ میں ایک لفظ پر زور ہے جو یہاں نظر نہیں آتا جسکے ٹھیک معنی یہ ہیں یعنی "وہ خود ہے جو اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے بچائیگا" کیونکہ پہلے یشوع نے بھی اسرائیل کو نہ اپنی طاقت سے نہ اپنے وسیلے سے بچایا بلکہ خدا نے اُس کے وسیلہ سے۔ اُس نے اپنے ہی لوگوں کو نہیں بلکہ خدا کے لوگوں کو بچایا۔ لیکن یسوع خود اپنی ہی طاقت سے یعنی خدا کی طاقت سے اپنے ہی لوگوں کو یعنی خدا کے لوگوں کو بچانے کے لیئے تھا۔ پس وہ واجباً یسوع خدا منجی کہلاتا ہے کیونکہ وہ خود خدا ہے اور اُس کا بڑا کام نجات دینا تھا۔

۴- خدا منجی- یونانی لوگ منجی کا لقب دیوتوں اور بادشاہوں اور یہودی لوگ اُن سے جو اُن کو طرح طرح کی مُصیبتوں سے رہائی دیتے تھے منسوب کرتے تھے لیکن اعلٰے درجہ میں وہ صرف ہمارے خداوند سے منسوب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کسی دوسرے سے نجات نہیں کہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس سے ہم نجات پا سکتے ہیں۔ اعمال ۴: ۱۲۔ پہلا یشوع صرف ایک آدمی تھا جس نے یہوواہ کی قدرت سے اسرائیلوں کو کنعانی قوموں پر فتحمند کیا اور زمین موعود کو اُن کے فرقوں میں بانٹ دیا۔ لیکن یسوع منجی اور خدا بھی تھا۔

(ا) اُس نے نجات کی راہ اور وسیلے ظاہر کیئے۔

(ب) اُس نے اپنی کامل تابعداری اور صلیب پر اپنی جان قربان کر کے اُسے حاصل کیا۔

(ج) اور نہ صرف اُسے حاصل اور ظاہر کیا بلکہ آسمان پہ بلند ہو کر اُن کو جو اُسکے نام پر ایمان لاتے ہیں بخشدیتا ہے۔ اور یہ تینوں کام نہ کبھی اور کسی نے

کیئے اور نہ کر سکا۔

پہلے یشوع نے اسرائیلوں کے دشمنوں یعنی کنعانیوں کو مغلوب کیا۔ دوسرے اور بڑے یشوع نے اپنے لوگوں کو ان کے سخت روحانی دشمن سے بچایا۔ اور اسی کو جس کے پاس موت کا زور تھا یعنے شیطان کو برباد کیا۔ عبرانی ۲: ۱۴۔

پہلے یشوع نے یردن کے پار جاکر ملک موعود کو فرقوں میں بانٹ دیا۔ دوسرے یشوع نے موت کے سرد پانیوں سے گذر کر اپنے لوگوں کے لیئے آسمانی کنعان کھولا اور ان کے لیئے آسمانی میراث میں جگہ تیار کرنے کو بلندی پر چڑھ گیا یوحنا ۱۴: ۲۔

پس اس طرح سے وہ خدائے منجی ہے کہ کوئی دوسرا نہ تھا اور نہ ہو سکتا۔

۵۔ مسیح۔ لیکن ثالوث کا دوسرا اقنوم نہ صرف خاص نام یسوع سے مشہور ہے بلکہ اس کا منصبی نام بھی ہے۔ اس کے دشمن بھی اس کے خاص نام سے اس کو پکارتے تھے۔ لیکن اس کے نام مسیح سے کوئی زمین پر اس کو نہ پکارتا تھا سوائے ان کے جو اسپر ایمان لائے تھے اور نہ جب تک کہ الہام سے ان پر ظاہر ہوا کہ یہی حقیقیاً اسکا نام ہے۔ لفظ کرائیسٹ (Christ) یونانی ہے وہی عبرانی میں مسیح ہے اور دونو کے معنی یشوع ہے۔ یہودیوں میں یہ نام کئی طرح سے مستعمل تھا جس شخص کو کہ الہی عہدہ کی بجا آوری کے لیئے الہی بخشش عطا ہوتی تھی وہ اسکو بتلاتا تھا اور اس میں مسح کرنے کی رسم ہمیشہ بہت معظم سمجھی جاتی تھی۔ اسی طرح الیشاع ایک ممسوح نبی تھا ۱سلا۔ ۱۹: ۱۶۔ ہاروں ایک ممسوح کاہن تھا۔ خروج ۳۰: ۲۹ و ۳۰۔ ساؤل و داؤد ممسوح بادشاہ تھے۔ ۱سموئیل ۱۰: ۱ و ۱۶: ۱۳۔ لیکن ہمارے خداوند میں تین عہدے مل گئے جو کبھی دوسرے میں کبھی نہ ملے تھے۔ اور اس میں نبی کاہن اور بادشاہ کے ہر ایک کام کی پوری تکمیل پائی۔ روح القدس کے مسح سے وہ اپنے اصطباغ کے وقت ان تینوں عہدوں کے لیئے ممسوح ہوا۔

اور اس نے انھیں پورے طور سے کامل کیا۔ کیونکہ :-

(۱) نبی ہو کر

(الف) اس نے انسان پر الہی مشورت کو اور اس طریقہ کو جس سے خدا کی پرستش کی چاہیئے ظاہر کیا۔

(ب) اس نے قانون فطرت جسکو لوگوں نے خراب کر ڈالا تھا اور جسکا عرفان کسی درجہ تک اُن کے درمیان ضائع ہو گیا تھا پھر کر مشتہر کیا اور کہا کہ یوم الجزا پر اس قانون کی صداقت ظاہر ہوگی۔

(ج) اس نے جو کچھ باپ سے سنا تھا اور دیکھا تھا ظاہر کیا اور اس لیئے بالکل باپ کی مرضی کے موافق وہ کچھ بولا جو باپ کے دل میں تھا۔

(د) جبکہ انبیاء اولین نے قدیم انتظام میں ظہور کے چند اشارے کیئے اس نے ایک انتظام کا جسکا وہ خود سردار تھا اعلان کیا۔ اور اگرچہ اس کی گواہی خاص اسی کے بیان پر مبنی ہے اس نے اپنے تئیں نہ صرف کلام میں بلکہ کام میں بھی قدرت والا ظاہر کیا۔ لوقا ۲۴/۱۹

پس وہ ایسا نبی تھا جیسا کہ دوسرا کوئی نبی نہیں ہوا۔

(۲) کاہن ہو کر

(الف) اس نے اپنے تئیں تمام دنیا کے گناہوں کے لیئے کفارہ میں گزرانا۔ اور اس سب کو جو موسوی شریعت کی کہانت اور قربانیوں میں تمثیلاً و کنایتاً بیان ہوا تھا پورا کیا عبرانی ۷: ۲۴۔

(ب) اس نے آپ کو نذر گزرانا جسکی اعلے التاثیر سے گناہوں کی معافی جسکے لوگ ہمیشہ مشتاق تھے حاصل ہوئی۔ عبرانی ۹/۲۶

(ج) ملک صدق کے طور پر ہمیشہ کا کاہن رہ کر عبرانی ۵/۶ وہ خدا کے دہنے ہاتھ

اپنی شفاعت کے وسیلہ اور اپنی قربانی کا ثواب لوگوں کو دینے سے اپنی کہانت کا عہدہ جاری رکھتا ہے۔

(د) وہ لوگوں کو اُن کے گناہوں سے پھیر کر برکت دیتا ہے اعمال ۳: ۲۶۔ اور جو میل ملاپ اُس نے ایکبار صلیبی خون سے حاصل کیا اُس کے نتیجوں پر مشتہر کرتا ہے۔

(۳) بادشاہ ہوکر

(ا) اُسی کی ایک بادشاہت ہے جو اِس جہان کی نہیں اور اُسپر وہ پوری سلطنت رکھتا ہے۔

(ب) اُس نے ایک کلیسیا قایم کی ہے جسپر وہ روح کے وسیلے غیر مرئی طور پر حکومت کرتا ہے اور اپنے لوگوں پر نہ صرف ظاہری کلام سے بلکہ باطنی طور پر فضل سے حکم کرتا ہے۔

(ج) وہ آخر کار جو کچھ اُس کے خلاف ہے اُسپر فتحمند ہوگا یہانتک کہ موت بھی جو آخری دشمن ہے نیست ہوگی۔ اقرنتی ۱۵: ۲۶۔

پس مسیح کے خطاب سے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا خداوند اس دنیا میں مخلصی یافتہ انسان کا نبی کاہن اور بادشاہ ہے۔

(۶) **اُسکا اِکلوتا بیٹا**۔ پس چونکہ اب لفظ مسیح کے معنی معلوم ہوگئے۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ وہ خدا کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اس میں ہم مقدس پطرس کے بڑے اقرار کی ترتیب کی پیروی کرتے ہیں۔

جب اُس نے ہمارے خداوند کو مسیح کہا تھا تو یہ بھی کہا تھا کہ تو زندہ خدا کا بیٹا ہے۔ متی $\frac{16}{16}$ + مغربی عقاید نامہ کا جملہ یعنی خدا کا اکلوتا بیٹا مشرقی عقاید نامہ میں اسطرح بڑھایا گیا یعنی خدا کا ایک ہی متولد بیٹا سب عالموں کے پیشتر اپنے باپ سے متولد ہوا +

یونانی لفظ (μονογενής) مونوگونیز ایک ہی متولد جو لیٹن میں کبھی (unicus) یُونی کس کبھی unigenitus یُونی جنی ٹس ہے ہمارے خداوند کی لاثانی فرزندیت کو خدا کے اُن بیٹوں کی فرزندیت سے جو لے پالک ہونیکے سبب سے بیٹے ہیں جدا کرتا ہے۔ اور ادنے معنی میں وہی لفظ ہمارے درمیانی کے لیئے منسوب ہوتا ہے۔

(۱) روح القدس کی قدرت کے وسیلہ مبارک کنواری کے رحم میں آنے کے سبب (لوقا $\frac{1}{35}$)

(۲) مسیح کے منصب پر باپ کی مرضی سے مقرر ہونے کے سبب یوحنا ۱۰: ۳۴-۳۶

(۳) اس لیئے کہ باپ نے روح کی جلانے والی قدرت سے اُس کو مُردوں میں سے جلایا اعمال $\frac{13}{33}$ رومیوں $\frac{1}{4}$ قلسی $\frac{1}{18}$

(۴) اُس کے آسمان پر صعود کرنے اور اعلے درجہ کے حاصل کرنے کے سبب۔

لیکن ان سب باتوں کی نسبت ایک اعلے معنی ہیں یہ جملہ "خدا کا ایک ہی متولد بیٹا" اُس کا باپ سے ازلی تولد۔ اُس کی سابق الازل ہستی ایک ذات میں جو مجسم ہونیکی ذات سے متفرق بھی ظاہر کرتا ہے یعنی اس الہیٰ ذات میں جسکے سبب سے وہ سب عالموں کے پیشتر اپنے باپ سے متولد ہوا خدا سے خدا نور سے نور حقیقی خدا سے حقیقی خدا مصنوع نہیں بلکہ مولود اُسکی اور باپکی ایک ہی ماہیت ہے۔

یہ جملے جو نکایا کے عقاید نامہ میں ہمارے خداوند کی الہیٰ ذات کی بابت ایرین بدعت کی تردید کے لیئے عقاید نامہ میں مندرج ہوئے بتلاتے ہیں کہ بیٹے کا وجود مطلقاً لاثانی ہے اُسکا باپ سے خاص تعلق ہے۔ وہ خدا کا خاص بیٹا ہے۔ وہی اکیلا ہے کہ جس کا یہ خطاب ہے اور وہ بھی ایسے معنی میں کہ کسی دوسرے سے منسوب نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اُس کی ماہیت باپ کی ماہیت سے جدا نہیں جیساکہ دیدہ و نادیدہ چیزیں جنکا وہ خالق ہے جُدی ہیں۔ اور نہ صرف اسی طرح کی ذات اور ماہیت کا ہے (ὁμοιούσιος) (اموے اوسیاس) جیساکہ ایک آدمی دوسرے کا مشابہ ہوتا ہے بلکہ وہ اُسی ذات

اور ماہیت کا ہے (οʹμοουσιος) (اموا وسیاس) جو باپ کی ہے۔

(۷) ہمارے خداوند کی سابق ہستی۔ کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ نوشتوں سے ثابت ہوتی ہے (۱) خود اُس کی گواہی سے اور (۲) رسولوں کے اقرار سے۔

(ا) وہ اپنے بارہ برس کی عمر میں ہیکل کے صحن میں اپنے والدین کو اس سوال سے حیرت میں ڈالتا ہے :۔ کیا تم نے نہ جانا کہ مجھے اپنے باپ کے یہاں رہنا ضرور ہے۔ لوقا ۲ : ۴۹۔

(ب) بیت حسدا کے حوض کے معجزے کے بعد جبکہ اُنھوں نے اُس پر سبت کے توڑنے کا الزام لگایا۔ اُس نے جواب میں کہا :۔ میرا باپ ابتک کام کرتا ہے اور میں بھی کام کیا کرتا ہوں۔ یوحنا ۵ : ۱۷۔ یوں صریحاً ابن اللہ ہونے کا دعوے کرتا ہے۔

(ج) پھر ایک وقت کفرنا قوم کے شہر میں اُس نے کہا :۔ میرے باپ سے سب کچھ مجھے سونپا گیا اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ اور کوئی باپ کو نہیں جانتا مگر بیٹا۔ اور وہ جس پر بیٹا اُسے ظاہر کرنا چاہے۔ متی ۱۱ : ۲۷

(د) پھر یروشلم میں عید تقدیس کے وقت جب یہودیوں نے اُس سے صاف پوچھا کہ کیا تو مسیح ہے ؟ تب اُس نے اُس کے جواب میں اپنے کاموں کی طرف جو وہ باپ کے نام سے کرتا تھا اشارہ کیا۔ اُسوقت یہی یہی کہا کہ " میں اور باپ ایک ہیں۔ یوحنا ۱۰ : ۳۰۔

(ہ) آخرش اُس کے دکھ کی رات کو اپنی معظم کہانت والی دعا میں اُس نے کہا کہ " اے باپ اب تو مجھے اپنے ساتھ اُس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا بزرگی دے۔ یوحنا ۱۷ : ۵۔ اِن باتوں میں مسیح کی الوہیت کا اقرار ہے کہ وہ نہ صرف دنیا کی بنیاد پڑنے

سے پہلے موجود تھا بلکہ باپ کا بیٹا تھا اور وہ جلال جسکے لیئے وہ دعا مانگتا تھا وہی جلال تھا جو تجسّم سے پہلے ایک اصلی ذاتی اور ازلی فرزندیت کی حالت میں اُسکا تھا۔

(۲) رسولوں کے اقرار

(ا) مقدس پولوس اُس کو بارہا خدا کا بیٹا کہتا ہے۔ ۲ قر ۱ : ۱۹ افسی ۴ : ۱۳ اور بیان کرتا ہے کہ جب وقت پورا ہوا تب خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا گلتی ۴ : ۴

(ب) مقدس پطرس اپنے پہلے خط کے شروع میں لکھتا ہے کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا خدا اور باپ مبارک ہو ا پطرس ۱ : ۳ اور اپنے دوسرے خط میں تبدیل صورت کے وقت نہایت جلالی آواز کا ذکر کرتا ہے کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں راضی ہوں ۲ پطرس ۱ : ۱۷۔

(ج) مقدس یوحنّا اپنے خطوں میں بار بار اُس کو خدا کا بیٹا کہتا ہے ا یوحنا ۱ : ۳ و ۲ : ۲۳ اور فرماتا ہے کہ جو کوئی اقرار کرے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے خدا اُس میں اور وہ خدا میں رہتا ہے۔ ا یوحنا ۴ : ۱۵ اور خدا نے ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخشی اور یہ زندگی اُس کے بیٹے میں ہے ا یوحنا ۵ : ۱۱۔ دوسری آیات و مل سکتی ہیں۔ لیکن اس بات کو ثابت کرنے کے لیئے کہ جو شروع میں سب عالموں کے پیشتر کلام تھا وہ خدا کا ازلی بیٹا ہے۔ ایک معنی میں جو خاص اس سے منسوب ہو سکتے کہ باپ کی اور اُس کی ایک ہی ماہیت ہے اور وہ حقیقی اور ازلی خدا ہے آیات مذکورہ بالا کافی ہونگی۔

(۸) ہمارا خداوند۔ نکایا کے عقاید نامہ میں خدا کا ازلی بیٹا۔ اور مغربی عقائد نامہ میں ہمارا خداوند کہلاتا ہے۔ یہ مسیح کے خطاب کے ساتھ الحاق کے طور پر نہیں بلکہ خود بخود ایک خاص لقب ہے اور صرف اُسی سے منسوب ہوتا ہے۔ خداوند کے لیئے یونانی لفظ

(Kurios کیوریاس) نوشتوں میں اسطرح منسوب ہوتا ہے۔

(ا) ہر قسم کی حکومت سے جو آدمیوں میں پائی جاتی ہے۔

(۲) اس کے اعلےٰ معنی میں بادشاہوں کے بادشاہ اور خداوندوں کے خداوند سے

(ا) اور یہ خدا کا خاص لقب ہے بلحاظ سلطنت اور بھرپوری کے۔

(ب) وہ یہوواہ نام کا یونانی ترجمہ ہے۔ جسمیں کہ خدائے واجب الوجود نے

اپنے آپ کو موسیٰ پر ظاہر کیا۔

اگرچہ لفظ خداوند ثالوث کے تینوں اقانیم سے منسوب ہوتا ہے کیونکہ باپ خداوند بیٹا خداوند اور روح القدس خداوند ہے۔ توبھی الہیات میں وہ عموماً ثالوث کے دوسرے اقنوم سے منسوب ہوتا ہے۔

(ا) یہوواہ کے اعلیٰ معنی ہیں

(ا) جیسے کہ فرشتے چوپانوں سے کہتے تھے کہ داؤد کے شہر میں آج تمھارے لیئے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا وہ مسیح خداوند ہے۔ لوقا $\frac{2}{11}$

(ب) پھر مسیح خود جبکہ یہودی لوگ اُسپر خفا ہوئے اس لیئے کہ وہ اپنے تئیں ابراہام اور نبیوں سے بڑا ٹھہراتا تھا۔ اُن سے یوں مخاطب ہوکر کہتا ہے :۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ پیشتر اس سے کہ ابراہام ہو میں ہوں یوحنا $\frac{8}{58}$

وہ یہ نہیں کہتا کہ پیشتر اس سے کہ ابراہام تھا میں تھا بلکہ میں ہوں۔ وہ نہ صرف سابق ہستی کا بلکہ ذاتی علم ازلیت کا بھی مدعی ہے۔ وہ قدیم اسرائیل کا "وہ جو ہے" (I am) ہے وہ نہ ماضی اور نہ مستقبل کو جانتا ہے بلکہ وہ لا ابتداء و لا انتہا ہستی ہے۔ وہ ازلی و ابدی دائم ہے۔ وہ ان مہیب و عجیب الفاظ سے ازلی واجب الوجود یہوواہ کے گفتنی نلم کا جو خود بایں خطاب موسیٰ پر جلتی ہوئی جھاڑی میں ظاہر ہوا دعوے کرتا ہے۔ خروج $\frac{3}{14}$

(۲) سلطنت کے معنی میں جو نہ صرف یہوواہ کے اعلےٰ معنی کے مطابق ہے بلکہ اسمیں شامل ہے۔

اس لیئے مغربی عقاید نامہ میں ہم کہتے ہیں کہ وہ ہمارا خداوند ہے۔

(ا) خلقت کے پیدا کرنے کے باعث۔ مقدس پطرس فرماتا ہے کہ وہ سبھوں کا خداوند ہے اعمال $\frac{10}{36}$ - یعنی تمام چیزوں اور تمام لوگوں کا اور جس نے الہٰی کلام اور خدا ہوکر سب چیزوں کو پیدا کیا اور جس کو انسان ہوکر تمام چیزوں پر اختیار بخشا گیا وہ ضرور سب کا خداوند ہوگا۔ اقر $\frac{15}{27}$

(ب) خلاصی حاصل کرنے کے باعث۔ ہماری سرشت اپنے اوپر لینے کے وسیلہ سے اُس نے ہمکو اپنے ساتھ بالخصوص تین حقوق سے ملالیا ہے۔

(ا) فتح کے حق سے۔ کیونکہ اُس نے ہمکو تاریکی کے قبضے سے جسمیں ہم پہلے گرفتار تھے چھڑایا جبکہ اُس نے حکموں کی دستاویز جو ہمارے مخالف تھی ہماری بابت مٹا ڈالی اور اُس کو بیچ میں سے اُٹھا کر صلیب پر کیلیں جڑیں۔ قلسی $\frac{2}{14}$

(۲) خرید لینے کے حق سے۔ کیونکہ اُس نے ہم کو داموں سے خرید اہے۔ اقر $\frac{6}{20}$ یعنی اپنے بیش قیمت بدن اور لہو سے پس اب ہم اپنے نہیں بلکہ اُسکے ہیں۔

(۳) قول و قرار کے حق سے۔ کیونکہ ہم نے اپنے اصطباغ کے وقت اُسکی بندگی کرنے اور اُس کے جھنڈے تلے گناہ اور دنیا اور جسم کے ساتھ لڑنے کا اقرار کیا ہے۔

پس اگرچہ پیدایش و محافظت کے سبب وہ ہمارا خداوند ہے توبھی وہ مذکورہ باتوں کے باعث خاص طور سے ہمارا خداوند ہے۔

(۹) جسکے وسیلے ساری چیزیں پیدا ہوئیں

۔ نکایا کے عقاید نامہ کا دوسرا مسئلہ بیٹے کی الوہیت کی سابق ہستی کا اقرار کرکے اور یہ کہ وہ ہمارا خداوند ہے اس بات پر زور دیتا ہے کہ ساری چیزیں اُس کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔

(۱) مقدس یوحنا کا قول ہے کہ :- سب چیزیں ازلی کلام سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اُس کے ہوئی ہو۔ یوحنا ۱/۳

(۲) مقدس پولوس کا قول ہے کہ :- ساری چیزیں بیٹے سے اور اُس کے لیئے پیدا ہوئیں کہ وہ سب سے آگے ہے اور ساری چیزیں اُس سے بحال رہتی ہیں۔ قلسی ۱/۱۶-۱۸

(۳) عبرانیوں کے خط میں یہ تعلیم ہے کہ وہ سب کچھ اپنی ہی قدرت کے کلام سے سمبھالتا ہے (عبرانی ۱/۳)۔

باب سویم

تیسرا مسئلہ

رسولوں کا عقاید نامہ

جو روح القدس سے پیٹ میں پڑا۔ کنواری مریم سے پیدا ہوا۔

نکایا کا عقاید نامہ

وہ ہمارے واسطے جو آدمی ہیں اور ہماری نجات کے لیئے اُترا آیا اور روح القدس کے وسیلہ سے کنواری مریم سے مجسم ہوا اور آدمی بنا۔

اتھاناسیس کا عقاید نامہ

کامل انسان نفس ناطقہ اور انسانی جسم کے ساتھ وہ اگرچہ خدا اور آدمی بھی ہے پر دو نہیں بلکہ ایک مسیح ہے۔ ایک ہے اس طور پر نہیں کہ الوہیت کو جسم سے بدل ڈالا بلکہ انسانیت کو خدا میں لیا۔

۱۔ **علاقہ**۔ یہاں تک عقاید نامہ میں ازلی بیٹے کے اصلی جلال و الہی ذات کا بیان ہوا ہے اب اُس راز کا یعنی اُس کی فروتنی جو اُس نے ہمارے اور ہماری نجات کے لیئے اختیار کی اور جو کچھ اُس نے کیا اور سہا اور جو کچھ اب تک کیا اور کرتا ہے اور بعد اسکے لوگوں کے لیئے کریگا بیان ہوتا ہے۔ پہلے اُس کے تجسم یعنی اپنے اوپر ہماری سرشت لینے کا بیان ہے۔

۲۔ **خلاصی کا وعدہ**۔ رسولوں کے عقائد نامہ میں صرف تجسم کی حقیقت ہے اور نکایا کے عقائد نامہ میں یہ بات زیادہ ہے کہ وہ ہمارے اور ہماری نجات کے لیئے تھا۔

یہ بات ہمکو اُس زمانہ تک پہنچاتی ہے جبکہ انسان ہمارے پہلے والدین کی قصورواری کے باعث اپنے اعلےٰ درجہ سے گناہ اور موت کی غلامی میں مبتلا ہوا اور اپنی پیدایش کے مقصد سے محروم رہا اگرچہ وہ ساعت بہت ہی منحوس تھی توبھی گنہگار ہونے پر بحال ہونے کی اُمید سے روشنی چمکی۔ اُسی وقت وعدہ کیا گیا کہ آزمانے والے کی فتح پوری نہو چکے گی کہ عورت کی نسل سانپ کے سر کو کچلے گی۔ پیدایش ۳/۱۵

جبکہ یہ وعدہ انسان کو پہلے بتلایا گیا۔ تو اُس کو کسی قدر آیندہ توسط کا یقین ہوا۔ اُس کو یہ نہیں بتلایا گیا کہ اُسکا مخلص ایک ہوگا یا زیادہ۔ قوم یا تن تنہا جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اُس کے معنی صاف ہوتے گئے اگرچہ وہ بادل جو انسان کے حال پر ٹھہر رہے تھے بہت ہی تاریک تھے توبھی اس وعدہ کی روشنی نے اُن کو نہیں چھوڑا۔ اندھیری روائتوں یا گہری نبوتوں میں غیب دان کی بھاری نصیحتوں میں یا زبور نویس کی خوشی بخش بشارتوں میں۔ خداوند دن کے وقت لوگوں کے آگے بدلے کے ستون اور رات کے وقت آگ کے ستون میں انھیں روشنی دینے کے لیئے چلتا تھا۔ وہ وعدہ نوح کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے شِم کی نسل پر محدود ہوا۔ پیدایش ۹/۲۷۔ ابراہیم سے ایک خاص قوم یعنی اُسکی اولاد یہودی لوگوں پر۔ پیدایش ۱۲/۳۔ یہوداہ سے ایک خاص فرقہ پر پیدایش ۴۹/۱۰۔ یہاں تک مخلص کی کوئی شخصی صورت و سیرت نہیں بتائی گئی گئی تھی۔ پے در پے قوم اور فرقے میں اُمید قایم کی گئی تھی۔ پہلا شخصی خیال موسیٰ سے شروع ہونے لگا۔ جبکہ لوگ کوہ سینا کی دہشتوں سے بھاگ گئے۔ یہودی شریعت دینے والے نے ایک بڑے نبی اور قدرت والے درمیانی کے آنے کی پیشین گوئی کی۔ استثنا ۱۸/۱۳-۱۹۔ جبکہ ریاست کا عصا یہوداہ میں سے ظاہر ہوا اور داؤد اپنے تخت پر بیٹھا اُس نے خود ایک بڑے بادشاہ کے ظہور کا ذکر کیا جسکو وہ اپنا خداوند کہتا ہے جو کہ اس کے تخت پر بیٹھے گا اور جس کی سلطنت کی انتہا نہ ہوگی۔ زبور ۱۱۰/۱ و ۲

بلکہ قوم اپنے گناہوں کے سبب غلامی میں گئی اس اندوہناک زمانہ کی بھاری تنبیہ سے لوگوں کا خیال مسیح کی بابت کچھ سست ہوتا گیا۔ اور دانیال کی کتاب میں ابن داؤد کے بدلے ابن آدم کا خطاب آیا۔ دانیل ۷/۱۳

۳۔ ازلی کلام۔ اس تمام عرصہ میں سابق ازلی کلام خدا کا ازلی بیٹا اپنی بڑی محبت سے انسان کی طرف تھی اپنے آپ کو وہی جو زمانہ میں آنے والا تھا جانتا تھا۔ اُس نے پہلے سے وہ حالتیں تیار کر رکھی تھیں جس میں اُس کی بے انتہا محبت کا ظہور ہو۔ اُس نے ایک خاص قوم کو پسند کر کے اخلاقی شریعت اور علامتی قربانیوں کا اُس کو انتظام دیا تھا۔ جو جو اشتہار اور نبوتیں اُس کی بابت عہد عتیق میں پائی جاتی ہیں وہ خود اُس کی تشبیہ کا دوامی ظہور تھیں۔ اُس نے یعنی ازلی کلام نے بزرگوں اور نبیوں کو رویا میں اپنے آیندہ تجسم کی صورت میں اپنے تئیں ظاہر کیا تھا۔ پُرانے وثیقہ میں انسان کے برگزیدہ بیٹوں میں اُس نے اپنی شبیہ بتلائی تھی۔ اور اس وجود کی کسی صفتیں دکھائی تھیں جنکا پورا الہٰی اور انسانی کمال اپنے ہی ظہور میں ظاہر کرنے کا ارادہ کرتا تھا

۴۔ پورے وقت پر۔ آخرش وقت پورا ہوا جبکی اتنے دنوں سے پیشین گوئی ہو رہی تھی اور جو زمانوں کی اُمید تھی وہ پُوری ہوئی۔ وہ موعود مخلص یعنی شفیع ظاہر ہوا۔ جو کہ ازل سے باپ سے متولد ہوا تھا اور حقیقی اور ازلی خدا تھا وہ آسمان سے نیچے آنے اور ہماری اس دنیا میں پیدا ہونے اور عمانوائیل یعنی خدا ہمارے ساتھ ہونے کے لیئے اپنے اوپر ہمارا جسم لینے کو راضی ہوا۔ متی ۱/۲۳ عبرانی ۲/۱۴۔
اپنی سابق ہستی کے وقت وہ خدا اور مخلوق کے درمیان اصلی درمیانی تھا اب اپنی محبت کی بھرپوری میں وہ فی الحقیقت درمیانی ہو گیا۔ وہ ایک ہی وقت میں ابن اللہ اور ابن آدم ہو گیا۔ لیکن جبکہ ہماری ذات کا داغ اور بگاڑ تمام انسانوں پر جو کہ بنی آدم

سے معمولی طور پر پیدا ہوتے ہیں اُترتا ہے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ دوسرے لوگوں کی مانند
اس لیئے روح القدس کی پوشیدہ قوت و تحریک نے جو کہ ابتدا میں پانیوں پر جنبش
تھا اور بے انتظامی سے انتظام اور مرگ سے حیات کو پیدا کرتا تھا۔ پیدائش $\frac{1}{2}$
کیا کہ خدا کا ازلی بیٹا نامعلوم اور بے نظیر طور سے اس دنیا میں پیدا ہو۔ اور اگرچہ گنا
کے ہر ایک داغ سے مبرا تھا تو بھی انسان کے بیٹوں میں انسان ظاہر ہوا۔

۵۔ روح القدس سے پیٹ میں پڑا۔ پہلے سے نبوت کی گئی تھی کہ وہ ایک
مقدس کنواری سے پیدا ہوگا۔ پس روح نے جو خاصکر زندگانی کا دینے والا ہے الٰہی
قوت سے ایسا کیا کہ ایک یہودن کنواری بغیر کسی انسانی باپ کی معمولی ذریعہ کے ایک
شخص کی جو اُسی وقت میں اُس کی گود کا بچہ اور اُس کی بقا کا خدا تھا ماں ہو۔ وہ کنواری
جو ایسی سرفراز ہوئی یوحنا اصطباغی کی ماں الیسبات کی چچیری بہن مریم تھی۔ وہ یہودا
کے شاہی فرقہ اور داؤد کی نسل سے پیدا ہوئی۔ اور ایک شخص یوسف نامی کے ساتھ
جو خود داؤد کی نسل سے تھا منسوب ہوئی تھی۔ لوقا $\frac{1}{۲۷}$ رومی $\frac{1}{۳}$۔ لیکن اُس کے
ساتھ شادی ہونے سے پہلے جبکہ وہ شمالی گلیل کے ایک شہر ناصرت میں رہتی تھی۔
جبرئیل فرشتے نے پاس آکر کہا کہ۔ روح القدس تجھپر اتریگی اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا سایہ
تجھپر ہوگا اور وہ قدوس بھی جو تجھ سے پیدا ہوگا خدا تعالےٰ کا بیٹا کہلائیگا لوقا $\frac{1}{۳۵}$
اُس نے الٰہی مرضی کی مطابقت میں الٰہی شان کو فروتنی سے قبول کیا۔ اور اپنے تئیں
الٰہی مشورت کا آلہ ہونے کو یہ کہہ کر سونپا۔ دیکھ خداوند کی بندی مجھپر تیرے کہنے
کے موافق ہو لوقا $\frac{1}{۳۸}$ - پس ایسا ہوا کہ وہ جو حقیقی خدا ہے روح القدس سے پیٹ
میں پڑنے کے لیئے فروتن ہوا اور کنواری کے پیٹ میں جنم لینے سے نفرت نہ کی بلکہ
راضی ہوا کہ اپنے میں اُس کے جسم سے انسانی ذات کو اختیار کرے اور جسطرح شروع
میں عورت مرد سے قادر مطلق کی قدرت سے بنی اُسی طرح اب بھی ویسے ہی بھید سے

[پیدا ہو]ن ویسے طریقہ سے نیا آدم بنا۔ نہ پہلے آدم کی طرح زمین کی خاک سے کہ ہمارے ساتھ انسانی
[جنبش] کی شرکت سے خارج ہو۔ بلکہ عورت سے تاکہ اُس کی نسل ہوکر وہ سانپ کے سر کو کچلے

(۶) کنواری مریم سے پیدا ہوا۔ علاوہ ازیں بلوغت کی تمام ضروری حالتوں میں
[گنا]ہ سے گذر کر وہ اُس سے اس دنیا میں پیدا ہوا جیسا کہ اور بچے ہوتے ہیں۔ یہ بڑا ماجرا آسمان
[و ز]مین کا عجوبہ ناصرت میں نہیں بلکہ بیت لحم میں جو یہودیہ کا ایک شہر اور داؤد - - -
[کی] پیدائش کی جگہ تھی واقع ہوا۔ قیصر اگستس نے حکم دیا تھا کہ تمام دنیا کی مردم شماری
ہو اس لیئے مقدس کنواری اپنے شوہر یوسف کے ساتھ وہاں گئی تھی لوقا $\frac{۲}{۱}$۔ جبکہ وہ
[و]ہاں تھے وہ وقت جسکو خدا نے ازل سے ٹھہرایا تھا آن پہونچا۔ کنواری کے جننے کے
[د]ن پورے ہوئے اور وہ پہلوٹا بیٹا جنی اور اُسے کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا
لوقا $\frac{۲}{۶ و ۷}$ - اسی طرح بڑی فروتنی کے ساتھ وہ جو سب عالموں کے پیشتر باپ کے ساتھ
تھا پیٹ میں آنے اور پیدا ہونے کو راضی ہوا۔ باپ کا اکلوتا بیٹا ہوتے ہوئے
اپنی عجیب محبت سے اپنی الٰہی ذات کے ساتھ ہماری انسانیت کو غیر منحلّ یگانگت میں
(Indissolable) لینے کو انسان کا بیٹا بننے کو راضی ہوا۔ فانی مگر
گنہگار نہیں ہماری کمزوریوں میں شریک پر نہ قصورواری میں۔ پُرانی نسل کا فرزند یوں وہ
خدا کی نئی خلقت کا مبدا بنا۔

(۷) اور آدمی بنا۔ تجسم یعنی انسانی ذات کے ساتھ الوہیت کی یگانگت کے بیان
کرنے کے لیئے نکایا کا عقائدنامہ وہ لفظ استعمال کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ خداوند مجسم
ہوا اور آدمی بنا۔

(۱) وہ مجسم ہوا۔ (σαρκωθέντα) جو یونانی فعل یہاں مستعمل ہوا ہے وہ عہد
جدید میں پایا جاتا ہے لیکن وہ مقدس یوحنا کے قول سے کہ کلام مجسم ہوا سمجھا گیا ہے یوحنا $\frac{1}{۱۴}$
یہ نہیں کہا گیا کہ اُس نے بدن لیا بلکہ گوشت لفظ گوشت۔ اس کی فروتنی کو بتاتا ہے۔ اور

اُن لوگوں کے خلاف جو کہتے تھے کہ وہ ایک سایہ تھا اشارہ کرتا ہے کہ اُس نے انسان

تمام ذات مع اُس کی کمزوری احتیاج اور فنا کے اپنے میں لی۔

(۷) وہ آدمی بنا۔ مبارک کنواری پر خالق روح کے اُترنے سے جو کہ ازل سے تھا

آدمی بنا۔ یہ جملہ قابل لحاظ ہے کیونکہ ہم اُس کے وسیلہ تجسم کا پہلے اوتاروں کے

جو خیالی ناکامل اور بے قیام تھے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ انسانیت کی حقیقی ذات کی

جیسی کہ وہ آدمیوں کے درمیان ظاہر ہوا بتاتا ہے۔ وہ آدمی کا بیٹا نہ تھا بلکہ انسان کا

تھا۔ اُس نے انسانیت کو اس سب کے ساتھ جو انسان کی ذات میں ہے خدا میں لیا

(۸) انسان کا بیٹا۔ کامل خدا ہوتے ہوئے کامل انسان بنا اس کی انسانیت کلی تھی

نہ جزئی۔ کہا گیا ہے کہ ہمارے لیئے انسانیت جنس نوع زمانی اور ہماری فانی زندگی کے

مختلف حالات سے ٹکڑے ٹکڑے کیجاتی ہے۔ جنس انسانیت کو دو بڑے حصوں یعنی

تذکیر و تانیث میں تقسیم کرتی ہے۔ نوع اسے بہت سے مختلف حصوں میں تقسیم کرتی ہے

زمانہ اسے حال کے لوگوں اور قوموں میں اور اُن لوگوں اور قوموں میں جنکا نام اور

یادگاری کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہا اور بار بار یہ بھی انہیں تقسیم کرتا ہے۔ بیرونی حالات

زندگی کی مختلف کیفیتوں کو ظاہر کرتی ہے۔ ہم بادشاہ کو اپنے تخت پر غلام کو غلامی میں امیر کو

محل میں مفلس کو جھونپڑی میں دیکھتے ہیں۔ ہم انسانیت کا خیال نہیں کر سکتے سوائے اس کے

وہ مختلف اور علیحدہ علیحدہ ٹکروں میں ہو اور ان سب باتوں کے باعث ہم اپنے خداوند

کی انسانیت کی کاملیت کو بخوبی دریافت نہیں کر سکتے۔ لیکن مسیح میں سب سے پہلے تذکیر

و تانیث کے لیئے جگہ نہیں۔ گلتی ۳/۲۸۔ کیونکہ جو کچھ طاقت شجاعت استقلال انصاف

مرد میں ہوں اور جو کچھ نرم دلی تازگی اور تیز فہمی عورت میں یہ سب کی سب مسیح میں موجود ہیں

مسیح میں تمام قوموں کے تفرقہ زائل ہو جاتے ہیں۔ مقدس پولوس فرماتا ہے۔ کہ اس میں یہودی

نہ یونانی کے لیئے جگہ ہے۔ گلتی ۳/۲۸۔ نہ بربری نہ اسقوتی کے لیئے جگہ ہے قلسی ۳/۱۱

وہ انسانیت کی اعلےٰ و ادنے اقسام کو ملا دیتا ہے اور سب لوگ اپنی کامل انسانیت اُسمیں

پاتے ہیں۔ پھر اُس میں نہ ماضی ہے نہ حال۔ ہماری اس فانی زندگی کے ساتھ اس کے

استقبال نے انسانیت کو دنیا کے حوادث پر سرفرازی بخشی ہے اور وہ اب سب موقعوں

کے لیئے بدن کا سر ہے جیساکہ وہ پولوس کے دنوں میں تھا۔ بیرونی حالات ان رقافتی

اختلافات سمیت جو اُن کے سبب سے ہوتے مسیح میں نیست ہو جاتے ہیں اس میں نہ

ختنہ نہ نامختونی نہ غلام نہ آزاد ہو سکتے ہیں۔ قلسی ۳/۱۱۔ اسمیں نہ مذہبی ذات نہ رقافتی

خاص حق ہیں اور نہ وہ ہمکو جدا کر سکتے ہیں اس سے جو ازل سے خدا کا بیٹا ہوتے ہوئے

زمانہ میں انسان کا بیٹا بنا اور سب میں سب کچھ ہے قلسی ۳/۱۱

(۹) **چند بدعتیں**۔ خدا کے بیٹے کا تجسم یعنی الوہیت و انسانیت کا اتصال رازونکا

راز ہے۔ اور دونوں کے عجیب اتصال سے الٰہی قدرت و محبت کا ایک مستقل معجزہ

ہے۔ پس تعجب کی بات نہیں ہے کہ اس کے باعث قدیم کلیسیا میں مختلف رائیں پیدا

ہوئیں۔ بقول ہوکر صاحب اس میں چار رائیں ہیں۔

(۱) ایریس سکھلاتا تھا کہ (ایک وقت) تھا جبکہ وہ نہ تھا۔ یعنی اُس کی ہستی کا شروع تھا

اور اس لیئے وہ حقیقی خدا جس معنی میں کہ باپ ہے نہیں کہلا سکتا۔ اسطرح اُس نے بیٹے

کی الوہیت کی تردید کی۔

(۲) اپالونیریس (Apollinarius) اس رائے کے مقابلہ میں ہمارے خداوند

کی الوہیت پر اسقدر زور دیتا ہے کہ اُس کی کامل انسانیت کو اُڑا دیتا اور یوں بیان کرتا تھا۔

کہ جو انسان میں عقل ہے اُس میں اُس کی جگہ لاگاس (λογος) تھا۔ پس مسیح خدا کا

بیٹا۔ صرف انسانی بدن میں ٹھہرا۔ اس طرح اُس کی کامل انسانیت میں نقص آیا۔

(۳) قسطنطنیہ کا اوسقف نسطوریس (Nestorius) تھی اوٹوکس (Θεοτοκος)

یعنی خدا کی ماں کے خطاب سے جو مقدس مریم سے منسوب ہوتا تھا برگشتہ ہو کر کہتا تھا کہ:۔

اس نے ایک کو جنا جو پہلے انسان تھا اور بعد از اں ازلی کلمہ سے متحد ہو گیا جو اُس میں ایک طرح سے رہا لیکن اپنے انسانی وجود کو اپنی الوہیت کے ساتھ کبھی نہیں ملایا اس طرح نسطوریس اُسکے انسانی وجود کی حقیقت پر زور دیتا تھا۔ لیکن الوہیت سے اُسے جدا رکھتا تھا۔

(۹) کچھ زمانہ کے بعد قسطنطینہ کا ایک قسیس یوٹی کس (Eutyches) نامی کہتا تھا کہ اگر مسیح ایک شخص تھا تو وہ دو ذات نہیں رکھ سکتا پر ضرور ایک ذات رکھتا تھا اور کہ انسانی ذات فی الحقیقت الوہیت کے جلال میں جسکے ساتھ وہ متحد ہوئی تھی۔ جیسا کہ سرکے کی ایک بوند سمندر میں ملجاتی ہے۔ ویسے ہی جذب و مفقود ہو گئی یوں اس نے اُس کی انسانیت کی حقیقت کو رد کیا۔

(۱۰) **عقیدہ جامع** ۔ ان غلطیوں کے خلاف عقیدہ جامع یہ ہے کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح خدا کا بیٹا خدا اور انسان بھی ہے۔ یہ سچ ہے کہ جب وہ خدا کی صورت میں تھا۔ اس نے خدا کے برابر ہونا غنیمت نہ جانا۔ جسکو ہر صورت میں قبضہ میں رکھنا ضرور تھا۔ لیکن اپنے آپ کو اپنی الوہیت کے ظاہری جلال سے خالی کر کے غلام کی صورت پکڑی اور انسان کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اگرچہ اُس نے آپ کو پست کیا تو بھی کبھی ایک لمحہ ایسا نہ تھا جس میں وہ خدا نہ تھا۔ جبکہ وہ ماں کے رحم میں تھا وہ باپ کی ماہیت سے خدا تھا عالموں کے پیشتر مولود۔ وہ ناصرت کے پورے تیس برس کی تنہائی میں خدا تھا وہ لڑکپن اور جوانی اور پوری عمر کے ہر درجہ میں خدا تھا۔ جبکہ وہ گنہگاروں کی مخالفت کے درمیان اپنی چند روزہ کی زمینی خدمت کو پورا کرتا تھا تب بھی خدا تھا۔ جب وہ معلوب ہوا تب بھی خدا تھا جبکہ وہ مردوں میں سے جی اٹھا تب بھی خدا تھا۔ وہ اپنا خالی کرنا جسکو اُس نے فروتنی سے قبول کیا اُس کی ذاتی الوہیت پر کچھ اثر نہ کر سکا وہ ایک ایسا انسان نہ تھا جو الوہیت تک پہونچا یا گیا ہو

یا کسی ایسے مرتبہ تک جو الوہیت سے کچھ کم ہو۔ وہ خدا تھا جو انسان بننے کے لیئے فروتن ہوا اور اگرچہ اُس کے انسان بننے سے خدا کی صورت نہیں گھٹی تو بھی خدا کی صورت نے اُس کی انسانیت کو نیست نہیں کیا۔ تجسّم میں دو ذاتیں یعنی الوہیت اور انسانیت ایک اقنوم میں یعنی کلام میں ایسی مل گئی کہ پھر جدا نہیں ہو سکتیں یہاں تک کہ وہ خدا بھی تھا اور انسان بھی۔

(۱۱) **کامل خدا** ۔ علاوہ بریں یہ دو ذاتیں جو اسطرح متحد ہوئیں نہ صرف حقیقی بلکہ کامل ہیں۔ وہ کامل خدا تھا اور ہے۔ وہ خدا کی ذات کا شرارہ نہ تھا اور نہ اُس کے سوا دوسری ایک ذات اور نہ ایک دوسرا خدا جو کچھ کہ خدا کا ہے وہ اُسکا بھی تھا اور ہے۔ جیسا باپ ہے ویسا ہی بیٹا۔ باپ غیر مخلوق۔ بیٹا غیر مخلوق۔ باپ غیر محدود بیٹا غیر محدود۔ باپ ازلی بیٹا ازلی۔ باپ قادر مطلق بیٹا قادر مطلق۔ باپ خدا بیٹا خدا۔ باپ خداوند بیٹا خداوند۔ اُس کی الوہیت پوری اور کامل الوہیت تھی۔ وہ ایسا شخص نہ تھا جیسا کہ ایریس سکھلاتا تھا" مقرب فرشتوں سے بڑا اعلےٰ اور قدیم جو قریباً ازل سے مولود خدا کی تنہائی میں ازلی تخت پر اُسکا ساتھی اور خلقت کے کام میں اُسکا مددگار۔ خدا کی مرضی کا بولنے اور ظاہر کرنے والا آسمانی اور زمینی عبادت میں اُسکا شریک یعنی سب کچھ مگر خدا نہیں۔ خدا کی تمام کمالیت میں وہ خدا تھا۔

(۱۲) **کامل انسان** ۔ لیکن وہ کامل انسان بھی تھا جو انسانیت اُس نے قبول کی تھی وہ کامل تھی۔ انسانی ذات کی کوئی قوت یا عنصر اُسمیں کم نہ تھا۔

(۱) وہ جسم رکھتا تھا۔

وہ بڑھتا تھا جیسا ہم بڑھتے ہیں اور قد میں بڑھا لوقا ۲/۵۲ وہ کھاتا پیتا تھا کیونکہ دنیاوی خوراک کا محتاج تھا۔ وہ بھوکا ہوا متی ۴/۲ اور پیاسا ہوا یوحنا

و ۱۹/۲۸ - وہ ماندہ ہوا۔ یوحنا ۴/۶ - وہ سویا۔ مرقس ۴/۳۸ اُسکا پسینا لہو ہو کر ٹپکا۔ لوقا ۲۲/۴۴ - وہ بھالے سے چھیدا گیا۔ یوحنا ۱۹/۳۴ - وہ مر گیا۔ مرقس ۱۵/۳۹ -

(۲) وہ جان رکھتا تھا۔

وہ حکمت میں بڑھا۔ لوقا ۲/۵۲ - اُس نے تعجب کیا۔ متی ۸/۱۰ - اُس نے جانا۔ متی ۱۲/۱۵ - اُس نے خواہش کی۔ لوقا ۲۲/۱۵ - اُس نے ارادہ کیا۔ یوحنا ۱/۴۳ - وہ بولا۔ لوقا ۲/۴۹ اُس نے تعلیم دی۔ متی ۵/۲ - وہ آئندہ کی باتوں سے واقف تھا۔ متی ۱۶/۲۱ -

(۳) وہ روح رکھتا تھا۔

اُس نے روح میں معلوم کیا۔ مرقس ۲/۸ - وہ روح میں خوش ہوا۔ لوقا ۱۰/۲۱ - وہ دل میں گھبرایا۔ یوحنا ۱۳/۲۱ - اُس نے روح میں آہ کھینچی۔ مرقس ۸/۱۲ - اُس نے روح میں آہ ماری اور ماتم کیا۔ یوحنا ۱۱/۳۳ -

علاوہ اس کے جیسا کہ ہم خود مختار ہیں وہ بھی خود مختار تھا اور اپنی انسانی مرضی کو الٰہی مرضی کے تابع کرنے میں اُس کی انسانی خود مختاری کا جلال ظاہر ہوا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ میں نہیں آیا کہ اپنی مرضی پر بلکہ اُس کی مرضی پر چلوں جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یوحنا ۶/۳۸ - اور اُس نے گتسمنی کے باغیچہ میں پورے توکل سے دعا مانگی۔ کہ میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی ہو۔ لوقا ۲۲/۴۲ - اس طرح سے وہ کامل انسان تھا۔

(۱۳) **ایک مسیح** - اس کے سوا اگرچہ دو ذاتیں اسطرح کاملاً و لاتفریقاً ملی ہوئی تھیں تو بھی وہ دو نہیں بلکہ ایک مسیح تھا۔ یہ وحدت اس سے نہیں ہے کہ الوہیت کو جسم سے بدل ڈالا بلکہ اس سے ہے کہ انسانیت کو خدا میں لیا۔ یہ وحدت الٰہی و انسانی ذات کی کسیطرح کی اختلاط کا نتیجہ نہیں۔ گویا وہ دونوں ایک ہی تھیں۔ یہ اقنوم کی حقیقی یکتائی ہے۔ کیونکہ جیسے عقلی روح اور جسم ایک انسان بنتا ہے ویسے ہی خدا اور انسان ایک مسیح ہے۔ پس یہ یکتائی ایک خیالی نہیں بلکہ اصلی ہے نہ عارضی

بلکہ حقیقی نہ ایک عملی بلکہ ایک روحانی اور زندہ وحدت ہے۔ اس کے شروع کا وقت ابتدائے تجسم سے ہے۔ جب ایک بار شروع ہوئی تھی اُس خدا انسان کی زندگی پھر ایک لحظہ تک موقوف نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ لگاتار بلا تبدیل ہمیشہ تک جاری رہتی اور رہے گی۔ ایک بار خوشی سے خدا انسان بن کر وہ اسی حالت میں ابدالاباد رہتا ہے اور ہماری ذات میں خدا کے دہنے ہاتھ پر جلال میں بیٹھا ہے۔ وہ خدا میں ہے اور خدا اُس میں ہے اُس طور سے کہ اور کسی میں نہیں ہے لیکن تو بھی اُس کی انسانی ذات ہماری ذات کے ساتھ فی الحقیقت ہمذات رہتی ہے اس وحدت کا طور ہماری حد و عقل سے باہر ہے لیکن ہمیں اس پوشیدہ امر پر کچھ تعجب نہ کرنا چاہیئے نہ اس میں کچھ سبب ہے کہ ہم اس آشکار راز کی مودبانہ تفتیش سے رک جائیں۔ دنیا کی تواریخ میں جو سب سے اعلےٰ معجزہ ہے وہ یقیناً دوسرے سب رازوں کے بعد سمجھ میں آئے گا۔

۱۴۔ کمیونی کیشیو اِڈیومٹم (Communicatio idiomatum) یعنی خواص کا تناسب۔ پس جبکہ ہمارا خداوند ایک مسیح ہے۔ تو وہ ایک شخص ہے۔ خدا بھی اور انسان بھی۔ وہ ایک میں دو شخص نہیں ہے۔ اور نہ یہ دونوں ایک معنی میں۔ وہ الٰہی وجود ہے۔ اس لیئے کہ بذاتہ خدا کا بیٹا ہے۔ وہ انسان ہے اس لیئے کہ فی الحقیقت بنی آدم کی ذات اُس کی ہے۔

پس جبکہ نوشتہ کہتا ہے:۔

(۱) ایک طرف کہ	(۲) دوسری طرف کہ
(۱) کلام مجسم ہوا یوحنا ۱/۱۴ یا	(۱) انسان کا بیٹا جو آسمان پر ہے یوحنا ۳/۱۳ یا
(۲) اس جہان کے سرداروں نے جلال کے خداوند کو مصلوب کیا۔ ۱ قر ۲/۸	(۲) دوسرا آدمی خداوند آسمان سے ہے۔ ۱ قر ۱۵/۴۷

توا ُس میں اللہ سے انسانی حالت منسوب ہے یہ الٰہی ذات سے ہنیں لیکن مسیح کی انسانی ذات کی حیثیت سے اُسکے ہی اقنوم سے منسوب ہے۔

تو اُس میں انسان سے الٰہی حالت منسوب ہے یہ انسانی ذات سے نہیں لیکن مسیح کی الٰہی ذات کی حیثیت سے اُسکے ایک ہی اقنوم سے منسوب ہے۔

یہ وہی تبدیلی ہے جو کمیونی کیشیو اِڈیومٹم کہلاتی ہے۔ اور اس حقیقت کا نتیجہ ہے کہ الوہیت و انسانیت ایک شخص میں متحد ہیں۔ اس لیئے ہُوکر کہتا ہے کہ جبکہ ہم خُدا سے وہی بات منسوب کرتے ہیں جو مسیح کی انسانیت کا حق ہے یا انسان سے وہی جو الوہیت کا حق ہے تب خدا کے نام سے اور انسان کے نام سے ہم نہ یہ نہ وہ ذات بلکہ مسیح کا کامل شخص سمجھتے ہیں جسمیں دونو ذاتیں موجود ہیں۔ کیونکہ دونوں ذاتوں کا میل اور اتفاق بارہا ہوتا ہے لیکن کبھی ایسی تقسیم نہیں ہوتی جس سے ایک کی خاصیتیں دوسرے میں شامل ہوں۔ صرف اُس وقت جب ہمارا خداوند خدا انسان مان لیا جاتا ہے۔ باپ کی محبت یوحنا ۳/۱۶۔ بیٹے کا فضل ۲ کر ۸/۹۔ اور انجیل کا جلال اتر ۲/۹ اپنی تمام جھلک سے چمکتے ہیں۔ یہ خاصکر انجیل کا اصول ہے۔ خدا کا بیٹا انسان بنا تاکہ آدم زاد خدا کے فرزند بنیں۔ صرف اسی حقیقت سے قدیم زمانہ کے لوگوں کی اعلےٰ اُمید بر آئی انسان کی بھاری احتیاج رفع ہوئی اور الوہیت کا جلالی ظہور جلوہ گر ہوا۔

باب چہارم

چوتھا مسئلہ

رسولوں کا عقائد نامہ

پنطوس پلاطوس کی حکومت میں دُکھ اُٹھایا صلیب پر کھینچا گیا۔ اور دفن ہوا

نکایا کا عقائد نامہ

پنطوس پلاطوس کی حکومت میں ہمارے لیئے مصلوب بھی ہوا مارا گیا۔ دفن بھی ہوا

اتھاناسیس کا عقاید نامہ

جس نے ہماری نجات کے لیئے دکھ اُٹھایا۔

۱۔ **علاقہ**۔ جبکہ یہ اقرار ہو چکا کہ ہم لوگوں کی نجات کے لیئے خدا کا ازلی بیٹا آسمان سے اتر آیا اور انسان بنا۔ تب عقاید ناموں میں آگے یہ عجیب حقیقت بیان ہوتی ہے کہ:۔ اُس نے دُکھ کی زندگی اور دردانگیز موت تک آپ کو فروتن کیا۔ یہ واقعات عقائد ناموں میں مختلف طور پر مسطور ہیں۔ اتھاناسیس کے عقاید نامہ میں صرف اتنا لکھا ہے کہ:۔ اُس نے ہماری نجات کے لیئے دُکھ اُٹھایا۔ رسولوں اور نکایا کے عقائد ناموں میں بیان ہوا ہے کہ اُس نے پنطوس پلاطوس کی حکومت میں دُکھ اُٹھایا اور مصلوب ہوا۔ پہلے میں یہ زیادہ ہے کہ مصلوب ہوکر مرگیا۔ اور دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ اس کے بعد وہ گاڑا گیا۔

۲۔ **ہمارے خداوند کے دُکھوں کی پیشین گوئی**۔ قدیم زمانوں سے یہ پیشین گوئی ہوئی تھی کہ دوسرا آدم انسانی ذات کا بہادر اور مخلص دُکھ اُٹھائے گا اور مریگا۔ باغ عدن میں آدم سے یہی پیشین گوئی کی گئی تھی کہ عورت کی نسل سانپ

کے سر کو کچلے گی لیکن اُسی وقت یہ بھی اشارہ ہوا تھا کہ سانپ اُس کی اڑی کو کاٹے گا۔ پیدایش ۳/۱۵۔ نبوت کی ہیکل میں سے دو آوازیں مدت سے سُنی جاتی تھیں ایک خوشی اور خرمی کی جو مسیح کی آیندہ فتح بتلاتی تھی دوسری غمگینی و اُداسی کی جس میں اشارہ تھا کہ اُس کی فتح ایک زمینی فتحمند کی مانند نہ ہوگی بلکہ اور قسم کی یسعیاہ نے پیشین گوئی کی تھی کہ ایک مرد غمناک اور آشنائے رنج آئیگا کہ وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھایل کیا جائیگا اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا جائیگا۔ وہ نہایت ستایا جائیگا اور غم زدہ ہوگا وہ برّہ کی مانند ہوگا جسے ذبح کرنے کے لیئے لے جاتے ہیں کہ اُس کے لوگوں کے گناہوں کے سبب اُس پر مار پڑے گی یسعیاہ ۵۳/۳-۸۔ ذکریا نے یہ نبوت کی تھی کہ مسیح پر تلوار چلائی جائے گی۔ ذکریا ۱۳/۷۔ دانیل نے اس کی بابت کہا کہ مسیح قتل کیا جائیگا پر نہ اپنے لیئے دانیل ۹/۲۶۔ اور زبور نویس نے یوں فرمایا تھا کہ زمین کے بادشاہ سامنا کرینگے اور سردار آپس میں خداوند کے اور اس کے مسیح کے خلاف منصوبہ باندھتے ہیں زبور ۲/۲۔ اور کسطرح لوگ اُس کے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں اور اُس کے لباس پر قرعہ ڈالتے ہیں زبور ۲۲/۱۸

۳۔ اور علامتیں۔ علاوہ بریں اگر نبیوں نے صراحةً مسیح کی بابت نبوت کی تھی کہ وہ دُکھ اُٹھائیگا۔ موسے نے بھی ان علامتوں اور قربانیوں کے انتظام سے جنکا رسُوں کو مقرر کرنے کے لیئے حکم ملا تھا اُسی حقیقت کا اشارہ کیا۔ ہم خیال نہیں کر سکتے کہ کئی صدیوں سے یہودی اور غیر قومیں لاحاصل رسم رسومات بجالاتے تھے اور کہ دنیا کی تواریخ میں ایک زمانہ تھا جبکہ عجیب قسم کی عبادت ہوتی تھی۔ جسمیں آیندہ کی طرف کچھ اشارہ نہ تھا۔ ہم نہیں مان سکتے کہ کوئی کامل قربانی نہیں ہے جسکے لیئے غیر قوموں کی بے رحم بے درد قربانیاں ایک حیرت انگیز پکار تھیں اور یہودیوں کی قربانیاں ایک انتظاری تیاری تھیں۔ ماننا چاہیئے کہ شریعت آنے والی نعمتوں۔ کا

سایہ تھی۔ عبرانی ۱۰/۱۔ اور کہ اُس کی ہر ایک قربانی اس کامل کفارہ والی قربانی کی جو کہ ایک بار سب لوگوں کے لیئے ہونے والی تھی کوئی خاص بات بتاتی تھی۔ کیونکہ جس کتاب میں ایک سچے خدا کی صفات پاکیزہ۔ اور روحانی طور سے بیان ہوئی ہیں اور انسانی ذایض کا سادہ و اعلے مجموعہ لکھا ہے اس میں عید فصح اور کفارہ کا دن ماننے کے لیئے نہایت مفصل ہدایتیں ہیں اور سوختنی قربانی گناہ کی قربانی اور سلامتی کی قربانی کے گذراننے کی ضرورت کی سرگرمی سے نصیحت ہوتی تھی۔ یہاں عہد عتیق کے مضمون اور انتظام میں بڑا بھید ہے۔ یہودی مذہب علامتی کفارہ کے ساتھ ایک معجزہ یا معجزوں کا سلسلہ ہوسکتا ہے۔ لیکن بغیر اس کے اس سے بھی بڑا معجزہ ٹھہرتا ہے۔ اب ہمارا خداوند ان آنے والی نعمتوں کا سایہ اپنے آپ سے منسوب کرتا ہے۔ وہ دعوے کرتا ہے کہ ان علامتی دستورات کی تکمیل مجھ میں ہوتی ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ مظلوم مسیح کی رُوداد پیشین گوئیاں صرف مجھی سے منسوب ہوتی ہیں۔

۴۔ اور اُس میں پوری ہوئیں۔ اپنا لڑکپن وجوانی کا وقت گذران کر بلا تعجیل وشتابی وہ اپنی الہٰی بلاہٹ کے لیئے ناصرت کے شہر میں ٹھہرا رہا۔ اور بعد اس کے وہ اپنی بے انتہا محبت کے کام کے لیئے نکلا۔ یردن ندی میں اپنے پیشرو سے اصطباغ پاتے اور روح القدس سے ممسوح ہونے کے بعد متی ۳/۱۵ لوقا ۳/۲۱و۲۲۔ اُس نے اپنا کام آشکارا شروع کیا اور اپنی معجزانہ قدرت کے بڑے کاموں سے اپنے آپ کو (۱) خلقت پر (۲) روحانی دنیا پر (۳) بیماریوں پر (۴) موت پر اختیار والا ثابت کیا۔ لیکن اب بہ نسبت پہلے کے زیادہ اُسکی زندگی و چال میں نہایت فروتنی نہایت بھاری جنگ نہایت کامل فرمانبرداری اور نہایت سخت اذیت ظاہر ہوئی۔

(۱) نہایت فروتنی۔

اُس نے اپنے آپ کو دائرہ انسانیت میں رکھنے کی حالت میں خدا کی ذاتی پاکیزگی سے خالی نہیں کیا۔ توبھی اپنے اصطباغ کے وقت پاکیزگی کا نشان جس کی اُس کو اپنے لیئے کچھ ضرورت نہ تھی قبول کیا۔ اور اُس نے خوشی سے دنیا کی تمام عزت اور خوشنودی کو ترک کردیا۔ یوحنا ۶/۱۵ - وہ دوسروں کی سخاوت پر گذران کرتا تھا۔ اور اُس کو سر رکھنے کی جگہ نہ تھی متی ۸/۲۰ - اگرچہ وہ اپنوں کے پاس آیا مگر انہوں نے اُسے قبول نہ کیا۔ یوحنا ۱/۱۱ - اور جبکہ وہ اپنی ذات اور شان سے واقف تھا توبھی ایسی صورت میں اُسکا اظہار ہوا کہ نہ فقط اجنبی اور دشمن۔ بلکہ رشتہ دار اور دوست اُسے نہ پہچان سکے۔ اُس کی زندگی جو باپ کی مرضی کے موافق نذر کی گئی تھی وہ اس لیئے بھی نذر ہوئی کہ خود انکاری کرے اور گنہگاروں کی مخالفت کی برداشت کرے۔

(۲) نہایت بھاری جنگ۔

اگرچہ وہ گناہ سے مبرّا تھا توبھی امتحان کے قابل تھا۔ بیابان میں تاریکی کے اقتدار والوں کے تمام حملوں کا زور اُسپر تھا کہ اُس کو اُس کے منصبی فرایض سے ہٹائیں۔ متی ۴/۱-۱۱ - اُس کی خدمت کے شروع کی تین آزمائشیں اُس کے بعد کی زندگی میں پھر بہت سی صورتوں میں ظاہر ہوئیں یوحنا ۱۲/۳۱ و ۱۴/۳۰ اور گتسمنی کی آخری کشتی میں وہ بالکل اکیلا رہ گیا کہ اُس کے برگزیدہ پیروں نے اُسے چھوڑ دیا۔ متی ۲۶/۵۶ و مرقس ۱۴/۲۷

(۳) نہایت کامل فرمانبرداری۔

ہمارے خداوند کے پہلے دو قول اُس کی زندگی کا مقصد اور اپنے تئیں خالی کرنے کا فلسفہ ظاہر کرتے ہیں۔ اُس نے اپنی ماں سے کہا۔ کیا تم نے نہ جانا کہ

مجھے اپنے باپ کے یہاں رہنا ضرور ہے لوقا ۲/۴۹ - اور اُس نے اپنے پیشرو سے [illegible] ہمیں مناسب ہے کہ یوں ہی ساری راستبازی پوری کریں۔ متی ۳/۱۵ - باپ کی مرضی پوری کرنی اُس کی روح کی خوراک تھی یوحنا ۴/۳۴ - اُس کی زندگی کی خوشی [illegible] اور وہ مقصد جسکے لیئے وہ آسمان سے اُتر آیا یوحنا ۶/۳۸ اور اُس نے [illegible] یوحنا ۱۰/۱۵ و ۱۱ [illegible] کامل طور سے اُس کو پورا کیا۔ کہ دُکھ اُٹھانے میں اُس نے فرمانبرداری سیکھی۔ عبرانی ۵/۸

(۴) نہایت سخت اذیت۔

اس کے لیئے سب کچھ سخت تھا اُس نے اپنے انسانی جسم میں تھکان سے لوقا [illegible] - بھوک سے۔ مرقس ۱۱/۱۲ - پیاس سے یوحنا ۴/۷ و ۱۹/۲۸ اذیت اُٹھائی۔ اُس نے اپنے انسانی دل میں انسانی لاچاری کے تقرب سے متی ۸/۱۷ - لوگوں کی سخت دلی کے [illegible] سے مرقس ۳/۵ فریسیوں اور سرداروں کی مدامی مخالفت سے متی ۱۲/۱۴ - لوقا ۱۵/۲ - اپنے شاگردوں کی غداری سے یوحنا ۶/۶۶-۷۰ اذیت اُٹھائی اُس نے اپنی انسانی روح میں اُس بے انتظامی سے جو دنیا میں گناہ کے سبب آئی تھی یوحنا ۱۱/۳۳ [illegible] فریسیوں کی مخالفت پر ناراض ہونے سے مرقس ۸/۱۲ - اپنے ہیبت ناک آیندہ حال کی پیش بینی سے یوحنا ۱۲/۲۷ - اپنے رسولوں کے درمیان دغابازی کے خیال سے یوحنا ۱۳/۲۱ اذیت اُٹھائی۔ اور جبکہ آخری گھڑی نزدیک ہونے لگی وہ غم اور گھبراہٹ سے جُھک گیا متی ۲۶/۳۷ مرقس ۱۴/۳۳ اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ موت کی سی حالت ہے۔

(۵) پنطوس پلاطوس کی حکومت میں دکھ اُٹھایا۔ لیکن عقایدنامہ میں بحکومت پنطوس پلاطوس اُس کے دُکھ اُٹھانے کا خاص بیان ہوتا ہے کہ:۔ اس وقت اُس کی عمر بھر کی فرمانبرداری غایت تک پہونچی تھی کہ اُس سے زیادہ اور کچھ خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ رومی حاکم نہ اس لیئے کہ اُسے کسی خاص ذراع سے منسوب کریں بلکہ

اسبات کا خاص زمانہ مقرر کرنے کے لیئے مذکور ہوتا ہے۔ ہمارا خداوند یہودی سرداروں کے ہاتھ میں پکڑوایا گیا۔ اور اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہنے سے انھوں نے کفر کی تہمت لگا کر اُسپر موت کا فتویٰ دیا متی ۲۶/۶۲-۶۶۔ لیکن اُن کو موت کے فتوے دینے کا اختیار نہ تھا اِس لیئے اُسے پلاطوس کی عدالت کے سامنے لانا پڑا کہ وہ عید فصح کے انتظام کرنے کے لیئے قیصریا سے آیا تھا۔ پلاطوس نے اُس کی اور جو قصور اُسپر لگائے تھے اُن کی تحقیقات کی اور تین بار کہا کہ میں اُسمیں کچھ قصور نہیں پاتا یوحنا ۱۸/۳۸۔ لیکن اگرچہ اُس نے اِسے بیگناہ کہا اور اِس بات کی تائید میں اُس نے اپنے ہاتھ دھوئے اور جانا کہ سردار کاہنوں اور حاکموں نے اپنے حسد سے حوالہ کیا متی ۲۷/۱۸ توبھی اُسے رہا نہ کیا۔ اسپر تہمت لگانے والوں کے بڑے شور کے باعث اس نے پہلے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اِس قدوس نے یہ سخت اور اندھگین سزا سہی۔ پلاطوس کے سپاہیوں نے اس حکم کو اپنی معمولی سختی سے تعمیل کیا اور سخت کوڑوں کے مارنے پر راضی نہو کر اُنھوں نے اسکی ہنسی کی اور اُس کے ہاتھ میں سرکنڈہ دیکر اور تمسخر سے سلام کر کے کہا کہ یہودیوں کے بادشاہ سلام اُنھوں نے اسے سرکنڈہ سے مارا اُس کے مُنہ پر تھوکا اور اُسکی بےعزتی کی متی ۲۷/۲۸و۳۰ مرقس ۱۵/۱۸و۱۹ ❊

(۴) صلیب پر کھینچا گیا۔

لیکن یہودیوں نے ایسی سخت اذیت جو اُس نے بے کڑکڑائے اُٹھائی۔ دیکھ کر بھی اُس پر ترس نہ کھایا۔ اُنھوں نے پکارا کہ صلیب دے صلیب دے۔ یوحنا ۱۹/۶ پلاطوس نے کچھ عرصہ تک تامل کیا اور اُسے چھوڑ دینے کے لیئے بارہا کوشش کی۔ لیکن مخالفت موقوف کرنے کے لیئے اس میں ہمت نہ تھی اور اس پر مکرر پکار کو سُنکر کہ اگر تو اس مرد کو چھوڑتا ہے تو قیصر کا خیر خواہ نہیں یوحنا ۱۹/۱۲۔ وہ اپنی سلامتی کیلئے ڈرا۔ اور آخر میں ناچار حکم دیا کہ اُسے صلیب دی جائے اور فتوے کی تعمیل کے لیئے اُسے ایک صوبہ دار اور سپاہیوں کے حوالہ کیا۔ پس سپاہی اُسے شہر کے باہر گلگتہ نام یعنی کھوپری کی جگہ پر لے گیئے متی ۲۷/۳۳ وہاں اُنھوں نے اُس قدوس کے کپڑے اُتارے اور صلیب پر اُس کے ہاتھ پاؤں میں کیلیں ماریں اور اُس کے سر پر ایک کتابہ لکھا کہ یہ یسوع یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ اور یوں دو بدکاروں کے بیچ میں ایک دہنے اور دوسرا بائیں اُسے صلیب دی۔ متی ۲۷/۳۷و۳۸

(۵) مر گیا۔

نکایا کے اور بعض قدیم مشرقی عقائد ناموں میں مذکور ہے کہ ہمارا خداوند پنطوس پلاطوس کی حکومت میں مصلوب ہوا اور دکھ اُٹھایا۔ لیکن رسولوں کے عقاید نامہ میں اِتنا زیادہ بیان ہوا ہے کہ مر گیا یعنی مصلوبیت حقیقی موت تک پہونچی۔ یہ ڈوسیٹی کی رایوں کو رد کرنے کے لیئے مرقوم ہوا۔ کہ وہ سکھلاتے تھے کہ اُس کی موت صرف ظاہری تھی نہ حقیقی۔ اور فی الحقیقت خاص تواریخی بنیاد پر کوئی ایک سبب بھی نہیں ہے کہ اُس کی موت کی حقیقت پر شُبہ کریں کیونکہ انجیل بتاتی ہے کہ:-

(۱) وہ صلیب پر چھ گھنٹے تک یعنے ۹ بجے صبح سے ۳ بجے عصر تک لٹکا رہا۔ اور اُس کے بعد وہ زور سے چلایا کہ اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں یہ کہہ کر دم چھوڑ دیا لوقا ۲۳/۴۶ اور اُس کے معنی یہ ہیں کہ اسکی روح اُس کے بدن سے علیحدہ ہوگئی اور یہ علیحدگی موت ہے پس بحیثیت انسانیت وہ مر گیا۔

(۲) بعد اُس کے جب سپاہی پلاطوس کی طرف سے یہودی سرداروں کی درخواست پر مصلوب کی ٹانگیں توڑنے کے لیئے گلگتہ مقام پر آئے تو اُنھوں نے

اُس کو اُسیوقت مردہ پایا۔ اگرچہ مصلوب ہونے کے بعد اکثر اوقات تین دن تک موت نہیں آتی تھی۔

(۳) اس لیئے اُنھوں نے اُس کے بدن کی ایک ہڈی بھی نہ توڑی۔ لیکن ایک سپاہی نے اپنی ہی تشفی کے لیئے اُس کی پسلی میں بھالا مارا۔ اور اسطرح ایک زخم کر ڈالا کہ وہ خود موت کے لیئے کافی تھا۔ یوحنا $\frac{19}{34}$

(۴) آخرش اُس کی موت کی خبر پلاطوس کے پاس پہونچنے سے پہلے یوسف ارمتیا ایک پوشیدہ شاگرد دلیری کے ساتھ حاکم کے پاس گیا اور مقدس لاش کی درخواست کی۔ مرقس $\frac{15}{43}$ اُسپر پلاطوس نے اُس کی موت پر تعجب کرکے اپنی خاطر جمعی کے لیئے صوبہ دار کو بلایا کہ وہ صلیب کے پاس حاضر رہا تھا۔ اور اُس کی بات سُنکر خوشی سے بموجب درخواست کے لاش اُسے دیدی یوں اُس کی موت کی حقیقت کے لیئے چار قسم کی گواہیاں موجود ہیں۔

(۸) اور دفن ہوا۔

جیسے حقیقتاً وہ مرگیا ویسے ہی فی الحقیقت وہ دفن بھی ہوا کیونکہ یوسف ارمتیا نے پلاطوس سے یسوع کی لاش لینے کی اجازت حاصل کرکے مہین کتان خریدا اور نقودیموس کے ساتھ کہ وہ مُر اور عود ملا کر پچاس سیر کی اٹکل لایا تھا گلگتہ پر آیا یوحنا $\frac{19}{39}$ - وہاں پہونچکر اُنھوں نے صلیب سے اُس کی لاش اُتار کر موو بانہ سُوتی کپڑے پہنائے اور اُس میں مُر اور عود ڈالا اور یوسف آرمتیا کے باغیچہ کی ایک نئی قبر پر اُسے لے گئے۔ مریم مگدلینی اور دوسری مقدس عورتوں کے سامنے اُنھوں نے وہاں لاش کو دفن کیا اور قبر کے مُنہ پر ایک پتھر ڈھلکا کر چلے گئے۔ اسی طرح ہمارا خداوند فی الحقیقت مرا فی الحقیقت دفن ہوا اور انسانی قبر میں رکھا گیا۔

۹۔ ہمارے لیئے۔ رسولوں کے عقاید نامہ میں صرف ہمارے خداوند کے دُکھ موت اور دفن ہونے کی حقیقت مذکور ہے۔ اتھاناسیس کے عقائد نامہ میں ہے کہ:۔ اُس نے ہماری نجات کے لیئے دکھ اُٹھایا۔ نکایا کے عقاید نامہ میں مرقوم ہے کہ وہ ہمارے لیئے مصلوب بھی ہوا۔ مارا گیا اور دفن ہوا۔ اس میں حرف جر کی طرف اشارہ ہے کہ اصل یونانی میں اسکا مطلب یہہ ہے کہ:۔ اُس نے ہمارا عوض ہوکر ہماری خاطر دکھ اُٹھایا۔ اسطرح راز کفارہ ہمارے سامنے پیش آتا ہے۔ جو کہ مسیح نے اپنی صلیب کے مذبح پر اپنے تئیں انجیار گذرانے سے دیا۔

۱۰۔ تین مثالیں۔ بشپ بٹلر کہتا ہے کہ بعضوں نے مسیح کے کام اور دُکھ کی تاثیر کو اُس سے زیادہ کہ نوشتوں میں ہے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اوروں نے شاید اس سبب سے کہ اسے بیان نہ کرسکے چھوڑنے چاہا اور اُس کا دنیا کا مخلص ہونا اُسکی تعلیم نمونہ اور کلیسیا کے انتظام پر موقوف رکھا۔ لیکن فی الحقیقت ہمپر فرض ہے کہ اس رازدار مضمون پر موو بانہ الہام کی تعلیم کو سُنیں اسبات کو یاد رکھکر ہم پاک زمین پر کھڑے ہیں۔ جدھر ہماری ہدایت کرے فروتنی سے پیروی کریں۔ اب جبکہ پاک نوشتے ہمارے سامنے ہمارے خداوند کی موت کے مقصد کو پیش کرتے ہیں تو وہ ایک نہیں بلکہ تین مثالیں لاتے۔ وہ مسیح کی مصلوبیت اور دکھ کے بھید میں۔

(۱) خلاصی (۲) گناہ کی قربانی (۳) میل یا کفارہ بتلاتے ہیں۔

۱۱۔ مسیح کی موت ایک پوری اور کامل خلاصی ہے۔ ان تینوں میں کی پہلی مثال غلام کی غلامی سے آزاد ہونے سے لی گئی ہے۔ یہہ وہ ہے کہ ہمارے خداوند نے خود استعمال کی۔ وہ فرماتا ہے کہ ابن آدم بھی اس لیئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے لیئے فدیہ میں دے۔ متی $\frac{20}{28}$ مقدس پولوس بھی اس مثال کو استعمال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے خداوند نے

اپنے تئیں سب کے کفّارہ میں دیا۔ ططاؤس ۲/۶ ۔ اور دوسرے مقاموں میں ایک لفظ استعمال کرتا ہے کہ جو مخلصی اُس نے ہمارے واسطے حاصل کی اس سے اُس کی تکمیل بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ خلاصی کے اخلاقی خیال کے خاص معنی کسیقدر جاتی رہی اسلیئے کہ ہم فدیہ دینے کے عادی نہیں ہیں۔ لیکن ہمارے خداوند کے زمانہ میں یہودی لوگ اس خیال سے خوب واقف تھے۔ اور شریعت میں فدیوں کی ترتیب خواہ غلام کی رہائی کے لیئے خواہ پہلوٹھے بچّے کی جان کے لیئے خواہ میراث پر قابض ہونے کے لیئے پورے طور سے مذکور ہوئی تھی۔ فدیئے معمولاً نقدی سے ادا کیئے جاتے تھے۔ لیکن بعض امور میں ایک جانور کی جان کے فدیہ دینے سے دوسرا موت سے رہائی پاتا تھا۔ جو لوگ اِن خیالوں سے واقف تھے اُنھیں ہمارے خداوند نے کہا کہ ابن آدم بہتوں کے لیئے اپنی جان فدیہ میں دیگا۔ گناہ بلحاظ اس مثال کے غلامی اور گنہگار غلام سمجھے جاتے ہیں۔ انسان گناہ میں پڑکر اپنے تئیں اُس کی قصورواری اور نتیجوں سے خلاصی نہیں دے سکتا۔ اُس کے پاس اپنے گناہ کے عوض خدا کو فدیہ گذراننے کے لیئے کچھ نہ تھا۔ لیکن جو وہ خود نہ دیسکا وہی خدا باپ نے اپنی بڑی اُلفت سے اپنے اکلوتے بیٹے کو بخشا کہ اُس کے لیئے دے۔ یوحنا ۳/۱۶ اور بیٹا بھی اپنی بڑی اُلفت سے انسان کے لیئے جان دینے کو راضی ہوا اور آپکو انسان کا ضامن بنایا۔ اسنے نہایت محبت کے کام کو اپنے ذمہ لینے کے لیئے اپنی بے داغ زندگی صلیب پہ گذرانی۔

۱۲۔ مسیح کی موت ایک پوری اور کامل جرمانہ ہے۔ دوسری مثال گناہ کی قربانی یا جُرمانہ ہے۔ جس یونانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ مقدس یوحنا کے نوشتوں میں پایا جاتا ہے لیکن اُسکا خیال انجیلوں میں کئی بار پایا جاتا ہے پس جبکہ اصطباغی نے ہمارے خداوند کو آزمائش کی جگہ سے آتے دیکھا تو کہا۔ دیکھو خدا

کا برّہ جو جہان کا گناہ اُٹھائے لیئے جاتا ہے یوحنا ۱/۲۹ و ۳۱۔ جب ہمارے خداوند نے عشاء ربانی کے تقرر کے وقت اپنے رسولوں کو پیالہ دیا تب اُس نے کہا یہ عہد کا میرا لہو ہے جو بہتوں کے گناہوں کی معافی کے لیئے بہایا جاتا ہے۔ متی ۲۶/۲۸۔ یا یُوں کہو کہ وہ گناہ کی قربانی ہونے والا تھا اور اُسکا لہو گناہوں کے لیئے بہائے جانے کو تھا۔ پس یہ لفظ خاصکر ہمارے خداوند سے منسوب ہوتا ہے اس لیئے کہ وہی ہے جس نے کہ قربان ہوکر گناہوں کو ڈھانپا اور ہٹایا۔ جو نذر کہ اُس نے گذرانی وہ گنہگار نسل کے لیئے ایک بے گناہ شخص کے بے قاعدہ معاوضہ کے وسیلے سے نہ گذرانی گئی۔ خدا کا ازلی بیٹا انسان تھا اور جیسا کہ انسانی ذات آدم میں موجود تھی اُسوقت کہ اُس نے اپنی اولاد کو گناہ آلودہ کیا ویسا ہی انسانی ذات ہمارے خداوند مسیح میں موجود تھی اُسوقت کہ اُس نے خوشی سے اپنے آپ کو بے گناہ نذر گذرانا تاکہ وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر اُٹھا کر صلیب پر چڑھے۔ ۱ پطرس ۲/۲۴۔ جبکہ اُس نے صلیب پر دُکھ اُٹھایا تو ہماری ذات نے بھی اس میں دُکھ سہا کیونکہ تمام انسانیت کا وہی وکیل ہے۔ اس میں ہماری ذات نے قدیم اور بھاری قرض کا بدلا دیا کیونکہ اُس کی الوہیت کی حضوری کے سبب اُس کی نہایت قدر ہوئی۔ جیسے کہ وہ باپ کے ساتھ ہم ذات تھا ویسے ہی ہمارے ساتھ بھی ہم ذات تھا۔ اور باعتبار اتحاد کے کاملیت کے جو کہ اُس کے تجسم کے سبب سے ہوا جو کچھ کہ ہمارا ہے ہمارے گناہ سمیت اُسکا بن گیا اور جو کچھ کہ اُسکا ہے ہمارا بن گیا اور وہ پوری سچائی بھی جس نے ہمارے گناہ کو نگل لیا اور مٹا ڈالا۔ وہ ایک ہی وقت میں قربانی دینے والا اور خود قربانی ہے کیونکہ نذر اور نذر گذراننے والے کا کام اس میں شامل ہیں جو کہ خود قربانی اور خود کاھن ہے۔

۱۳۔ مسیح کی موت پورا اور کامل میل ملاپ ہے۔ تیسری مثال جو پاک

نوشتوں میں مستعمل ہوئی ہے وہ میل ملاپ ہے۔ اس کو ظاہر کرنے کے لیئے اصل یونانی لفظ کا مطلب یہ ہے کہ جنہیں نااتفاقی ہے اُن کو ملانا۔ نوشتوں میں گناہ خدا سے دشمنی اور گنہگاری اس سے علحدگی بیان ہوئی ہے رومی ۵/۱۰ قلسی ۱/۲۱۔ اب ہمارے خداوند نے اپنی صلیب پر جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہمارا فدیہ دیا اور ہمارے لیئے گناہ کی قربانی بن گیا اور اسی طرح جو انسان اپنے لیئے نہ کرسکا وہی اُس نے کیا اُس نے خدا اور انسان میں صلح کرائی کیونکہ جب وہ سب کے لیئے مرا تو پولوس کے کلام سے سب اُس میں مرگئے ۲ قر ۵/۱۴ اور وہ ہماری صلح ہوا افسی ۲/۱۴ اور جو دشمنی انسان اور خدا کے درمیان گناہ کے سبب سے پڑگئی تھی اُس کو اپنے بدن میں مٹایا۔ یوں اُس میں خدا نے دنیا کو اپنے آپ سے ملالیا اور رسولوں کو تمام بنی آدم کے لیئے اس پورے اور کامل میل ملاپ کے پیغمبر ہونے کو یہ پالیا۔ ۲ قر ۵/۱۸۔

۱۴۔ مسیح کی موت ایک پورا اور کامل کفّارہ ہے۔ ان تینوں کے سوا ایک اور مثال ہے کہ یونانی انجیل میں اس کے ٹھیک معنی پر کوئی لفظ نہیں پایا جاتا یعنی سٹیس فیکشن (Satisfaction) جو لیٹن سٹیس فیکشو (Satisfaction) سے ہے یہ لفظ ملکی قوانین میں مروج تھا اور ترتلیان نے اُس کو پہلے استعمال کیا لیکن بعد ازاں کنٹربری کے مشہور آرچ بشپ سینٹ انسلم نے اُسکا مفصل بیان کیا۔ وہ کہتا ہے کہ سزا یا کفّارہ ہر ایک گناہ کے لیئے ضرور ہے کہ انسان کا گناہ اتنا بڑا تھا کہ خدا کے سوا اور کوئی اُسکا بدلہ نہ دے سکا اس لیئے کوئی ایسا شخص ضرور تھا جو خدا اور انسان ہو یوں تجسّم کی ضرورت پڑی۔ لیکن اکیلا تجسّم کافی نہ تھا بعد کی بے داغ تابعداری کی زندگی نے اور اُس موت نے جس سے کہ وہ زندگی ختم ہوئی خدا کی قدوسیت اور عدالت کے اس قرض کو جو انسان پر تھا اور جسکو کہ وہ خود کسی طرح ادا نہ کرسکتا تھا ادا کیا۔ اسطرح خدا کے بیٹے کے بے انتہا قدر نے جو

انسان کے لیئے انسانی ذات میں مرا انسان کے گناہ کے لیئے کامل کفارہ دیا بلکہ وہ کامل سے بھی زیادہ تھا۔ یعنی افضل سے افضل۔ اور جبکہ ایک بے انتہا وجود نے اُسکو گذرانا تو وہ نہ صرف انسان کی سرشتی گناہ کے لیئے بلکہ اُس کے تمام فعلی گناہوں کے لیئے بھی کافی کفّارہ ہوا۔ اگرچہ ہم مقدس انسلم کے خیال کو پورے طور پر قبول نہیں کرتے تو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لفظ "کفّارہ" فدیہ کے ادا کرنے کے خیال کے قریب قریب ہے اور ہماری خداوند کے دُکھ کی اس تاثیر کو ظاہر کرتا ہے جسکے حق میں کہا جاتا ہے کہ اُس نے ہر ایک آدمی کے لیئے موت کا مزہ چکھا۔ عبرانی ۲/۹۔ اور جسکی تابعداری نے بہتوں کو راستباز ٹھہرایا۔ رومی ۵/۱۹۔ جبکہ وہ اپنی الوہیت کے سبب خدا کے ساتھ اور اپنی انسانیت کے سبب ہمارے ساتھ ایک ہے وہ اپنے آپ میں خدا اور انسان کو ملالیتا ہے۔ پس جبکہ وہ ایک درمیانی ہے جو اپنا ہاتھ ہم دونوں پر دھر سکے ایوب ۹/۳۳۔ تو اس نئے عہد کا جو خدا اور انسان کے درمیان ہے بانی بن گیا۔ جو اس ایک پوری کامل قربانی نذر اور جرمانہ پر مبنی ہے جسکو اُس نے ایکبار سبھوں کے لیئے تمام دنیا کے گناہوں کے واسطے جبکہ اُس نے اپنی جان صلیب پر دی گذرانا ✣

باب پنجم

پانچواں مسئلہ

رسولوں کا عقاید نامہ

عالم ارواح میں جا اُترا تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا۔

نکایا کا عقائد نامہ

تیسرے دن مقدس نوشتوں کے بموجب جی اُٹھا

اتھاناسیس کا عقائد نامہ

عالم ارواح میں جا اُترا تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھا۔

۱۔ علاقہ۔ چوتھے مسئلہ میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہمارا خداوند اپنے بدن کی نسبت اپنی ہی پیشین گوئی کے مطابق متی ۱۲/۴۰ فی الحقیقت گاڑا گیا اور اُس کی قبر دولتمندوں کے ساتھ ہوئی یسعیاہ ۵۳/۹۔ یہاں مشرقی اور مغربی عقائد ناموں میں کچھ فرق معلوم ہوتا ہے۔ نکایا کے عقائد نامہ میں اُس کی قیامت کا ذکر ہوتا ہے لیکن رسولوں اور اتھاناسیس کے عقائد ناموں میں وہ بات جو اُس کی انسانی روح پر گذری جسے اُس نے موت کے وقت اپنے باپ کے ہاتھ میں سونپا تھا بیان ہوتی ہے لوقا ۲۳/۴۶ یعنی یہ کہ وہ عالم ارواح میں جا اُترا۔ یہ مسئلہ یعنی عالم ارواح میں جا اُترا جیسے کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں قدیم سے قدیم عقائد ناموں میں نہیں پایا جاتا ہے۔ اکولایا کی کلیسیا کے عقاید نامہ میں ۳۹۰ء میں پہلی بار پایا جاتا ہے اور اغلب ہے کہ وہاں سے رسولوں کے عقاید نامہ میں مندرج ہوا۔ مشرقی عقاید ناموں میں اس مسئلہ کا نہ پایا جانا قابل لحاظ ہے

اس لیئے کہ تمام قدیم بزرگوں نے اس اعتقاد پر کہ مسیح عالم ارواح میں جا اُترا۔ بہت زور دیا ہے کیونکہ اُس کی کامل انسانیت کی تعلیم اس سے مستحکم ہوتی ہے کیونکہ جب اُسکا جسم قبر میں رکھا گیا اور اُس کی روح عالم ارواح میں جا اُتری تو ضرور اُس میں روح وجسم دونوں تھے۔

۳۔ عالم ارواح۔ یہ لفظ یونانی ہیڈیز کا ترجمہ ہے ᾅδης اور لیٹن میں بعض وقت کہا جاتا ہے کہ ہمارا خداوند ایڈان فرنا (ad inferna) یعنی نیچے کی دنیا میں اور بعض وقت ایڈان فروس (ad inferos) یعنی نیچے کی دنیا کے لوگوں کے پاس جا اُترا۔ یونانی لفظ ہیڈیز کے معنی پوشیدہ جگہ اور (γέεννα) گے انا۔ یعنی جائے عذاب اور ہی ابیوساس (ἡ ἄβυσσος) یعنی تحت الثرا۔ یا ٹارٹرس (Tα ταρος) یعنی اعراف سے علحدہ ہے۔ وہ عبرانی لفظ شیول کی مانند ہے۔ جسے یہود تین طور سے بیان کرتے تھے۔ (۱) عدن کا باغ یا فردوس (۲) جلال کے تخت کے نیچے (۳) ابراہیم کی گود میں۔

۴۔ ہمارے خداوند کا عالم ارواح میں اُترنا۔ چار باتوں سے ثابت ہوتا ہے۔

(۱) اُسی کے کلام سے۔

جبکہ تائب بدکار نے صلیب پر سے مخاطب ہوکر کہا " اے خداوند جب تو اپنی بادشاہت میں آئے مجھے یاد کیجیو۔ اُس نے جواب دیا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔ لوقا ۲۳/۴۳۔ اب فردوس جیسے کہ ہم دیکھ چکے ایک ایسا لفظ تھا جسے یہودی لوگ گذشتہ روحوں کی خوشی کی جگہ بتلاتے اور استعمال کرتے تھے۔ پس صاف ظاہر ہوگیا کہ جہاں کہیں فردوس تھا مسیح اپنی

صلیبی موت کے بعد وہیں تھا اور وہ بدکار بھی اس کے ساتھ تھا۔

۲- مقدس پطرس کے پنتکوست کے دن کے کلام سے۔

پنتکوست کے دن رسول اپنی قوم کے لوگوں کو کہتا ہے کہ تم نے خداوند کو مصلوب کرکے مار ڈالا لیکن ۱۶- زبور کے ثبوتانہ کلام کے مطابق وہ صاف کہتا ہے کہ اُسکی جان عالم غیب میں نہ چھوڑی گئی۔ نہ بدن سڑنے پایا اعمال ۲/۳۱- اب یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر اُس کی جان عالم غیب میں نہیں چھوڑی گئی تو وہ ضرور وہاں گیا تھا۔

۳- مقدس پولوس کے کلام سے

مقدس پولوس افسیوں کو مسیح کی نسبت کہتا ہے - اب یہ کہ وہ اُوپر چڑھا سوائے اس کے اور کیا ہے کہ وہ زمین کے نیچے اُترا- جو اُترا وہ وہی ہے جو سارے آسمانوں پر چڑھا- افسی ۴/۹و۱۰ قدیم بزرگ عالم ارواح میں اُترنے کے ثبوت میں اس کلام کا حوالہ دیتے ہیں۔

۴- مقدس پطرس کے پہلے خط کے قول سے

(ا) مسیح نے ایکبارگناہوں کے واسطے دُکھ اُٹھایا- یعنی وہ جسم کی نسبت مارا گیا۔ لیکن روح کے اعتبار سے زندہ کیا گیا۔

(ب) اپنی روح سے اُن روحوں کے پاس جاکر منادی کی جو قید تھیں اور پہلے نافرمانبردار تھیں۔ جبوقت کہ خدا کی بردباشت نوح کے دنوں جب کشتی تیار ہوتی تھی انتظار کرتی رہی - ۱پطرس ۳/۱۹

یہاں وہی رسول جس نے پنتکوسٹ کے دن کہا تھا کہ مسیح کی روح عالم ارواح میں گئی لیکن وہاں چھوڑی نہ گئی (اعمال ۲/۳۱) اب اسکا کام عالم ارواح میں بتاتا ہے اس نے جاکر اُن روحوں کو جو قید تھیں اپنی صلیب اور دُکھ کی خوشخبری دی۔

۵- قدیم کلیسیا کی تعلیم

لیکن قدیم بزرگ اسکی منادی کی نسبت متفق الرائے نہیں ہیں- بعض کا خیال ہے کہ اُن لوگوں کی حالت میں جنہیں خداوند نے منادی کی- کچھ تبدیلی نہیں ہوئی- اس کے بعد اوروں نے یہ خیال کیا کہ وہ وہاں جاکر بعض روحوں کو عالم ارواح سے رہا کرکے اور کسی اچھی جگہ پر لے گیا- لیکن نوشتے اس باب میں کچھ نہیں کہتے - اور ایسے قیاس عام قبولیت کے لیئے پایہ اعتبار تک نہیں پہونچتے- ہم مقدس اگسطین کی رائے کو قبول کرتے ہیں کہ ہم خیال نہیں کرسکتے کہ مسیح بے فائدہ عالم ارواح میں گیا اور انجام اُس کے ہاتھ میں چھوڑدیں- اترنے کی تعلیم تسلی بخش ہے۔ اس سے ہم سیکھتے ہیں کہ:-

(۱) کامل انسان ہوکر ہمارے خداوند نے اُن تمام حدود کو جو انسان سے متعلق ہیں فروتنی سے قبول کیا۔

(۲) اُس نے انسان کی زندگی کی ہر ایک حالت کو مقدس ٹھہرایا۔

(۳) موت کا ایسا کوئی راز نہیں ہے جسے اُس نے معلوم نہیں کیا۔

(۴) بلندی و پستی ہمکو اُس کی محبت سے جدا نہیں کرسکتی- رومی ۸/۳۹

(۵) نہ موت میں کوئی ایسی بات ہے نہ اُسکے نتیجوں میں جو اُس نے ہمارے لیئے نہیں سہی۔

۶- تیسرے دن - لیکن یہ ممکن نہ تھا کہ وہ ہمیشہ تک موت کے قبضے میں رہے مصلوب ہونے کے دن کی شام کو ہمارے خداوند کی لاش قبر میں رکھی گئی- اور جمعہ کی رات اور سینچر کی رات وہیں رہی یوں معلوم ہوتا تھا کہ انسان کے آخری دشمن نے اُسپر کامل فتح پائی تھی- لیکن ہفتہ کے پہلے دن یعنے ہمارے خداوند کے دن صبح سویرے (مکاشفہ ۱/۱۰) ایک بڑی تبدیلی ہوئی- مریم مگدلینی اور دوسری مقدس عورتیں اُسی صبحکو اُس کی لاش معطر کرنے کے لیئے قبر کی طرف چلیں- امرقس ۱۶/۱ لوقا ۲۴/۱- وہ تعجب میں تھیں کہ قبر کے منہ پر سے بھاری پتھر کون ڈھلکائیگا کہ بھونچال آیا اور ایک

فرشتہ نازل ہوا اور پتھر لڑکا کر اُس پر بیٹھ گیا۔ اگرچہ عورتیں ان عجیب واقعوں سے گھبرائیں مگر تاہم آگے بڑھیں اور نہ صرف پتھر ہی ڈھلکا ہوا دیکھا بلکہ قبر بھی خالی پائی۔ مرقس ۱۶/۴ - لوقا ۲۴/۴ - اور جبکہ وہ بہت متحیر اور متعجب ہوئیں تو فرشتے نے اُن سے کہا کہ خداوند جی اُٹھا ہے۔ لوقا ۲۴/۶ - اور اُنھیں حکم دیا کہ اُس کے شاگردوں کو خوشخبری دو۔ مرقس ۱۶/۷ -

۷- وہ جی اُٹھا۔ وہ خوشی اور خوف سے رسولوں کے پاس جلد چلی گئیں لیکن اُنھوں نے اُن کی بات کو باور نہ کیا۔ بلکہ جھوٹ سمجھا۔ لوقا ۲۴/۱۱ - مگر بہت جلد اُنھیں معلوم ہو گیا کہ یہ خبر فی الحقیقت سچ ہے۔ اُن میں سے دو شخص۔ یعنی مقدس پطرس اور مقدس یوحنا جلد قبر کی طرف دوڑے اور معلوم کیا کہ لاش وہاں نہیں ہے۔ جب وہ ایک بڑے فکر کی حالت میں لوٹ گئے۔ مریم مگدلینی کو قبر کے پاس کھڑے روتی رہی۔ اُس کے دل کو پورا یقین ہو گیا کہ کوئی دشمن میرے خداوند کو لے گیا۔ ناگاہ اُس نے فرشتوں کو دیکھا اُس وقت اسکو معلوم ہوا کہ کوئی میرے ساتھ باتیں کرتا ہے۔ پہلے غلطی سے اُس کو باغبان سمجھا جب وہ دوبارہ بولا اور اُسکا نام پکارا۔ اُسوقت اُس کے نام لینے سے اُسپر ظاہر ہوا کہ وہ کون۔ وہ اُس کے پاؤں پڑی اور چاہا کہ اُنھیں پکڑے۔ لیکن اُس نے کہا کہ مجھکو مت چھوڑ بلکہ میرے بھائیوں کے پاس جاکر اُنھیں خوشخبری دی۔ کہ جو اپنی جان دینے کا اختیار رکھتا تھا وہ اب ثابت کر چکا کہ اسے پھر لینے کا اختیار بھی ہے۔ یوحنا ۲۰/۱۸ قیامت اب ہو چکی تھی۔

۸- جی اُٹھے ہوئے خداوند کے ظہور۔ لیکن وہ نہ صرف مردوں میں سے جی اُٹھا بلکہ اس بات کو بہت سی قوی دلیلوں سے ثابت کیا۔ باوجود اُن سب برائیوں کے جو لوگوں نے اُس کے ساتھ کی تھیں وہ چالیس دن تک دنیا میں رہا اور اس عرصہ میں وہ دس بار ظاہر ہوا۔

(ا) یروشلم میں یا اُس کے قریب۔ (۱) مریم مگدلینی پر یوحنا ۲۰/ ۱۱-۱۸ (۲) دوسری خدمت گذار عورتوں پر۔ متی ۲۸/۹ (۳) اماؤس کی راہ میں دو شاگردوں پر (لوقا ۲۴/ ۱۳-۳۳ - (۴) مقدس پطرس پر۔ لوقا ۲۴/۳۴ و اقر ۱۵/۵ (۵) مقدس توما کی غیر حاضری میں دس رسولوں پر۔ لوقا ۲۴/ ۳۶-۴۳ یوحنا ۲۰/ ۱۹-۲۵

(۶) گیارہوں پر جبکہ وہ حاضر تھا۔ یوحنا ۲۰/ ۲۴-۲۹ -

(ب) گلیل میں۔ (۱) دریا کے کنارہ ساتوں پر۔ یوحنا ۲۱/ ۱-۱۴ (۲) پانسو سے زیادہ بھائیوں کو پہاڑ پر۔ متی ۲۸/ ۱۶-۱۸ و اقر ۱۵/۶ -

(ج) پھر یروشلم میں یا اُس کے قریب (۱) یعقوب خداوند کے بھائی پر اقر ۱۵/۷

(۲) صعود کے وقت تمام رسولوں پر۔ لوقا ۲۴/۵۰ اقر ۱۵/۷

۹- ان برگزیدہ گواہوں پر اُس نے اپنے آپ کو بہت سی مختلف حالتوں میں ظاہر کیا۔ اُنھوں نے اُس کو ایک بار نہیں بلکہ کئی دفعہ جدا جدا نہیں بلکہ اکٹھے صرف رات کو ہی نہیں بلکہ روز روشن میں بھی دیکھا۔ اور نہ صرف دیکھا بلکہ اُس سے کلام بھی کیا۔ جبکہ اُس نے اپنے ہاتھ پاؤں دکھائے اور اِس طرح سب شبہ موقوف کر دیئے۔ اِن ظہورات کے بیان کی عبارت ایسی صاف اور گواہوں کے حال سے ایسی مطابق اور جو کچھ کہ پہلے گزرا تھا اُس سے ایسی موافقت رکھتی ہے کہ وہ خود بخود اس خیال کو رد کرتی ہے کہ ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں پر ایسا اثر کیا تھا کہ اُنھوں نے اُس کی موت کے بعد وقتاً فوقتاً اُسے رویا میں دیکھا ہوگا یہ بات ظاہر ہے کہ رسول اُس کے جی اُٹھنے کا حال قبول کرنا بالکل نہیں چاہتے تھے۔ بتدریج و بدقت کمال پے درپے اثبات کے بعد اُنھوں نے اُس کے جی اُٹھنے کی حقیقت کو نہ خیالی بات بلکہ ظاہری وقوع کے طور پر قبول کیا۔

۱۰- رویتوں کا خیال۔ جسکے وسیلے سے اِن دنوں میں بعض لوگ مسیح کے

جی اُٹھنے کی تشریح کرتے ہیں ان باتوں سے رد ہوتا ہے۔ (۱) بیان کے سادہ سلیس مضمون سے (۲) اس بات سے کہ وہ ظہورات اس بیان میں رویتوں کے طور پر ذکر نہیں ہوئے (۳) اسبات سے کہ وہ تمام سرگرمی اور جوش دلی جو رویا کے متعلق ہونا چاہیئے یہاں بالکل نہیں۔ لیکن سب سے زیادہ اگر وہ رویا ہوتیں تو چاہیئے تھا کہ وہ جاری رہتیں لیکن (۴) وہ ناگاہ موقوف ہوگئیں صلیب کے تین دن بعد وہ پانچ دفعہ نظر آیا۔ پھر سات روز بعد۔ پھر چالیس ہفتوں میں تین دفعہ۔ پھر عین صعود سے پہلے چھ ہفتہ بعد۔ بعد اسکے ظہور ایکدم موقوف ہوگئے۔ نہ گلیل میں نہ یروشلم میں اور نہ کسی کا ذکر ہوا ہے۔ اگر وہ صرف حالت وجدان یا بیخودی سے ہوئے تو کیوں جاری نہ رہے۔ ٹھیک اُسی وقت جبکہ جوش دلی اعلےٰ درجہ تک پہونچی رویتیں ایکدم بند ہوگئیں۔ اور جبکہ خیال ہوتا ہے کہ وہ زیادہ ہونگی اور جاری رہیں گی تب ہی وہ ختم ہوگئیں۔ اور بالعوض ان کے رسول اور ایماندار لوگ روحانی کاموں میں فوراً مشغول ہو گئے۔

۱۱۔ زندگی کی حالت جسمیں خداوند جی اُٹھا۔

پہلے سب تشبیہات سے مختلف ہے جو کچھ رسولوں نے نوشتوں میں سے سیکھا یا خداوند کی خدمت کے وقت دیکھا تھا وہ حقیقتاً ایسی نئی قسم کی اُٹھنے کی زندگی کے ظہور کو قبول کرنے کے بدلے میں رد کرنے کی طرف اپنی رغبت دلاتا تھا۔ سرپتا کی بیوہ کا لڑکا سونمیت کا بچہ جیایرس کی بیٹی نائین کی بیوہ کا اکلوتا بیٹا اور خود لعزر بھی موت سے اٹھا تھا۔ لیکن صرف انھیں پہلی طبیعتوں اور جسمانی حالتوں میں۔ اور آخر کار سب مرگئے اس کے خلاف رسولوں نے اپنے خداوند کو ایسی حالت میں دیکھا کہ جس کی مثال اسوقت تک انسانی تجربہ میں نہیں آئی تھی۔ آواز وہی تھی پاؤں اور پسلی میں نشان تھے وہ روح نہ تھی جیسے رسولوں نے چھوا بدن گوشت اور ہڈیوں سے بنا ہوا تھا۔ وہ اُن کے درمیان آکر کھڑا

ہو سکتا تھا۔ جو خوراک وہ اُس کو دیتے تھے اُس کو ہضم کر سکتا تھا۔ وہ اُن کی مجلسوں میں دیر تک ٹھہر سکتا تھا۔ توبھی وہ وہی نہ تھا۔ اگرچہ بڑی ہمدردی اور بے انتہا مہربانی اور تعلیم کی طاقت اختیار میں وہی تھا لیکن اور باتوں میں وہ مختلف تھا۔ وہ آتا ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ کہاں سے۔ وہ جاتا ہے پر ہم نہیں جانتے کہ کہاں کو۔ زمین پر اب اُسکا رہنا متواتر نہیں ہے۔ وہ زمانی و مکانی تمام حدود سے جنمیں پہلے محدود تھا اب آزادہ ہوگیا لیکن کچھ کم نہیں ہوا بلکہ کچھ زیادہ شامل ہوا۔ فانی غیر فانی کو پہن چکا۔ مرنے والا ہمیشہ زندگی کو۔ اقر ۱۵/۵۴۔ ہماری انسانی ذات کا جلال شروع ہوا۔ اگرچہ ابتک کامل نہیں ہوا۔

۱۲۔ تواریخی واقعات جنکو مسیح کی قیامت بغیر سمجھنا مشکل ہے۔

ہمارے خداوند کی قیامت کے روحانی مطلب کے بیان کرنے سے پہلے لازم ہے کہ ہم اسبات پر لحاظ رکھیں کہ دُنیا کی تواریخ میں سنہ عیسوی کے شروع سے کئی ایک مشہور حقیقتوں کا سبب سمجھنے کے لیئے کوئی ایسا واقعہ نہایت ضروری ہے۔

(۱) ان میں سے پہلے عیسائی کلیسیا ہے۔ اسکا شروع تواریخی زمانہ میں ہوا ہے اس لیئے ہم اس سے بے پروا نہیں رہ سکتے۔ اس بڑے تعین (Institution) کی موجودگی ایک نہایت عجیب حقیقت ہے۔ سنہ ۳۰ء سے پہلے وہ موجود نہ تھی۔ اس وقت سے اُس کی تاثیر اور بڑے بڑے نتیجے دنیا کے لوگوں میں جاری ہیں۔

(ب) رومی سلطنت کا مسیحی ہونا۔ کہتے ہیں کہ معجزوں کا بڑا معجزہ جو سوکھے ہوئے سمندروں اور ہٹ کے ہوئے پہاڑوں سے بھی بڑا تھا یہ تھا۔ کہ اگستس جو اپنے تخت پر روم کے بڑے دیوتاؤں کا بڑا دیوتا جو خود اپنی رعایا کے لیئے ایک خدا تھا اپنی سلطنت کے صوبہ کے ایک مصلوب کا پرستار بن گیا۔

(ج) پھر خداوند کے دن کی یادگاری۔ چاہے ہم اُس کے آغاز کے زمانہ پر یا جن

لوگوں نے اُسے پہلے قبول کیا اُن کی پہلی ترتیب یا قدیم اعتقادوں کے ترک کرنے پر یا سبت کی نسبت خیالوں کی بڑی تبدیلی پر غور کریں بغیر کسی ایسے واقعہ کے جو اُس کا مطلب ظاہر کردے یہ ایک بالکل غیر مفہوم ظہور رہتا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

(د) خداوند کے دن کی مانند ایسٹر کا دن بھی ہے۔ کیا سبب ہے کہ یہ دن دنیا کے سب سے تہذیب یافتہ لوگوں میں اس درجہ تک پہونچا ہے کہ عیسائی سال کے تمام تہواروں میں وہ سب سے بڑا دن ہے۔ کیا سبب ہے کہ ہمارے ملک میں اس بڑی عید نے بہار کی دیوی کی قدیم پوجا کو موقوف کردیا ہے۔

(ہ) پھر پاک عشار کا ماننا اور قبول کرنا۔ اگر یہ رسم اُس بڑی فتحمند موت کی بیشمار فتوحات میں سے ہر ایک عشار کے وقت صرف ایک اور فتح کی یاد دلاتی ہے۔ اگر وہ شامل ہونے والوں کو صرف پہلے شاگردوں کی پوری نا اُمیدی کو یاد دلاتی ہے تو کس لیئے۔ ایسی لگاتار ہوتی چلی آئی ہے۔ کیا سبب ہے کہ وہ مشرق سے اگر مغرب کی بڑی تہذیب یافتہ قوموں میں مقبول ہوئی ہے اور قدیم قربانیوں کے انتظام کو جو کہ نہایت مستحکم قسم کی عبادت تھی۔ گمنامی کی تاریکی میں ڈال دیا ہے۔

(و) آخر کش کلوری کے واقعہ سے قُربانی کا اصطلاحی مضمون بہت کچھ جاری ہوا ہے۔ کہاں اور کچھ اس کی مانند ہے۔ وہ موت جو پنطوس پلاطوس کے وقت میں واقع ہوئی اُس کے ظاہری احوال میں ایسا اصطلاحی مضمون پیدا کرنے کے لیئے کون سی بات تھی۔ اس کلام میں کون لوگ شامل تھے۔ صدوقیوں کا ایک سردار کاہن رومی صوبہ کا ایک حاکم اور گلیل کی چوتھائی کا حاکم اور یہودیوں کا ایک غصہ ور گروہ۔ کہتے ہیں کہ اگر یہ حقیقی انسانی قربانی جیسی پیشتر کبھی نہ ہوئی تھی۔ جب پہلے انسانی قربانی گذرانے والوں کو بتائی جاتی تو اُن کو کیسی تعجب کی بات معلوم ہوتی۔ یہاں نہ مذبح نہ تھا نہ قُربانی گذرانے کی رسم نہ ظاہری کاہن نہ کوئی اسکی

زندگی یا اُس کی موت سے کہہ سکتا کہ یہ ایک قربانی ہے۔ اس کی پاکیزہ اور دلیرانہ زندگی نے لوگوں کی غیرت کو اُبھارا۔ جس کے سبب وہ مارا گیا وہ ملکی حکومت کے سزا سے مرا اور آسمان میں وہی موت قربانی کے طور پر جو دنیا کے گناہ کو لیجاتی ہے سفارش کرتی ہے۔ مگر جبکہ کوئی واقعہ بیچ میں آئے جو اُس کی ذلت کی صورت کو بدل ڈالے۔ ایک تواریخی زمانہ میں جبکہ ہزارہا قربانیاں رومی سلطنت کے ہر ایک شہر میں روزمرہ گذرانی جاتیں تھیں جن لوگوں کے مذہبی وقوف نے اُن کو انسانی قربانی کے خیال سے نفرت کرنا سکھایا تھا۔ جنھوں نے اپنے مالک کی موت کے خیال ہی کو جب وہ بارہا اُس کی پیشین گوئی کرتا تھا خوفناک سمجھا جو اُس کی موت کے وقت اُس کو چھوڑ کر بھاگے ان لوگوں نے اس کے بعد اُس کو سچا اور حقیقی فسح کا برہ کہا (۱ کر ۵ ۷) کہ اُس نے اپنے خون کے وسیلے سے چھٹکارہ یعنی گناہوں کی معافی خریدی (افسی ۱ ۷) کہ اُس نے اپنے خون کے سبب جو صلیب پہ بہا صلح حاصل کی (قلسی ۱ ۲۰) کہ اُس نے ایک نیا اور اچھا عہد شروع کر کے ساری چیزوں کو اپنے سے ملا لیا (قلسی ۱ ۲۰) اگر ہمارے خداوند نے دنیا کے پہلے ایسٹر ڈے پر مُردوں میں سے جی اُٹھکر موت کے بند کو حقیقتاً نہیں کھولا تو ایسے عجیب اصطلاحی مضمون کا کونسا کافی بیان ہو سکتا ہے۔

۱۳۔ ہمارا خداوند اپنے جی اُٹھنے سے اپنی ہی پیشگوئی کو پورا کرتا ہے

ہمارے خداوند کی قیامت کی بھاری دینی تعلیم ایسی عمدہ ہے کہ کلیسیا کی تمام ترکیب اور مسیحی کل ایمان اُسپر منحصر ہے:۔

(۱) اُس نے اِس حقیقت پر کہ میں پھر جی اُٹھوں گا اپنا الٰہی قول دیا تھا۔ (۱) اپنی خدمت کی پہلی عید فسح پر جب قوم کی دینی سرداروں نے اُسکے اختیار کا نشان طلب کیا تو اُن کے جواب میں اُس نے کہا "اِس ہیکل کو ڈھادو

اور میں اسے تین دن میں کھڑا کرونگا (یوحنا ۲۰ و ۲۱/۲) اور مقدس یوحنا کہتا ہے کہ وہ اُسوقت اپنے بدن کی ہیکل کی بابت کہتا تھا۔

(۲) اسکے بعد تین بار اول صورت کے تبدیل ہونے سے آگے۔ دوسرے اس واقعہ کے بعد۔ اور تیسرے یروشلم کے آخری سفر میں بھی پیشین گوئی پھر کرتا ہے۔ کہ تین دن بعد جی اُٹھوں گا (مرقس ۳۴/۱۰)

(۳) جو کچھ اُس نے اس طرح خلوت میں اپنے شاگردوں سے وہی علانیہ یہودیوں سے بھی کہا۔ باپ اس لیئے مجھے پیار کرتا ہے کہ اپنی جان دیتا ہوں تاکہ میں اُسے پھر لوں۔ کوئی شخص اسے مجھ سے نہیں لیتا پر میں اسے آپ سے دیتا ہوں۔ میرا اختیار ہے کہ اسے دوں اور میرا اختیار ہے کہ اسے پھر لوں (یوحنا ۱۸/۱۰)

(ب) اب وہ اس قول کو پورا کرتا ہے کیونکہ:۔

(۱) اپنی جان دینے اور پھر لینے کے لیئے باپ سے جو زندگی کا منبع اور سرچشمہ ہے اختیار پاکر۔ اُس نے فی الحقیقت اسے پھر لیا اپنے بدن سے اپنی روح کو ملایا اور اپنے تیئں زندہ کیا۔

(۲) ایک دن اور دو رات قبر میں رہنے کے بعد جبکہ ایک بھاری پتھر دروازہ پر ڈھلکا تھا اور رومی پہرہ والے دشمن یا دوست کو روکنے کے لئے کھڑے تھے تیسرے دن جلال کے ساتھ زندہ ہو کر ظاہر ہوا۔

(۳) اسطرح وہ جو موت کی کوٹھری میں اور قبرستان کی راہ پڑا اور خود قبر میں غالب ہوا تھا۔ اب آخر کار اپنے ہی ذات میں موت پر غالب آکر ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

(۴) اُسکا جی اُٹھنا اُس کی الوہیت کا ثبوت ہے۔ اس طرح اُس نے نہ صرف اپنی ہی پیشین گوئی کو پورا کیا۔ لیکن اپنے جی اُٹھنے سے یہ بھی ثابت کیا کہ میں خدا ہوں۔ جو صرف انسان ہے وہ اپنے تئیں زندہ نہیں کرسکتا۔ جی اُٹھنا بغیر کسی انسانی

امداد کے سب سے بڑے معجزہ یعنی خلقت کے برابر ہے۔ پیدا کرنا اور پھر زندہ کرنا یہ دونوں کام ایک ہی قسم کے ہیں۔ پیدا کرنا نیستی پر قدرت کی فتح ہے۔ جی اُٹھنا موت پر جو نیستی کی مانند ہے اسی قدرت کی فتح ہے۔ علم طبعی نے عجیب کام کیئے ہیں اُس نے فطرت کی قوتوں کو اپنے تابع کر لیا ہے۔ اُس نے بہت کچھ پورا کیا ہے جس سے سائنٹکیز کا کلام سچ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی چیزیں زور آور ہیں۔ لیکن انسان سے کوئی زور آور نہیں۔ کوئی حکیم کبھی یہ اُمید نہیں رکھتا کہ موت کے کام کو نیست کرسکے یا اُس کو ہمیشہ تک روک رکھے۔ جس نے کہا کہ میرا اختیار ہے کہ اپنی جان دوں اور میرا اختیار ہے کہ اُسے پھر لوں۔ وہ ایسا بولا جیسا کوئی آدمی کبھی نہیں بولا نہ بول سکا۔ پس جیسا کہ ہمارے خداوند نے اپنے تجسم کی زندگی اور موت سے ہم پر اپنی انسانیت کو ثابت کیا۔ ویسا ہی اپنی جان پھر لینے سے اُس نے ثابت کیا کہ میں آدمی سے بڑا بلکہ خدا ہوں۔ اُس نے پہلے خلقت کے فعل کو جو عالم کی تواریخ میں پہلی حقیقت ہے ایک نئی خلقت کے ساتھ جسکا کہ وہ بانی و سرچشمہ ہے ملایا۔ اُس کے جی اُٹھنے پر اُسکی الٰہی ذات کا اندرونی جلال جو ابتک اُس کی فروتنی کے نقاب کے نیچے پوشیدہ تھا۔ ظاہر ہوا اور جبکہ اُس نے قبر کے بند توڑے وہ جی اُٹھا ہوا خدا ظاہر ہوا۔ (رومی ۴/۱)

۱۵۔ اُسکا جی اُٹھنا ہمارے راستباز ٹھہرائے جانیکا یقین ہے

لیکن اُس کی الوہیت کو ثابت کرنے کے سوائے ہمارے خداوند کا جی اُٹھنا ہمارے راستباز ٹھہرنے سے حقیقی نسبت رکھتا ہے۔ اُس سے اس کفارہ پر جو اُس نے اپنی کامل فرمانبرداری کی زندگی اور صلیبی موت سے دیا الٰہی مقبولیت پر مہر کی گئی۔ اس لیئے مقدس پولوس اُس کی قدر و منزلت نہ صرف اُس کے دُکھ کے درجہ تک بلکہ اُس سے زیادہ بڑھاتا ہے۔ تب ہی اس نجات کا تیقن جو ہمارے خداوند نے

حاصل کی آسمان و زمین میں بخوبی ظاہر ہو گیا "   اس کی موت سے ہم جانتے ہیں کہ اس نے گناہوں کے لیئے دکھ اٹھایا اس کے جی اٹھنے سے ہم یقین رکھتے ہیں کہ جن گناہوں کے لیئے اس نے دکھ سہا وہ اس کے نہ تھے اگر کوئی آدمی گنہگار نہوتا تو وہ نہ مرتا۔ اگر وہ خود گنہگار ہوتا تو وہ پھر جی نہ اٹھتا۔ لیکن جو گناہ ہم نے کیئے تھے ان کے لیئے مر کر وہ مُردوں میں سے جی اٹھا۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لیئے کہ اس نے اسکا پورا جرمانہ ادا کیا تاکہ ہم اس پر ایمان لانے کے سبب اپنے گناہوں سے معافی پائیں اور راستباز ٹھہر جائیں اس لیئے وہ پہلا انعام جو کہ اس نے دینا کے پہلے ایسٹر ڈے پر عطا کیا گناہوں کی معافی تھا اس نے رسولوں سے کہا کہ جن کے گناہوں کو تم بخشو ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ جنھیں تم نہ بخشو نہیں بخشے جاتے (یوحنا ۲۰/۲۳)۔ مسیح کی دوامی زندگی ہمارے گناہوں کی معافی کا ایک سرچشمہ ہے۔ اگر وہ جی نہیں اٹھا۔ اگر وہ دوسرے لوگوں کی مانند انتقال کر گیا اور پھر دیکھائی نہیں دیا تو ہمارا ایمان بے فائدہ ہے۔ ہم اب تک اپنے گناہوں میں ہیں اور انکی قصورواری اور سزا سے رہائی پانے کا یقین نہیں ہے (اقر ۱۵/۱۷) جب خدا نے ہم سے جس وقت کہ ہم دشمن تھے اپنے بیٹے کی موت کے سبب میل کیا پس اب ہم میل پاکر اس کی زندگی کے سبب کتنا ہی زیادہ بچ جائیں گے۔ (روم ۵/۱۰)۔ لیکن وہ زندگی ضرور حقیقی ہونی چاہیئے۔ مسیح کی موت انسان کا ملاپ کرانے کو اور اس رکاوٹ کو جو کہ انسان کو خدا سے الگ رکھتی تھی۔ دور کرنے کے لیئے کافی تھی۔ لیکن بغیر اس کے جی اٹھی ہوئی زندگی کے اس موت کے نتائج میں کچھ شراکت نہیں ہو سکتی تھی۔ مسیحی نہ صرف ایک ہی کام کے طفیل سے جو مسیح نے اٹھارہ سو برس گزرے انسان کے لیئے کیا بلکہ بباعث اس کی دوامی زندگی کے جو خدا کے دہنے ہاتھ پر ہے اپنے خداوند سے رفاقت رکھتا اور گناہوں کی معافی پاتا ہے۔ مسیح پر ایمان

ایک فعل کے نتیجوں کی طرف جو ایکبار سبھوں کے لیئے کلوری پر واقعہ ہوا ایک دلی رجوع نہیں ہے بلکہ ایک شخص کی طرف پہونچنا جو حقیقتاً موجود زندہ خداوند ہے۔ مقدس پولوس پوچھتا ہے کون سزا کا حکم دیگا مسیح جو مر گیا بلکہ جی بھی اٹھا اور خدا کے دہنے ہی طرف بیٹھا ہے وہ تو ہماری سفارش کرتا ہے۔ روم ۸/۳۴۔

۱۶۔ جی اُٹھا ہوا خداوند۔ ہمارے لیئے فضل کے وسیلوں کا سرچشمہ ہے۔ علاوہ اس کے جبکہ ہمارا جی اٹھا ہوا خداوند زندہ ہے اس لیئے ہم بھی جیتے ہیں (یوحنا ۱۴/۱۹) ہماری ذات کی تونگری اور سرفرازی بالکل اس سے ہوتی ہے جیسا کہ پہلا آدم ہمارے فطری وجود کا سرچشمہ زمین سے خاکی تھا اور صرف خاکی آدمی پیدا کر سکتا تھا۔ ویسا ہی مسیح ہمارا دوسرا آدم آسمان سے ہے اور جہاں تک پہلا آدم ہمیں خراب کرنے اور غلام بنانے پر قادر تھا وہاں تک وہ پاک کرنے اور نجات دینے پر قادر ہے۔ ہماری انسانی ذات کو اپنی آلہی ذات کے ساتھ لازوال اتحاد میں ملا کر وہ اس کے لیئے جلانے والی روح بن گیا (اقر ۱۵/۴۵) زندگی کا سوتا جو اس سے نکلتا ہے تمام نسل میں پھیل سکتا ہے اور پھیلے گا اور جیسا کہ وہ زندگی جس میں کہ وہ جی اٹھا نہ صرف روح کی بلکہ ایک بلند شدہ اور جلال یافتہ بدن کی زندگی تھی۔ اب ویسا ہی وہ اب تک حقیقی اور کامل انسان رہ کر اپنے فضل سے ہمیں دیتا ہے۔ وہ اس پاک الہام کا سوتا و سرچشمہ ہے جس سے جو چیزیں ٹھیک ہیں ان کو نہ صرف ہم خیال کرتے ہیں بلکہ رحمت بھی پاتے ہیں کہ انھیں عمل میں لائیں وہ ان سکرمینٹوں کے الٰہی فضل کا سوتہ و سرچشمہ ہے جو ہماری نئی زندگی کے وسیلے ہیں۔ اصطباغ میں ہم اس کے بدن کے عضو بنتے ہیں (روم ۱۲/۵ افسی ۵/۳۰)۔ پاک عشاء میں ہم اس کے بدن و لہو میں شریک ہوتے ہیں (یوحنا ۶/۵۶ اقر ۱۰/۱۶)۔

۱۷۔ اسکا جی اٹھنا ہمارے جی اٹھنے کی سند ہے۔ لیکن یہ بھی ہے

کہ اُس نے موت پر غالب آنے سے ہمارے لیئے ابدی زندگی کا دروازہ کھول دیا اگر وہ اپنے تجسم کے وقت عام لوگوں کی مانند آدمی بن جاتا تو نہ اُس کی موت نہ اُس کا جی اُٹھنا ہم پر کچھ تاثیر کرتا۔ لیکن جیسا کہ ہم اوپر دیکھ چکے جبکہ وہ ہمارے ساتھ ہم جنس بن گیا تب اُس نے ہماری کل انسانیت کو اپنے ساتھ ملا کر اُس میں موت پر فتح پائی۔ جبکہ ہم گوشت و خون میں شریک ہوئے ویسا وہ بھی اُس میں شریک ہوا تاکہ موت کے وسیلہ اُس کو جسکے پاس موت کا زور تھا یعنی شیطان کو برباد کرے۔ (عبرانی $\frac{۱۵}{۲}$-۱۴) پس جیسے کہ اُس کے تجسم کی ویسی ہی اُس کے جی اُٹھنے کی تاثیر تمام نسل تک پہونچتی ہے۔ اور تمام انسانیت اس میں تقدیرًا سرافراز کی گئی۔ اس لیے جیسا کہ پہلے آدم کی یگانگت کے سبب ہم سب مرتے ہیں ویسا ہی دوسرے آدم کی یگانگت کے سبب ہم سب جلائے جائینگے۔ لیکن ہر ایک اپنی اپنی نوبت میں مسیح پہلا پھل جی اُٹھا ہے۔ جس شام کو وہ مر گیا۔ جَو کی فصل کی پکی ہوئی پولی یروشلم کے قریب ایک کھیت میں سے کاٹی گئی تھی تاکہ خداوند کے حضور ہیکل میں تمام فصل کے لیئے بطور نمونہ کے ہلائی جائے (احبار $\frac{۱۳}{۹-۱۱}$) جو نسبت وہ پکی ہوئی پولی اس سال کی حقیقی فصل سے رکھتی تھی۔ وہی نسبت وہ شخص جو باغ کے قبر میں لیٹا تھا کل انسانیت سے رکھتا تھا۔ قبر کی اس خاموشی میں جہاں کہ موت پوری غالب آئی معلوم ہوتی تھی فسح کے لیئے آٹے کا پہلا جو مر خداوند کے حضور ہلایا گیا اور جب وہ قبر سے اٹھا تو انسانی ذات کی بڑی فصل جو قیامت کے دن پر ہوگی وہ گویا اُسکا پہلا پھل نمونہ ہو کر اُٹھا۔ اُس نے مقدس یوحنا سے کہا میں موا تھا اور دیکھ میں ابد تک زندہ ہوں۔ (مکاشفہ $\frac{۱}{۱۸}$) +

باب ششم

چھٹا مسئلہ

رسولوں کا عقائد نامہ

آسمان پر چڑھ گیا اور خدا باپ قادر مطلق کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔

نکایا کا عقائد نامہ

اور آسمان پر چڑھ گیا اور باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔

اتھاناسیس کا عقائد نامہ

آسمان پر چڑھ گیا باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔

۱۔ **علاقہ**۔ موت پر خداوند کے فتحمند ہونے کے اقرار کرنے کے بعد ہم اسبات کو بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے نتیجے اسوقت پورے نہ ہوئے تھے بلکہ وہ ایک دوسرے جلالی واقعہ کی تیاری تھے۔ یعنی اُسکا آسمان پر صعود اور خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھنا۔ اس مسئلہ میں سوائے اسکے کسی طرح کا فرق نہیں ہوا کہ لفظ "خدا" اور صفت "قادر مطلق" مغربی عقائد نامہ میں شامل ہوئے +

۲۔ **چالیس دن کا خاتمہ**۔ ہمارا خداوند اپنے جی اُٹھنے کے بعد چالیس دن تک نہ صرف وقتاً فوقتاً اپنے رسولوں پر ظاہر ہوتا رہا۔ اور اُن کو اپنی موت اور پیشین گوئیوں کی بابت یقین دیدیا (لوقا $\frac{۲۴}{۴۴ و ۴۵}$)۔ لیکن اُنکو اختیار بھی دیا کہ تمام قوموں کو انجیل سُنائیں اصطباغ دیں۔ پاک عشاء کی رسم ادا کریں اور گناہ کے بوجھ سے لدے ہوؤں کو مغفرت دلائیں (یوحنا $\frac{۲۰}{۲۱}$)

آخر کار یہ وقت تعلیم ختم ہونے لگا اور رسول شاہد خود خداوند سے آگاہی پاکر

گلیل چھوڑ کر یروشلم کو واپس آئے +

۳- بیت عنیا کی طرف چلنا - اس طرح رسولوں نے اپنے جی اُٹھے ہوئے خداوند کو دُکھ اُٹھانے کی جگہوں میں پھر ایکبار دیکھا اور اُسکا آخری حکم پایا کہ جب تک وہ روح القدس سے اصطباغ نہ پائیں اور عالم بالا سے قوت حاصل نہ کریں یروشلم سے باہر نہ جائیں (لوقا ۲۴/۴۹ - اعمال ۱/۴ و ۵) - آخرش اُسنے انہیں بیت عنیا اور زیتون کے پہاڑ کی طرف اپنے ساتھ آنے کا حکم دیا اُنہوں نے خیال کیا کہ اُن کے اُستاد پر کوئی عجیب بات واقع ہونے والی ہے اور کہ وہ اپنی بادشاہت جسکا انتظار تھا ابھی شروع کریگا اِس لیئے پُوچھنے لگے کہ اے خداوند کیا تو اسی وقت اسرائیل کی بادشاہت کو پھر بحال کیا چاہتا ہے لیکن وقتوں اور موسموں کا جاننا جو کہ باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا تھا اُن کا کام نہ تھا - اُن کا کام یروشلم اور تمام یہودیہ میں اور سامریہ میں بلکہ زمین کی حد تک اپنے خداوند کی گواہی دینے کا تھا (اعمال ۱/۷ و ۸) +

۴- صعود - وہ اس طرح کی بات کرتے ہوئے **بیت عنیا کی حد تک** زیتون کے پہاڑ کو اُسکے پیچھے ہو لیئے - وہاں اُنھوں نے اُس سے آخری برکت پائی اور جبکہ وہ اپنے ہاتھ اُٹھا کر اُنھیں برکت دے رہا تھا ایک عجیب تبدیلی واقع ہوئی - وہ اپنی ذاتی الوہیت کی قدرت سے اُن سے جُدا ہونے لگا (لوقا ۲۴/۵۱) - اور ایک بدلی آئی جس میں وہ زیتون کے پہاڑ سے بلند ہوا اور اُن کی نظر سے آسمان میں اُٹھایا گیا (اعمال ۱/۹) اور جبکہ وہ نظروں سے زیادہ زیادہ چھپتا جاتا تھا گیارہوں بہت دیر تک کھڑے رہ کر آسمان کی طرف تک رہے تھے (اعمال ۱/۱۰) - آخرش دو فرشتے سفید پوشاک پہنے ہوئے اُن سے بولے اے گلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے

ہو - یہی یسوع جو تمھارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا اِسی طرح جس طرح تم نے اُسے آسمان کو جاتے دیکھا - پھر آئیگا - (اعمال ۱/۱۱) +

۵- صعود کی کیفیت اپنی سچائی کو - (۱) اپنے عجیب اطمینان سے - (۲) اپنے مفصل بیان سے ثابت کرتی ہے +

(ا) عجیب اطمینان -

انجیل کے تمام واقعات میں اگر کوئی ایک بات بھی ہو جسکا کوئی عام کاتب بلاشک و شُبہ بیان کرتا تو صعود وہ واقع ہے - ایسی زندگی کا ایسا خاتمہ خاص طور پر بیان کرنا لازمی معلوم ہوتا ہے - لیکن جیسا دُکھ اُٹھانے کے بیان میں تعجب یا خفگی کا اور جی اُٹھنے کے بیان میں فتح کا کوئی ایک لفظ بھی ظاہر نہیں ہوتا ویسا ہی یہاں بھی ہے - انجیل نویس اِس طرح اسکا بیان کرتے ہیں کہ گویا اُس میں اور ہمارے خداوند کی زندگی اور باتوں میں کچھ فرق نہیں ظاہر ہے کہ وہ صعود کو تجسّم کی زندگی کا اصلی نتیجہ و خاتمہ سمجھتے تھے +

(ب) اسکا مفصل بیان -

جی اُٹھنے اور صعود کے بیان میں ایک بات کا خاص فرق ہے - خداوند کے جی اُٹھنے کا خاص ٹھیک وقت اور جب اُٹھا کیسا دیکھائی دیتا تھا - کوئی نہیں جانتا کیونکہ کسی نے نہیں دیکھا - لیکن جب وہ چڑھا نہایت ضرور تھا کہ لوگ اُسکے آسمان پر جانے کا جہاں کہ وہ زمانہ کے اول (یوحنا ۱۷/۵) باپ کے ساتھ تھا - یقین کریں تب وہ بہت سے گواہوں کے سامنے گیا - نہ جلدی اور بغیر دیکھائی دینے کے حنوک کی مانند جو غائب ہو گیا اِسلیئے کہ خدا نے اُسے لے لیا (پیدائش ۵/۲۴) - اور نہ

خوفناک واقعات کے ساتھ ایلیاہ کی مانند جو کہ آتشی رتھ میں آتشی گھوڑوں کے ساتھ آسمان پر گیا (۲ سلا ۲/۱۱) بلکہ آہستہ آہستہ اور خاموشی سے بغیر دُھوم دھام کے ایسے طور سے کہ اُسکے گواہوں کے دلوں میں اُس کی حقیقت کا کچھ شک باقی نہ رہا ۔

۶۔ علامتیں پوری ہوئیں۔ اِسطرح جیسا کہ سردار کاھن کا کفارہ کے دن پر قدس الاقدس میں داخل ہونا علامتاً بتلاتا تھا۔ اور جیسا زبور نویسوں نے جبکہ عہد کا صندوق یبوس کے مفتوح قلعہ کے دروازوں میں سے گذرا۔ پیشینگوئی کے وسیلہ سے بیان کیا تھا اور جیسا اُس نے خود کئی دفعہ پیشینگوئی کی تھی ہمارا خداوند فتحمندی کے ساتھ عالم بالا پر چڑھ گیا۔ اس طرح سے وہ اپنے جلال میں داخل ہوا ۔ اور تمام اختیار اور تمام خاص حق اور بہت کچھ جس سے اُس نے اپنے آپ کو خالی کیا تھا جب انسان ہونے کو قبول کیا پھر لے لیا۔ اِس طرح وہ خدا کی حضوری میں سارے آسمانوں پر چڑھ گیا (افسی ۸/۴)۔ سب سے اعلےٰ مکان میں شاندار جلال میں بزرگ آسمان میں مقدس بارگاہ میں اور سب سے اعلےٰ جلال کی جگہ میں یعنی جہاں کہ وہ ہماری انسانیت لینے سے پہلے اپنی الوہیت کے جاہ و جلال میں رہتا تھا وہاں وہ چڑھ گیا ۔

۷۔ وہ خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ اسکے بعد جو کچھ کہ عالم بالا پر جا کر کرتا ہے وہ عقائد ناموں میں بیان ہوتا ہے۔ لکھا ہے کہ وہ خداوند قادر مطلق باپ کے دہنے ہاتھ پر بیٹھا ہے۔ مقدس مرقس صریحًا کہتا ہے کہ :۔ غرض خداوند انہیں ایسا فرمانے کے بعد آسمان پر اُٹھایا گیا اور خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے (مرقس ۱۹/۱۶)۔ مقدس پولوس یہی کہتا ہے کہ " خدا نے مسیح کو مُردوں میں سے جلایا اور اُسے اپنے دہنے آسمانی مکانوں پر بٹھایا۔

(افسی ۲۰/۱)۔ اور عبرانیوں کے خط میں بھی مذکور ہوتا ہے کہ مسیح ایک ہی قربانی ہمیشہ کے لیئے گذرانکر خدا کے دہنے جا بیٹھا (عبرانی ۱۲/۱۰) ۔

۸۔ بیٹھنے کے معنی۔ خدا روح ہے جبکہ جسم و جزو نہیں اور اس لیئے اُس کے ہاتھ بھی نہیں۔ اسلیئے ہم نہ سمجھیں کہ خدا کے دہنے بیٹھنے سے ہمارے خداوند کے جسم کی کوئی حالت پائی جاتی ہے کیونکہ ایک مقام پر مقدس پولوس صرف اتنا کہتا ہے کہ وہ خدا کے دہنے ہاتھ ہے (روم ۳۴/۸) اور مقدس استیفان کہتا ہے کہ میں ابن آدم کو خدا کے دہنے ہاتھ کھڑے دیکھتا ہوں (اعمال ۵۶/۷) ان لفظوں کے معنی یوں سمجھنا چاہیئے کہ جیسا آدمیوں کے درمیان دہنے ہاتھ سب سے بڑی عزت کی جگہ ہے اسلیئے خدا کے ہاتھ سے اُسکی بے نہایت جلالی عظمت مراد ہے اور خدا کے بیٹے کو قدرت مہربانی اور فرحت کی تمام فضیلت اور آسمانوں کے آسمان میں ازحد عزت کی جگہ ہے اور ازحد جلال اور راحت بھی ہے ۔

۹۔ اُسکا ہماری انسانی حالت میں بیٹھنا۔ علاوہ بریں ہمارا خداوند اس جگہ پر نہ صرف اپنی ہی ذات میں جیسا کہ تجسم سے پہلے تھا بلکہ اس انسانیت میں ملبس ہو کر جسکو اُسنے اپنی الوہیت کی لاحل یگانگت میں پہنا تھا بیٹھا ہے۔ انسانیت جو اُس نے زمین پر پہنی تھی صعود پر کالعدم نہ ہوئی اور نہ خدا کے جلال و عظمت میں محلول ہو گئی جو کچھ کہ جی اُٹھنے سے شروع ہوا وہی صعود سے پُورا ہوا جیسا کہ اُس وقت ہماری ذات کا ہر ایک جزو باقی رہا اور کچھ کم نہ ہوا بلکہ کچھ زیادہ شامل ہو گیا ویسا ہی صعود کے وقت بھی تھا اُس کی فانی ذات کی ہر قسم کی حد و قید البتہ ابد تک ختم ہو گئی تھی۔ لیکن تو بھی وہ ہماری انسانیت تھی جسکو کہ وہ آسمانوں کے آسمان کے درمیان اُٹھا لیگیا

جس صورت پر کہ آسمانی لشکر کے ہزار ہا ہزار جبکہ وہ خدا کے تخت کی طرف چڑھتا رہا عبادت میں تکتے رہے۔ وہ صورت نہ تھی جسکو اُنھوں نے دیکھا تھا جب وہ کلام تھا اور خدا کے ساتھ تھا۔ اور خدا تھا (یوحنا ۱/۱) لیکن کلام کی صورت جو جسم بن گیا تھا اور کلام کی صورت ہماری جلالی انسانیت میں ایسی ملبس ہوگئی کہ جیسی الوہیت اُس کی ذات تھی ویسی ہی انسانیت اُسکی ذات بنگئی تھی۔

۱۰- اُسکے بیٹھنے کا مقصد۔ لیکن ہم اپنے خداوند خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھنے کو یُوں نہ سمجھیں کہ گویا اُس سے بے شغلی کی حالت مراد ہے اُس نے کہا کہ اگر تم مجھے پیار کرتے تو تم میرے اِس کہنے سے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں خوش ہوتے (یوحنا ۱۴/۲۸)۔ اور فی الحقیقت خوش ہونے کا سبب ہے کیونکہ بلند ترین آسمانوں میں اسکا کام کُچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہوتا ہے۔ جبکہ باپ ابتک کام کیا کرتا ہے ویسا ہی وہ بھی کیا کرتا ہے (یوحنا ۵/۱۷) وہ اپنی موت اور جی اُٹھنے سے پہلے آدم کی مانند جیتی جان نہیں بلکہ بہت زیادہ جلانے والی اور زندگی بخشنے والی روح بن گیا (۱ کر ۱۵/۴۵)۔ دوسرا آدم ہوکر وہ نہ صرف اپنے باپ کے سامنے وکیل تھا بلکہ اُس سے حقیقی علاقہ رکھتا تھا۔ وہ کامل درمیانی کُل مختار بادشاہ سردار کاہن اور خدا کی کلیسیا اور لوگوں کا بڑا نبی تھا۔ اور اپنے صعود کے سبب ان سب عہدوں کے بجا لانے میں اور اُن کے سب حقوق حاصل کرنے میں قائم کیا گیا وہ ان عہدوں کے کام کو کم وبیش اِس دنیا میں بجالایا اور ان حقوق کے حاصل کرنے کے لیئے یہاں بنا ڈالی لیکن اُس نے سب کا بجالانا اور قبضہ میں لانا آسمان پر جانے سے اور وہاں کے بیٹھنے سے حاصل کیا۔

۱۱- اُسکے کہانت کے عہدے کی علامت۔ ہمارے خداوند کی کہانت

کے عہدے کی سب سے بڑی علامت کفارہ کے بڑے دن کی تھی جس کو یہودی لوگ کاہنوں اور لوگوں کے گناہوں کے واسطے قومی عجز وانکسار اور کفارہ کا بڑا دِن مانتے تھے۔ اس دن میں عام کاہنوں کے عوض سردار کاہن اکیلا خدمت بجالاتا تھا۔ بڑی طہارت کے بعد وہ اپنا جلیل لباس نہیں بلکہ سفید سوتی کپڑے جو وہ اور دوسرے کاہن پہنتے تھے پہنتا اور اس دن کے خاص کفّارہ کی قُربانیاں یعنی اپنے اور اپنے عہدے کے لیئے جنھیں اُس نے پیسے سے خریدا تھا اور لوگوں کے لیئے دو بکرے جو بیت المال سے خریدے گئے تھے لاتا۔ وہ بکروں پر دو چٹھیاں ایک یہوداہ اور دوسری عزازیل کے لیئے ڈالتا۔ تب جانوروں کو جو کہانت کی نذریں تھے ذبح کرتا۔ پیتل کے مذبح پر اور کفّارہ گاہ پر قدس الاقدس کی اندھیری کوٹھری میں خون کے سات بار چھڑکنے سے قربانی کا کام ختم کرتا تب وہ سونے کے بخوردان میں خوشبو جلا کر ہیکل میں دھواں پھیلنے تک منتظر رہتا۔ اس طرح وہ اپنے اور اپنے عہدے کے لیئے کفارہ گذران کر اس بکرے کو جسپر یہوداہ کے لیئے چٹھی پڑی تھی لوگوں کے گناہ کی قُربانی کے لیئے ذبح کرتا اور جیسا کہ کہانت کے کفّارہ کے لیئے کیا تھا ویسا ہی قدس الاقداس میں لہو چھڑکتا اور لوٹتے ہوئے پاک جگہہ کو اور بخور کے مُنہرے مذبح کو پاک کرتا۔ تب وہ سامنے آکر مودبانہ لوگوں کے گناہوں کا اُس بکرے پر جسپر عزازیل کے لیئے چٹھی پڑی تھی اقرار کرتا اور اُس کو اپنے خطرناک علامتی بوجھ سے لدے ہوئے ایک آدمی کے ہاتھ ویرانے میں جہاں سے وہ پھر نظر نہ آئے بھجوا دیتا۔

۱۲- اُسکے سردار کہانت کا عہدہ۔ یہودی سال کے اُس بڑے دن

گئے خاص اشارے کے معنی عبرانیوں کے خط میں بتلائے جاتے ہیں۔ جیساکہ یہودی سردارکاہن پردہ کے درمیان قدس الاقداس کے پیچھے گیا ویساہی ہمارا خداوند نہ الوہیت کا لباس پہن کر بلکہ ہماری عام انسانیت کے جامے میں ہوکر حقیقی قدس الاقداس بلند ترین آسمانوں میں داخل ہوا جیسے کہ یہودی سردار کاہن جب مقررہ جانوروں کو ذبح کرتا تو اپنی قربانی کے کام کو پورا نہیں بلکہ شروع کرتا تھا ویسے ہی ہمارا خداوند جبکہ وہ اپنے تئیں صلیب کے مذبحہ پہ گذرانتا تو اپنی قربانی کے کام کو پورا نہیں بلکہ شروع کرتا تھا۔ اُس نے فی الحقیقت صعود ہی کے وقت اپنی کہانت اور درمیانی کے عہدے کا کام پورے طور سے شروع کیا۔ تب وہ سچ مچ پردہ کے درمیان گذرکر اپنے دُکھ کے جلالی زخم لیئے ہوئے باپ کے حضور اپنی کفارہ والی قُربانی کی تاثیر بتانے کو زندہ رہتا ہے۔ پھر جیساقدس الاقداس کی اندھیری کوٹھری میں یہودی سردار کاہن قربانی کا کام کفارہ گاہ پر لہو چھڑکنے سے جاری رکھتا اور اپنی قوم کی سفارش کرتا ویساہی ہمارا ابدی سردار کاہن اس رازدار دنیا میں جہاں کہ ہمارے خیال فوراً گم ہو جاتے اب تک آدمی ہوکر آدمیوں کے لیئے کام کرتا ہے۔ وہ ابتک ہماری کمزوریوں اور انسانی تکلیفات کے پورے راز کی کامل واقفیت رکھتا ہے کیونکہ وہ اس دنیا میں اُن سے واقف ہوا تھا اور وہ اپنی کامل محبت معرفت اور ہمدردی سے ہمارا درمیانی ہوکر اب تک ہمارے لیئے سفارش کرتا ہے اور اُسکی سفارش کے وسیلہ ہماری دعائیں فضل کے تخت کی طرف چڑھتی اور مقبول ہوتی ہیں اس لیئے اُسکی سفارش اور درمیانی ہونا ایک دوامی فعل ہیں کیونکہ وہ نہ صرف ایک بار سردار کاہن تھا بلکہ متواتر سردار کاہن رہتا ہے۔

اور جیساکہ اُس کی کہانت ابدی ہے ویساہی اُس کی سفارش باپ کے سامنے ایک قُربانی کا جو اُس نے صلیب پر ایک بار گذرانی مدامی اظہار ہے (مکاشفہ ۵/۶)

۱۳۱۔ نبی کا عہدہ ۔ علاوہ ازیں وہ کہانت کے عہدہ کے سوا نبی کا عہدہ بھی رکھتا ہے۔ جیسے کہ وہ اپنے تجسم سے پہلے باپ کا کلام تھا جس نے اکیلے اُسکو ظاہر کیا اور جیساکہ تجسم کی زندگی کے وقت اُسنے آپ میں حقیقی نبی کے سب کام ملالیئے اور لوگوں کے درمیان ظاہر کیئے ویساہی اب بیجد قدرت کے ساتھ انہیں کاموں کو پورا کرتا ہے۔ اسمیں حکمت اور معرفت کے سارے خزانے چھپے ہیں (قلسی ۲/۳) اور روح القدس کی یگانگت میں وہ زمانہ بزمانہ کلیسیا کے دل کو اُن سب باتوں میں جو خود اُسکے نبوی کاموں سے تعلق رکھتی ہیں روشن کرتا ہے جیساکہ وہ زمین پر ہمیشہ باپ کے نام سے کلام کرتا تھا ویساہی اپنے آسمانی تخت پر سے ہر ایک چیز کا جو کلیسیا کی عرفان و حکمت کی ترقی سے تعلق رکھتی ہے انتظام کرتا ہے اور اپنے زمینی قایم مقاموں کی خدمت کے وسیلہ اُن کی متواتر بشارت کے ذریعہ اپنے نبوی عہدے کو کام میں لاتا ہے۔ روح القدس کی تحریک سے اپنی سب باتیں جو انجیل میں اُس کی مرضی ظاہر کرنے کے لیئے مندرج ہیں وہ اُن کو یاد دلاتا ہے اور ہمیشہ اُن کو نئی قوت اور زور بخشتا ہے یہاں تک کہ وہ متواتر نئی سچائی و حکمت کو مختلف زمانوں کی ضرورتوں کے لیئے ظاہر کرتے ہیں۔ ہم مان لیتے ہیں کہ کلیسیا میں عقل جتنی ترقی کرتی جاتی ہے اُسی کے وسیلے سے ہے۔ اور اگر اُسکے تجسم کے بعد کے زمانوں میں سچائی کی سمجھ کی حدتک ترقی ہوئی اور اس سبب سے پہلے کی نسبت عمدہ چال چلن ظاہر ہوا ہے تو وہ اسی کی مدامی کارپردازی کے سبب سے ہے جو کہ فی الحقیقت اب بھی جیساکہ دُنیا کے پہلے زمانوں میں وہ نور ہے کہ ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔ (یوحنا ۹/۱) +

۱۴- بادشاہی عہدہ - کہانت و نبوت کے عہدہ کے علاوہ وہ بادشاہی عہدہ بھی رکھتا ہے وہ حقیقی ملک صدق کی مانند بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے۔ (اتمطاوس ۶/۱۵) اور آسمانی مکانوں میں ساری حکومت اور اختیار اور ریاست اور خاوندی اور ہر ایک نام سے جو نہ صرف اس جہان میں بلکہ آنے والے جہان میں بھی لیا جاتا ہے بلند بیٹھا ہے (افسی ۱/۲۱) وہ وہاں لا انتہا علم و حکمت سے عالم اور خاصکر خلاصی یافتہ انسانی خاندان کے انتظام کی ہدایت کرتا ہے وہ سب چیزوں کو فی الحقیقت بتدریج اُن کے مقرری انجام کی طرف ہدایت کرتا اور اپنے لوگوں کی حفاظت و انتظام کیلئے آسمان و زمین کی کار پردازی کام میں لاتا ہے۔ انسان فی الحقیقت بے صبر اور سب کچھ جلد کیا چاہتا ہے۔ لیکن خلقت کا خداوند جو فضل کا بھی خداوند ہے وقت کا فرمانروا - اور موثر درمیانی اپنے کاموں میں دور اندیش معلوم ہوتا۔ اور اپنے مقصدوں کو درجہ بدرجہ پورا کرتا ہے - وہ اپنی صلیب کے ثواب سے گناہ کی سلطنت کو اُس کی قصور واری کے مٹانے سے برباد کرتا ہے وہ اس فضل کے وسیلہ سے جو ہمیشہ عطا کرتا اور اس طاقت کے وسیلے جو جنگ کرنے اور غالب آنے کے لیئے عیسائی کو بخشتا ہے گناہ کی قوت کو نیست کرتا ہے - وہ انسان کو شیطان کے ہاتھ سے بچانے کے وسیلے اُس کی سلطنت کو نابود کرتا ہے اور اُس کے منصوبوں پر جو اپنے فیاض مصلحتوں کے خلاف ہیں فتحمند ہوتا ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ جیسا اُس کی زمینی خدمت کے وقت ویسا ہی اب دنیا اپنے گناہ اور نادانی کے سبب اُس کی تدبیروں کی مخالفت کرتی ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اب تک انسان کا بیٹا ہو کر سلطنت کرتا ہے - جو حد اُسنے انسان ہوتے وقت اپنے لیئے ٹھیرائی اس کے جی اُٹھنے اور صعود سے جاتی نہیں

رہے جیسا کہ زمین پر اُس نے گنہگاروں کی مخالفت کی برداشت کی ویسا ہی وہ ابتک راضی ہے کہ نہ خدا کے طور پر بلکہ خدا و انسان کے طور پر انسان کے وسیلہ انسانی دنیا میں اپنے مقصدوں کو پورا کرے - وہ موجودہ جنگ جو اپنے درمیانی پن کی سلطنت میں اپنے دُشمنوں کے ساتھ کرتا ہے وہ ہماری انسانیت میں کرتا ہے - اور اپنی الہٰی ذات کی صفات کو ضبط کرتا ہے تاکہ اُس کی انسانی ذات کے کام پورے طور سے ظاہر ہوں - لیکن ہمکو اس بات کا یقین ہے کہ جیسا وہ کر سکتا ہے ویسا وہ ضرور سب چیزوں کو اپنے تابع کریگا (فلپی ۳/۲۱) اور آخرکار موت بھی جو آخری دشمن ہے جسکو اُس نے اپنی زندگی کے بہت سے حادثوں سے کمزور کیا اور شکست دی تھی نیست ہوگی (اقر ۱۵/۲۶) اور فتح جسکے لیئے خلقت منتظر ہے تمام و کمال حاصل ہوگی - یوں سچ مُچ مسیح کا صعود ہماری سرفرازی ہے اور جہاں کہ جلالی سر آگے گیا ہے وہاں امید وار بدن بھی بلایا جاتا ہے - کیونکہ جیسا مسیح نے روح کا بیعانہ ہمارے لیئے چھوڑا ویسا ہی اُس نے جسم کا بیعانہ ہم سے لیا - اور اُسے آسمان پر اُٹھا لے گیا - تاکہ اسبات کا دھن ہو کہ جب وہ سب پر سلطنت کریگا اور سب چیزیں اُس کے تابع ہونگی - سب شے اس کی طرف رجوع کرے گی +

۱۵- خاتمہ - اِس طرح صعود ایک بھاری اور موجود واقعہ یعنی آسمان میں ہمارے سربلند خداوند کی موجودگی و کارپردازی پر شہادت دیتا - اور علاوہ اس کے ہمکو دو بڑی غلطیوں سے جنمیں لوگ اکثر پڑتے ہیں بچاتا ہے - پہلے یہہ ہے کہ وہ اُس کی حقیقی اور کامل الوہیت کو بھول جاتے ہیں - جب وہ اس دنیا میں تھا اُسکا انسانی بدن اُس کی الہٰی ذات کو چھپاتا تھا - جس سے ایمان کی سخت آزمائش ہوتی تھی - اور اُسوقت سے ابتک یہی ایمان کی آزمائش ہے - وہ ایسا

کامل انسان تھا کہ یہ تعلیم کہ وہ انسان سے زیادہ تھا ہمیشہ دنیا کی بڑی آزمایش رہی ہے۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ جو کچھ مذہب میں ظاہری اور مادّی ہے وہ اُسے دُور کرنا چاہتے ہیں۔ اور اُس کو صرف اخلاقی اصول اور علمی قانون جانتے ہیں اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ جسکی ہم عبادت کرتے اور جس کے نام سے ہم کہلاتے وہ نہ صرف خدا بلکہ خدا اور انسان بھی ہے۔ ہمارا بلند شدہ خداوند آسمانوں کے آسمان میں ایک جامہ انسانی پہنے ہوئے ہے۔ اور ہم جو روحانی وجود کو سمجھنے اور روحانی زندگی کے قانون جاننے کے ایسے ناقابل ہیں۔ محض خیال (A vague abstraction مجذوبیت) سے رہائی پاتے ہیں اور اُس کی شخصیت کو پہچاننے کے لیئے مدد پاتے جو ہمارا الٰہی اور انسانی درمیانی اور شفیع ہے۔ اُس کی بشریت پرستی کی ہم پرستش کرتے ہیں بلکہ اگر ہم بے دینی کے مجرم نہ بننا چاہیں تو اُس کی پرستش کرنی چاہیئے۔

باب ہفتم

ساتواں مسئلہ

رسولوں کا عقائد نامہ

جہاں سے وہ زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے کو آئیگا۔

نکایا کا عقائد نامہ

اور جلال کے ساتھ زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے کو آئیگا اُس کی بادشاہت کا آخر نہ ہوگا۔

اتھاناسیس کا عقائد نامہ

جہاں سے وہ زندوں اور مردوں کی عدالت کرنے کو آئیگا۔

۱۔ **علاقہ**۔ یہاں تک عقائد نامہ میں ہمارے خداوند کی زمینی زندگی۔ اُس کی روحانی عالم کی زندگی۔ اور اُس کے صعود کا جو اُس کے جی اُٹھنے کو کامل کرتا بیان ہوا ہے۔ لیکن اب تک ایک آخری ظہور جسکے ہم منتظر ہیں باقی ہے اور ہم اقرار کرتے کہ خدا کے دہنے ہاتھ پر جہاں وہ بیٹھا ہے زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے کو آئیے گا۔

۲۔ **وہ پھر آئیگا**۔ جب ہمارا خداوند اس دنیا میں تھا اُس نے بارہا اپنی دوسری آمد کا ذکر کیا۔ وہ اپنی باتیں اسکے بارے میں اپنی اور سب تعلیمات کے مانند رفتہ رفتہ جیسا لوگ سمجھ سکتے بولتا تھا۔ وہ کم و بیش ذیل کے حصوں میں مندرج ہیں۔

۱۔ **پہلے حصہ میں**۔

(ا) اُس نے یروشلم میں بیت حسدا کے حوض پر ایک شخص کو چنگا کرنے کے بعد اشارہ کیا کہ اُس کے بعد زندگی کے لیئے اور سزا کے لیئے قیامت ہوگی اور کہ باپ نے انسان کے بیٹے کو تمام عدالت سونپ دی ہے (یوحنا ۵: ۲۲ و ۲۷)

(ب) یہ جو وہ اپنے پہاڑی وعظ کے آخر میں کہتا ہے کہ اُس دن (متی ۷: ۲۲) بہت لوگ دعوے کرینگے کہ ہم نے تیرے نام سے بہت کچھ کیا ہے جنکو وہ جواب دیگا مجھ سے دُور ہو میں کبھی تم سے واقف نہ تھا (متی ۷: ۲۳)

(ج) تیسرے وہ ہے جو کڑوے دانہ کی تمثیل میں ہے کہ ابن آدم اپنے فرشتوں کو بھیجے گا۔ وہ اُس کی بادشاہت میں سے سب ٹھوکر کھلانے والی چیزوں اور بدکاروں کو جمع کر کے نکال دینگے (متی ۱۳: ۴۱-۴۳)

۲۔ دوسرے حصے میں۔

(ا) پہلی وہ ہے جو صورت تبدیل سے ذرہ پہلے ہوئی کہ اُس نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ انسان کا بیٹا اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئیگا (متی ۱۶: ۲۷)

(ب) دوسری وہ ہے۔ جو بیدار نوکروں کی تمثیل میں ہے۔ جو اپنے مالک کے آنے کی راہ دیکھتے تھے (لوقا ۱۲: ۳۵-۴۰) اور دیانت دار اور بددیانت خانساموں کی تمثیل میں ہے (لوقا ۱۲: ۴۱-۴۸)

(ج) تیسری وہ ہے جو فریسیوں کے جواب میں پائی جاتی ہے۔ جب اُنھوں نے خدا کی بادشاہت کے آنے کا وقت پوچھا (لوقا ۱۷: ۲۰) اسوقت وہ اُسکے ناگاہ ظہور کا (۱) بجلی سے جو آسمان کے ایک طرف سے دوسری طرف تک چمکتی ہے (لوقا ۱۷: ۲۴) (۲) نوح کے دنوں کے طوفان سے (لوقا ۱۷: ۲۶-۲۷) (۳) صدوم و عمورہ پر آگ و گندھک کے برسنے سے

(لوقا ۱۷: ۲۸-۳۷) مقابلہ کرتا ہے۔

۳۔ تیسرے حصے میں۔

وہ تقریرات ہیں جو دُکھ کے ہفتے میں کی گئیں۔ اُسمیں۔

(ا) وہ زیتون کے پہاڑ پر اپنے رسولوں کے سوالوں کے جواب میں اپنی پہلی باتوں کو پھر کر کہتا ہے (متی ۲۴: ۱-۱۴)

(ب) یروشلم کی بربادی کی پیشینگوئیاں (متی ۲۴: ۱۵-۲۸)

(ج) دوسری آمد کی علامات کا اشارہ (متی ۲۴: ۲۹-۳۱)

(د) دس کنواریوں اور توڑوں کی تمثیلوں سے بیدار و تیار رہنے کی نصیحت (متی ۲۵: ۱-۳۰)

(ہ) قیامت کے دن کے احوال کا بیان (متی ۲۵: ۳۱-۴۶)

۳۔ انصاف کرنے کو۔ پس ہمارے خداوند کی زندگی کے حالات میں دوسری آمد کے وقت کوئی تبدیلی جیسی پہلی میں ہوئی تھی ضرور نہ ہوگی۔ پہلی بڑی فروتنی میں ہوئی۔ اُسکا یہ دوسرا ظہور زندوں اور مردوں کے انصاف کرنے کے لیئے اُسکی موجودہ جلالی عظمت کا ظہور ہوگا۔ یہ اُسی کا خاص کلام ہے وہ کہتا ہے کہ باپ کسی کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اُس نے ساری عدالت بیٹے کو سونپی ہے۔ اور اُس نے بیٹے کو اختیار دیا ہے کہ عدالت کرے اسلیئے کہ وہ ابن آدم ہے (یوحنا ۵: ۲۲-۲۷) اسیطرح مقدس پولوس نے اریوپگس کے بیچ اتھینیوں سے کہا کہ خدا نے ایک دن ٹھیرایا ہے۔ جسمیں وہ راستی سے دنیا کی عدالت کریگا۔ اس آدمی کی معرفت جسے اُسے مقرر کیا (اعمال ۱۷: ۳۱) اور رومیوں کے خط میں ایک دن کا ذکر کرتا ہے کہ جب خدا یسوع مسیح کی معرفت آدمیوں کی پوشیدہ باتوں کا انصاف کرے گا ٭ (روم ۲: ۱۶) ٭

۴- زندوں اور مردوں کا - یہ ہم پر روشن ہو چکا ہے کہ یہ عدالت زندوں اور مردوں تک پہونچے گی - مقدس پولوس تمطاؤس کو لکھتا ہے کہ میں خدا اور خداوند یسوع مسیح کے آگے جو اپنے ظاہر ہونے کے وقت اور اپنی بادشاہت میں زندوں اور مردوں کی عدالت کریگا تاکید کرتا ہوں (۲ تمطاؤس ۴/۱) اور مقدس پطرس بے دینوں کی بابت کہتا ہے کہ وہ اُسکو جو زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے پر تیار ہے حساب دینگے (۱ پطرس ۴/۵) مقدس یوحنا لکھتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ مردے کیا چھوٹے کیا بڑے تخت کے سامنے کھڑے ہیں اور کتابیں کھولی گئیں - اور ایک دوسری کتاب جو زندگی کی ہے کھولی گئی اور مردوں کی عدالت جسطرح سے اُن میں لکھا تھا - اُن کے اعمال کے مطابق کی گئی - (مکاشفہ ۲۰/۱۲)

۵- اس بڑے اور خوفناک دن میں منصف وہی انسان کا بیٹا ہوگا - جسکو دانیال نے آسمان کے بادلوں کے ساتھ آتے دیکھا (دانیل ۷/۱۳) یہ ہمارے خداوند کا خاص کلام ہے - اُسنے اپنے دکھ سے تھوڑی دیر پہلے زیتون کے پہاڑ پر بیٹھکر اپنے برگزیدہ رسولوں کے سامنے آیندہ کا دفتر کھولا - وہ یروشلم کی جلد ہونے والی بربادی کا ذکر کرکے دوسری ایک سخت اور ہیبت ناک عدالت کا جسکا اس شہر اور جلالی ہیکل کا برباد ہونا صرف ایک نشان تھا بیان کرتا ہے - اُس کے سامنے دو واقعات تھے ایک قریب اور ایک بعید جبکہ وہ کہتا تھا وہ دونو آیندہ کی باتیں تھیں اُن میں سے ایک علانیہ واقعہ ہو چکی - یہ ایک تواریخ کی بات ہے - ہم روز دگھنٹہ بتا سکتے اور یوسی فس اور طیطس کی کتابوں میں اُس کا مفصل بیان پڑھ سکتے وہ کہتا ہے کہ دوسری اور اب تک آیندہ عدالت میں مَیں ہی خود عامل ہونگا - وہ جلال کے تخت پر بیٹھے گا اور فرمانبردار فرشتوں کی جماعتیں حاضر ہونگی اُسکے حضور سب دنیا کی قومیں حاضر کیجائیں گی اور وہ انکا انصاف کریگا -

تب وہ ایک کام شروع کریگا جسکے لیے ایسی روحانی شناخت اور سب لوگوں کے دلوں کے خیال اور منصوبوں کی ایسی فہمید اور اخلاقی دنیا میں ایسی لاثانی فوقیت جیسی کہ پہلے کسی انسان نے دعویٰ نہیں کیا ضرور ہوگی - اسکا دعوے اس کام کے لیئے مسیحی تعلیم میں ایک بالکل نئی اور پر مغز بات ہے اسکا شروع خود ہمارے خداوند کے کلام سے ہے اگر وہ خدا کا بیٹا اور انسان کا بیٹا جیسا عقاید ناموں میں بیان ہوا ہے نہ تھا تو اُسکا دعویٰ بے معنی اور بے مطلب ہے +

۶- اسکام کے لیئے اُسکی لیاقت - لیکن صاف ظاہر ہے کہ اسکام کے لیئے اسمیں ایسی لیاقتیں ہیں جیسی اور کسی میں نہیں پائی جا سکتیں - اگرچہ خدا اپنی ذات سے اپنی تمام مخلوق کا منصف ہے اور اسلیئے تالوث کے تینوں اقنوم اس عدالت سے علاقہ رکھتے ہیں تو بھی ہمارا خداوند بالخصوص اس اختیار کی تعمیل کے لیئے مقرر ہوا ہے یہ کام اسکو اپنے درمیانی ہونے کے سبب سے دیا گیا جیسا کہ وہ خود صاف کہتا ہے کہ باپ نے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی ہے - (یوحنا ۵/۲۲) اور اس کے سبب ظاہر ہیں کیونکہ

(۱) نوشتوں کے تمام الہام آیندہ عدالت کی بابت ظاہر کرتے کہ وہ آشکارا باقاعدہ اور سنجیدہ طور سے دنیا کے مجمع کے روبرو فرشتوں اور انسانوں کے سامنے ہوگی - لیکن انسان خدا کی جلالی حضوری کی برداشت نہیں کر سکتا - وہ اس نور میں رہتا ہے جس تک کوئی نہیں پہونچ سکتا - جہاں تک کہ کسی انسان نے نہ دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے (۱ تمطاؤس ۶/۱۶) اُسنے موسیٰ سے کہا کہ تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا اسلیئے کہ کوئی انسان نہیں کہ مجھے دیکھے اور جیتا رہے (خروج ۳۳/۲۰) پس جیسا اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے اکیلے اُسکی مخلوقات پر اُسے ظاہر کیا (یوحنا ۱/۱۸) ویسا ہی خدا نے اُسکو آخری اور عام عدالت سونپی ہے +

(۲) علاوہ اس کے صرف بیٹا ہی ثالوث کے اقانیم میں سے ہماری انسانیت میں شریک اور ابن آدم ہے۔ اسلیئے باپنے اُس کو یہ خاص حق دیدیا ہے اور وہ (۱) عدل سے کیونکہ اسطرح وہ اُس کی کامل اور بے داغ فرمانبرداری کا اعلیٰ جلال سے بدلا دیتا اور جو اُن لوگوں سے جنکے گناہوں کا کفارہ دینے کو آیا تھا یا ایک بار مجرم ٹھیرایا گیا۔ وہ اُسی کو راست ٹھیراتا۔ اور وہ اُن لوگوں سے جنکو اُس نے پیدا کیا تھا مصلوب ہوا اُسی کو سبھوں کا منصف بناتا ہے (۲) رحم سے کیونکہ وہ نہ صرف ہمارا مخلص اور حق کی کامل عدالت اور بے تبدیل محنت سے ملبس ہوا ہے۔ وہ نہ صرف لوگوں کے دلوں کو جانچنے کی الٰہی قوت رکھتا۔ یہانتک کہ وہ تمام واقعات جو دنیا میں کبھی ہوئے جانتا اور ہر حالت میں حق کو پہچان سکتا ہے لیکن وہی اکیلا انسانی زندگی کی تجربہ سے لوگوں کی طرف محبت کا ٹھیک مزاج برابر انصاف کرنے کے لیئے رحمت اور سختی کے پیمانہ کے موافق ضرور رکھتا ہے۔ اسطرح سے وہ ایک دشمن نہیں جو ہمارا انصاف کریگا۔ اور نہ ایسا شخص جو ہم سے محبت نہ رکھتا ہو بلکہ جو صلیب پر ہمارے لیئے مرگیا اور جو اب ہمارا شفیع ہے وہی ہے۔ جیسا کامل انسانی ذات نے جسے اُس نے پہنا تھا اسے رحیم و دیانت دار سردار کاہن ہونیکے قابل ٹھیرایا۔ (عبرانی ۲/۱۷) ویساہی وہ اُس کو ایک دیانت دار منصف ہونے کے قابل ٹھیراتی ہے ✢

پس لایق اور مناسب ہے کہ جسطرح اُس نے ہماری ذات میں سب کچھ جو ہماری نجات کے لیئے ضرور تھا پورا کیا اور جیسا کہ ہماری ذات میں خدا کے دہنے ہاتھ برکت دینے اور حکومت کرنیکے لیئے سرفراز ہوا ویساہی لازم ہے کہ وہ ہماری جلال یافتہ انسانیت میں ہمارا انصاف کرنے کو اور ہر ایک اعمال کے مطابق بدلا دینے کو ظاہر ہو۔

۷۔ **اُنکے اعمال کے مطابق**۔ گو وہ لوگوں کے خیال۔ قول اور فعل کے مطابق عدالت کریگا۔ کیونکہ وہ جسکی مسند عدالت کے سامنے سب قومیں جمع ہونگی جو کچھ

کہ انسان میں ہے جانتا ہے (یوحنا ۲/۲۵) وہ تاریکی کی پوشیدہ باتیں روشن اور دلوں کے منصوبے ظاہر کرے گا (۱ قر ۴/۵) وہ تمام چیزوں کا جو ہر ایک نے بدن میں کیں خواہ بھلی خواہ بُری ٹھیک حساب لیگا (۲ قر ۵/۱۰) بلکہ ہر ایک بیہودہ بات جو کہ لوگ کہتے عدالت کے دن اُسکا حساب دینگے (متی ۱۲/۳۶) ✢

(۸) پس آیندہ عدالت کی حقیقت انجیل کا ایک صاف ظہور ہے۔ لیکن نوشتونکی گواہی کے سوائے ہم اُسکو (۱) اپنی تمیز سے (۲) اِس بات پر خیال کرتے سے کہ خدا عادل ہے (۳) قریبًا تمام انسانوں کے متفق الرائے ہونے سے مان لیتے ہیں۔

(۹) دلی تمیز پیش بینی سے عدالت کو قبول کرتی ہے۔ قوت ممیزہ نہ صرف انسان کے دل میں یہ پکارتی ہے کہ کیا واجب اور کیا ناواجب ہے۔ بلکہ انسان کے گذرے ہوئے فعلوں کی طرف دیکھ کر پسند کرتی یا مجرم ٹھیراتی ہے وہ اس سے کہتی کہ اسے ہر حال میں نیکی لازم ہے۔ اگرچہ نیکی کرنے سے خوشی حاصل نہو اور اسطرح سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس زندگی میں ایک قسم کی عدالت ہے بلکہ اس سے زیادہ وہ نہ صرف انسان کو اُس کی بدافعالی کے لیئے تقصیروار ٹھیراتی اور اُس کے نیک کاموں کو پسند کرتی بلکہ وہ آگے دیکھکر یہ جانتی کہ اُسکا فتویٰ آخرکار راست ٹھیرے گا جیسے کہ مقدس پولوس کہتا ہے کہ یہ قوت غیرقوموں کے درمیان بھی اپنی گواہی دیتی ہے اور جبکہ وہ اُن کو الزام دیتی ہے یا عذر کرتی ہے (روم ۲/۱۵) تو یہ بھی کہتی ہے کہ آخری فتویٰ نہیں دیا گیا بلکہ اُس دن دیا جائے گا جبکہ آدمیوں کی پوشیدہ باتوں کا انصاف کیا جائیگا (روم ۲/۱۶)

(۱۰) ہمارے عدل کے خیال سے ثابت ہوتا ہے کہ عدالت ہوگی۔ خدا ایک ضروری و لازمی صفت سے عادل ہے۔ اور یہ صفت عدل اُسکی اُلوہیت سے ایسی متعلق ہے کہ اگر ایکا انکار کریں تو اُس کی خدائی کے انکار کے برابر ہوگا۔

لیکن جب اس موجودہ دنیا کے معاملات کا انتظام ہوتا گو وہ پروردگار کے ہاتھ میں ہیں تو بھی اُن میں کامل انصاف کی علامت ظاہر نہیں ہوتی۔ زندگی کے تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک آدمی جو نیکی کرتا بار ہا ناخوش رہتا ہے۔ اور شریر اکثر ایسے انعام پاتے جو بھلوں کو نہیں ملتے تمیز دل اس مخالفت کو دیکھ کر یہی نتیجہ نکالتی ہے کہ آیندہ عدالت ہوگی جس میں خدا اپنی عدالت کو کامل طور سے ثابت کریگا۔ اور انسان کے چال چلن کا اعلےٰ منصف ہوکر جو جو مخالفتیں اس موجودہ زندگی کی خوشی و نیکی میں واقعہ ہیں اُن کو دُور کریگا۔ اس دنیا میں نیکی اور بدی۔ حق و باطل ملے جُلے ہیں۔ خیالی و حقیقی میں مخالفتیں ظاہر ہیں اور ترقی و تنزل ہوتا رہتا ہے۔ اب تمیز دل ہرگز قبول نہیں کرتی کہ ہمیشہ ایسے ہی جاری رہیں گے اور نیکی اور سچائی کی فتح نہ ہوگی +

۱۱۔ انسان کے متفق الرائے ہونے سے ثابت ہے کہ عدالت ہوگی۔ عموماً تمام انسانی تمیز بھی اُن مقاموں میں جہاں انجیل نہیں پہونچی بڑے خوف سے مان لیتی تھی کہ عدالت کا دن ہوگا۔ پولوس رسول نے فیلکس رومی سے نہ صرف راستبازی اور پرہیزگاری کی بلکہ آیندہ عدالت کی بابت بھی باتیں کیں اور ہم پڑھتے ہیں کہ۔ فیلکس کانپا (اعمال ۲۴/۲۵) پھر اُسی رسول نے اریوپگس پر اتھینی کے فیلسوفوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ خدا نے ایک دن ٹھہرایا ہے جس میں وہ راستی سے دنیا کی عدالت کریگا۔ اس آدمی کی معرفت جسے اُس نے مقرر کیا ہے (اعمال ۱۷/۳۱) اور اگرچہ نتیجہ یہ ہوا کہ بعضوں نے مردوں کی جی اُٹھنے پر ٹھٹھا مارا (اعمال ۱۷/۳۲) تو بھی عدالت کے دن کی بابت کوئی کچھ نہ بولا۔ وہ اس بات کو مانتے تھے۔ مائی نوشس فیلکس نے ظاہر کیا ہے کہ یونانیوں کے درمیان بڑے قابل فیلسوف آیندہ جزا و سزا کے قائل تھے۔ جسٹن شہید کہتا ہے کہ تمام قوموں کی یہی رائے ہے۔ یہ بات رومی و

یونانیوں کے فیلسوفی خیالوں پر منحصر نہیں ہے بلکہ تمام قوموں میں پائی جاتی ہے۔ قدیم مصریوں اور ہندوؤں اور بحری باشندگان کے مذہبی نظام اسی خیال پر مبنی ہیں خلقت خود جزا و سزا کا انکار نہیں کرتی۔ اس کی آواز تمام قوموں زبانوں اور زمانوں میں بولتی ہوئی ایک قطب سے دوسرے قطب تک ظاہر کرتی ہے کہ خدا اپنی مخلوق کی عدالت کریگا۔ خدا نے ہماری سرشت کو ایسا بنایا ہے کہ اُسکے کامل ہونے کے لیئے جزا و سزا ضرور ہے۔

۱۲۔ لیکن اس بڑے واقعہ کے احوال اور حقیقتیں صرف الہام سے معلوم ہو سکتیں اور الہام ہی سے بخوبی ظاہر ہوتی ہیں۔ خود منصف نے عاقبت کے پردے کو اُٹھایا ہے۔ اور اپنی ہی بڑے سفید تخت کو دیکھایا اور اپنی عدالت گاہ کی وضع کو بیان کیا ہے۔ علاوہ اس کے اُس نے ایسا مقرر کیا ہے کہ اس آخری عدالت کے بہت سے نشان اور تمہیدی وقوعات ہو چکے ہیں۔ وہ صرف ایک نہیں بلکہ قسم قسم کے ہیں۔ یہ صرف کسی قدر درست ہے کہ اس دُنیا کی تواریخ اس کی عدالت بھی ہے۔ تمام عدالتیں جو اس دنیا کی تواریخ میں پائی جاتی ہیں صرف نسبتی و ناکامل ہیں۔ وہ انقلابات کی بڑی آفت زندگی میں ایک منظر سے دوسرے منظر تک منقلب ہوتی رہتی ہیں لیکن بڑی آخری عدالت ایک باقی ہے۔ مسیح نے اپنی قوت کی بھرپوری کو اب تک ظاہر نہیں کیا اور نہ آخری فتوے دیا ہے۔ وہ بہر کیف اس دن میں جبکہ ہر ایک آنکھ اُسکو دیکھے گی اور وہ بھی جنھوں نے اسکو چھیدا وہی فتوے دیگا (مکاشفہ ۱/۷) +

۱۳۔ فضل کی بادشاہت اسطرح دنیا کی عدالت آسمان و زمین کے سامنے جلال یافتہ و بلند شدہ مسیح سے کی جائے گی کہ جو اُس کے حضور حاضر ہونگے اُس نسبت کے موافق جو اس سے اور اُس کے لوگوں سے رکھتے ہیں وہ ہمیشہ کے لیئے ہر ایک کو حصہ دیگا۔ لیکن غضب کا دن انسانیت کے خوفناک ماتم کا آخری منظر نہ ہوگا۔ موجودہ دنیا کے بدلے نیا آسمان اور نئی زمین شروع ہوگی (۲ پطرس ۳/۱۳)

جو ہمیشہ کے لیئے خدا کی کامل بادشاہت کیواسطے مسند مقرر ہوئے ہیں۔ جیساکہ خلقت انسان کی تباہی میں شریک ہوئی ویسا ہی وہ اُس کے آیندہ جلال میں بھی شریک ہوگی۔ بیٹا اس سلطنت میں اپنی بڑی عدالت کے بعد نوزادہ انسانیت کے بادشاہ کی مانند بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھے بیٹے کی مانند سلطنت کریگا بظاہر یہ بات مقدس پولس کے کلام کے خلاف معلوم پڑتی ہے جہاں وہ کہتا ہے کہ جب آخرت ہوگی تب بیٹا بادشاہت خدا کی جو باپ ہے سپرد کریگا (اقر ۱۵/۲۴) لیکن ہم یہ خیال کرسکتے ہیں کہ یہ اُس کی فضل کی درمیانی پن کی سلطنت سے منسوب ہے۔ جیساکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ وہ اس سلطنت پر اب میر مجلس ہے اور انسان کا بیٹا ہوکر اپنے تخت کا سُنہہ سرکار سلطنت کرتا ہے (ایوب ۵/۲۶) اور اپنی رحمت کے مقاصد کو جیساکہ دنیا میں اپنے تجسم کے وقت کیا تھا پوری اجازت دیتا ہے لیکن جب یہ مقصد اپنے انجام کو پہونچیں گے تب فضل کی سلطنت ختم ہوگی۔ اور ایمان دیکھنے میں اور اُمید حصول میں محو ہوگی ✣

۱۴۔ جلال کی بادشاہت ۔ اور اُس کے جلال کی بادشاہت جو اُس وقت شروع ہوگی کبھی ختم نہ ہوگی۔ نکایا کے عقائد نامہ کا یہ صاف قول ہے اگر اُن کی رائیوں کی تردید میں جو انسائرہ کے مارسلس کی مانند اثبات کو مانتے تھے۔ کہ بادشاہی اور منصفی کا عہدہ ابدی بیٹے کو صرف ایک زمانہ تک سونپا گیا تھا۔ اور کہ وہ خود فضل کے انتظام کے خاتمہ پر امتیاز تشخیص سے بری ہوگا اور اس سبب سے اُس کی بادشاہت بھی نہ رہے گی۔ اسکے خلاف جہانتک کہ ہم معلوم کرسکتے ہیں جس نے ہماری انسانیت کو اپنی الہیٰ ذات کے ساتھ ایک لازوال رشتہ سے جوڑ لیا تھا وہ اُسی ذات میں نئے آسمان اور نئی زمین کے درمیان ابدتک چمکتا رہے گا۔ وہ ہمیشہ تک انسانیت کا جسکو اُسنے رہا کیا ہے

بڑا بھائی رہے گا۔ وہ ہمیشہ تک اُنکو آب حیات کے چشموں کی طرف ہدایت کرنے کے لیئے اُنکا ہادی ہوگا اور اُن کا چراغ جسکے وسیلے وہ ابدی سرچشمہ سے اپنی روشنی و زندگی پاتے رہیں گے وہ ہمیشہ تک بہار رہے گا اُن لوگوں کی سلطنت کا سرجن کو اُس نے خریدا اور کامل کیا۔ باپ کے طرف سے برکت کی بخشش بیٹے کے وسیلے اُس کی مخلوقات پر ہوگی تب یہ بات پہلی بار راست ٹھیرے گی کہ مسیح تمام خلقت میں موجود ہوگا اور تمام چیزوں کو اپنی بھرپوری سے بھرپور کریگا اور خدا سب میں سب کچھ ہوگا (اقر ۱۵/۲۸) ✣

باب ہشتم

آٹھواں مسئلہ

رسولوں کا عقاید نامہ	نکایا کا عقاید نامہ
میں روح القدس پر اعتقاد رکھتا ہوں	اور روح القدس پر جو خداوند اور زندگانی کا بخشنے والا ہے جو باپ سے نکلتا ہے جسکی باپ اور بیٹے کے ساتھ پرستش و تعظیم ہوتی ہے۔ جو نبیوں کی زبانی بولا۔

اتھاناسیس کا عقائد نامہ

روح القدس باپ اور بیٹے سے ہے نہ مصنوع نہ مخلوق نہ مولود پر نکلتا ہے۔

۱۔ علاقہ۔ ہم خدا باپ اور خدا بیٹے پر اپنے ایمان کا اقرار ظاہر کر کے اب خدا روح القدس پر بھی اپنے ایمان کا اقرار ظاہر کرتے ہیں۔ رسولوں کے عقائد نامہ کے اس مسئلہ کے شروع میں لفظ کریڈو (Credo) میں اعتقاد رکھتا ہوں دوبارہ آتا ہے کیونکہ اُسکے خلاصی کے کام کی بابت بہت سی باتیں بیچ آگئی ہیں یونانی لفظ اپیسٹیوومن (επιστευομεν) اصلی نکایا اور قسطنطنیہ کے عقائد ناموں میں نہیں پایا جاتا۔ لیکن ہ آخری عقائد نامہ کے مغربی ترجمے میں مندرج ہوا ہے +

۲۔ **قسطنطنیہ کے عقائد نامہ میں زیادہ لفظ**۔ رسولوں کے اور نکایا کے

اصلی عقائد نامہ میں صرف یہ ہے۔ میں روح القدس پر اعتقاد رکھتا ہوں۔ اُس کی ذات و کام کی نسبت کچھ بیان نہیں ہوتا ہے لیکن کئی ایک غلطیوں کی تردید کے لیئے جو اس زمانہ میں شروع ہوئی تھیں بعض باتیں ۳۸۱ء کے عقاید نامہ میں جیسا کہ ہم دیکھ چکے مندرج ہوئیں اور اُس میں لکھا ہے کہ وہ خداوند اور زندگانی کا بخشنے والا کہ وہ باپ سے نکلتا ہے اور کہ باپ و بیٹے کے ساتھ اُس کی پرستش و تعظیم ہوتی ہے اور کہ وہ نبیوں کی زبانی بولا۔ (دیکھو تواریخ عقاید نامہ شروع میں)

۳۔ **عہد عتیق میں روح القدس کی حضوری**۔ روح القدس کی ہستی کا پہلی پہل بیان عہد جدید میں نہیں ہوا ہے۔ یہ خیال عہد عتیق میں ظاہر ہو چکا تھا۔ پیدائش کے وقت وہ جلانے والی قوت پانیوں پر جنبش کناں ظاہر ہوتا تھا (پیدائش ۱/۲) بعد اس کے وہ انسان کے ساتھ ایک خاص علاقہ رکھتا ہوا اور مزاحمت کرتا ہوا اور اُس کی بابت غمگین ہوتا ہوا دکھلائی دیتا ہے (پیدائش ۶/۳) خصوصاً وہ شریف عمدہ لوگوں میں آ کر الٰہی استقلال عطا کرتا جیسا یوسف (پیدائش ۴۱/۳۸) بزلی ایل (خروج ۳۱/۳)۔ یشوع (استثناء ۳۴/۹) اور جہاں کہیں نبوت کی بات پائی جاتی اسی کی تاثیر ہوتی ہے (گنتی ۱۱/۲۵ - ۳۰)۔ وہ اسرائیل کے قاضیوں پر بڑی قوت سے نازل ہوتا اور وہ بڑے بڑے کام کرتے ہیں (قاضی ۱۴/۶)۔ وہ ساؤل کو اور طرح کا آدمی (۱ سمو ۱۰/۶) اور داؤد کو پچھلے دنوں کا نبی بناتا ہے (۲ سمو ۲۳/۲) خاصکر وہ زبوروں میں بارہا جسمانی اور روحانی زندگی کا بانی کہلاتا ہے (زبور ۱۰۴/۳۰ و ۱۴۳/۱۰) امثال کی کتاب میں اُسکی تعظیم حکمت کی روح کے طور پر ہوتی ہے (امثال ۱/۲۳) ہم نبیوں کی کتابوں سے سیکھتے ہیں کہ وہ خدا کی ذات میں موجود ہے (یسعیاہ ۵۹/۱۹) لیکن تو بھی خدا وعدہ کرتا ہے کہ میں سب آدمیوں پر نازل کرونگا (یسعیاہ ۴۴/۳) لیکن اگرچہ سچے نبی اس سے مسح پاتے ہیں تو بھی اُسکا اور سب لوگوں پر کثرت

سے نازل ہونا آخری دنوں کے لیئے باقی ہے (یوئیل ۲/۲۸ و ۲۹)۔

۴۔ **عہد جدید میں** وہ ذکریاہ (لوقا ۱/۶۷) شمعون (لوقا ۲/۲۵) اور یوحنا اصطباغی پر (لوقا ۱/۸۰) وحی بھیجتا اور اسی کی تحریک سے ہمارا خداوند دنیا میں پیدا ہوتا ہے (لوقا ۱/۳۵) اور اپنے اصطباغ کے وقت اسی سے مسح پاتا ہے (متی ۳/۱۶ یوحنا ۳/۳۴) وہ اس میں نہ ایک خوبی یا ایک بخشش یا ایک صفت بلکہ ایک شخص کہلاتا ہے جیسا کہ باپ اور بیٹا ہیں۔ اور ایسی حرکات اس سے منسوب ہوتی ہیں جیسی کہ صرف ایک شخص سے ہوسکتی ہیں۔ اسطرح ہمارا خداوند اُس کو تسلی دینے والا کہتا ہے (یوحنا ۱۴/۲۶) اور وہ لوگوں کے پاس آتا (یوحنا ۱۶/۷) وہ لوگوں سے بات کرتا (اعمال ۱۰/۱۹ و ۲۰) وہ لوگوں کو نعمتیں عطا کرتا (ا قر ۱۲/۸-۱۱) لوگوں کے لیئے سفارش کرتا ہے (رومی ۸/۲۶) لوگوں سے محبت رکھتا (رومی ۱۵/۳۰) لوگوں کے کاموں کے سبب رنجیدہ ہوتا ہے (افسی ۴/۳۰)۔

۵۔ **روح القدس خدا ہے** لیکن وہ نہ صرف خدا کی ذاتی قوت ہے بلکہ فی الحقیقت خدا ہی ہے۔ وہ پاک نوشتوں میں بارہا خدا کہلاتا ہے۔

(۱) صریحاً (۲) کنایتاً

(۱) **صریحاً۔**

(ا) اُسکو نہ پہچاننا خود خدا کو نہ پہچاننا ہے (اعمال ۵/۳،۴ ا قر ۳/۱۶)۔

(ب) اُس کی نسبت کفر کہنا انسان کے بیٹے کی نسبت کفر کہنے سے بدتر ہے۔ (متی ۱۲/۳۱ و ۳۲) اور اُس سے جھوٹھ کہنا خدا سے جھوٹ کہنا ہی (اعمال ۵/۳،۴)

(ج) الہی کام جیسے خلقت (زبور ۳۳/۶) نئی پیدائش (یوحنا ۳/۵ و ۶) اور پاک نوشتوں کا الہام (۲ تمطا ۳/۱۶) اس سے منسوب ہوتے ہیں۔

(۲) کنایتاً۔

الہی صفات اس کی کہلاتی ہیں۔

(ا) وہ ابدی ہے (عبرانی ۹/۱۴) وہ عالم الغیب ہے (ا قر ۲/۱۰) وہ قادر مطلق ہے (لوقا ۱/۳۵) وہ خدا کی گہری باتوں کو جانتا ہے (ا قر ۲/۱۱) وہ احکم الحاکمین ہے (ا قر ۱۲/۱۱) اصطباغ کے حکم میں (متی ۲۸/۱۹) اور رسولی برکت کے کلمہ میں الہی تکریم اُسے دی جاتی ہے (۲ قر ۱۳/۱۴)۔

اس لیئے قسطنطنیہ کے عقاید نامہ میں وہ برحق خداوند یعنی یہوواہ کہلاتا ہے اور اتھاناسیس کے عقائد نامہ میں وہ باپ اور بیٹے کے ساتھ غیر مخلوق غیر محدود ازلی قادر مطلق خدا اور خداوند کہلاتا ہے۔

۶۔ **زندگانی کا بخشنے والا۔** اسی مشرقی عقاید نامہ میں وہ نہ صرف خداوند یعنی خدا کہلاتا ہے بلکہ زندگانی کا بخشنے والا کہلاتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ وہ ہر قسم کی زندگی کا دینے والا ہے۔

(ا) موجودات کی زندگی بخشنے والا۔ کیونکہ ہم پڑھتے کہ

(ا) دنیا کی پیدائش کے وقت خدا کا روح پانیوں پر جنبش کرتا تھا (پیدائش ۱/۲) اور بدانتظامی سے وہ انتظام جو ازل سے کلام کا تھا اور جسکو آمنے مقرر کیا تھا کرتا تھا۔

(۲) دنیا کی نئی پیدائش کے وقت اسی کی تحریک سے کلام مجسم ہوا اور کنواری کے رحم میں آیا۔ (لوقا ۱/۳۵)

(۳) وہ ہمارے خداوند کے تجسّم کی زندگی کی ترقی سے خاص علاقہ رکھتا تھا اور اصطباغ کے وقت دوسرے آدم کو کثرت سے بھرپور کیا یہانتک کہ وہ جلانے والا روح ہوا (ا قر ۱۵/۴۵)

(ب) وہ عقلی زندگی کا بخشنے والا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ۔

(۱) اُس نے بظلی ایل اور اہلیاب کو عقل بخشی جس سے اُنھوں نے بیابان میں خیمہ تیار کیا (خروج ۳۱/۳)۔

(۲) اُس نے موسیٰ اور یشوع کو وہ دانائی جو اُن کے لیئے بنی اسرائیل کو زمین موعود کی طرف ہدایت کرنے کے لیئے اور اُنھیں اسیں پہونچانے کے واسطے ضروری تھی عطا کی۔

(۳) وہ نبیوں کی زبانی بولا اور جس طرح اُنھوں نے اُس سے الہام پایا اسی طرح اُنھوں نے لکھا (۲ پطر ۱/۲۱)

(۴) وہ پنتکوست کے دن آسمان سے رسولوں پر زور کی آندھی کے مانند نازل ہوا (اعمال ۲/۲) اور اُس نے اُنھیں طرح طرح کی زبانوں کی طاقت بخشی۔ اور دلاوری بھی عنایت کی کہ وہ بڑی سرگرمی سے بہت قوموں میں جاکر انجیل کی منادی کرتے رہیں۔

(۵) بعد اس کے اُس نے کلیساؤں کو مختلف بخششوں سے قوت عطا کی جیساکہ حکمت کی بات علم کی بات چنگا کرنے کی نعمتیں کرامتوں کی قدرتیں بنوت روحوں کی پہچان طرح طرح کی زبانیں زبانوں کا ترجمہ کرنا جیسا چاہا ہر ایک کو بانٹا (۱ قر ۱۲/۶-۱۱)

(ج) وہ روحانی زندگی کا بخشنے والا ہے۔

لیکن وہ زندگی کا بخشنے والا۔ کلیسیا کے لوگوں کے دلوں میں خصوصاً اپنے کام کیا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ پاک روح۔

(۱) روحانی آگ کی اصلی چنگاری ہم میں ڈالتا ہے۔

(۲) وہ اپنے فضل سے وہ اُسے جلاتا اور روشن کرتا ہے۔

(۳) وہ ہم میں پاک خواہشیں پیدا کرتا اور عمدہ مشورتوں کی طرف ہدایت

کرتا ہے (افسی ۵/۹)

(۴) وہ ہماری پیشوائی کرتا ہے تاکہ ہم میں نیک نیتی پیدا ہو اور ہماری اُس نیک نیتی کے ساتھ کام کرنے میں ہمارا مددگار بھی رہے (روم ۸/۲۶)

(۵) وہ ہمیں توبہ کی طرف پھر سر نو کھڑا کرتا ہے (عبرانی ۶/۶)

۶۔ اور اگر ہم اُسکے فضل کی تاثیروں کی مخالفت کرکے جان بوجھکر گناہ نکریں تو وہ ہمیں اور خدا کے سب برگزیدہ لوگوں کو پاک کرتا ہے۔

۷۔ **روح کا صادر ہونا۔** مبارک ثالوث کا پہلا اقنوم جیسا ہم دیکھ چکے ہیں تمام مخلوق اور غیر مخلوق موجودات کا اکیلا سرچشمہ ہے۔ اُس کی زندگی کا چشمہ خود اُسی میں ہے۔ بیٹے کی زندگی کا چشمہ باپ سے اُس کی ازلی تولد ہے کیونکہ وہ نہ مصنوع نہ مخلوق پر مولود ہے۔ روح القدس کی زندگی کا چشمہ باپ اور بیٹے میں ہے اور اُس کی خصوصیت صادر ہونا ہے کیونکہ وہ نہ مصنوع نہ مخلوق نہ مولود پر نکلتا ہے +

۸۔ **وہ باپ سے نکلتا ہے۔** کیونکہ وہ باپ کا روح کہلاتا ہے (متی ۱۰/۲۰) وہ باپ سے بھیجا جاتا ہے (یوحنا ۱۴/۲۶) وہ باپ سے بخشا جاتا و صریحاً کہا جاتا کہ وہ باپ سے نکلتا ہے (یوحنا ۱۵/۲۶)

ہمارے خداوند نے اس آخری کلام کو اس گفتگو میں جسمیں کہ اُس نے تسلی دہندہ کے رسولوں پر نازل ہونے کی پیشین گوئی کی کہا تھا اور اسلیئے کلیسیا جامع نے ہر کہیں اُس کو قبول کیا ہے +

۹۔ **وہ بیٹے سے نکلتا ہے۔** علاوہ اس کے نکایا کے عقایدنامہ کے مغربی لیٹن نسخہ میں مرقوم ہے کہ وہ بیٹے سے نکلتا ہے۔ جو آیات اس بات کی تائید میں ہیں یہاں مندرج ہیں۔

(۱) وہ مسیح کا روح کہلاتا ہے (روم ۸/۹)

(ب) بیٹا اُس کو باپ کی طرف سے بھیجتا ہے (یوحنا ۱۵/۲۶)

(ج) بیٹا فی الحقیقت اُس کو رسولوں پر عطا کرتا ہے (یوحنا ۲۰/۲۲)

اس سے ہم سیکھتے ہیں کہ جیسا وہ باپ کا روح ویسا وہ مسیح کا روح بھی کہلاتا ہے جیسا کہ باپ اُسے بھیجتا ویسا بیٹا بھی اُسے بھیجتا ہے۔ جیسا کہ باپ اُسے بخشتا ویسا بیٹا بھی بخشتا ہے۔

۱۰۔ اسکا علاقہ بیٹے سے۔ علاوہ اسکے نوشتوں کے اشاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خداوند اور پاک روح میں خاص علاقہ ہے اس طرح سے

(۱) جب ہمارے خداوند نے یروشلم میں عید خیمہ کے آخری دن کہا کہ اگر کوئی پیاسا ہو وہ میرے پاس آئے اور پیئے۔ اور زندہ پانی کی ندیوں کا جو اس شخص سے جو اسپر ایمان لائے جاری ہونگی ذکر کیا۔ مقدس یوحنا فرماتا ہے کہ اس نے یہ اُس روح کی بابت کہا جسے اُسکی ایماندار پانی پر تھے۔ لیکن اب تک نہیں کیونکہ روح القدس اب تک نہیں اترا تھا اسلیئے کہ یسوع ہنوز اپنے جلال کو نہ پہونچا تھا (یوحنا ۷/۳۸و۳۹) یہاں انجیل نویس صاف تعلیم دیتا ہے کہ اگرچہ مسیح نے روح القدس کی بھرپوری پائی تھی (یوحنا ۳/۳۴) اور اگرچہ روح اُسکے وسیلے اسکے لوگوں میں تحریک کرتا تھا (یوحنا ۶/۶۳) توبھی اُسکا تسلی دہ ہو کر عطا ہونا ہمارے خداوند کے جلال پر موقوف تھا۔

(۲) جب خداوند اپنے جی اُٹھنے کے بعد اپنے رسولوں سے پھر ملتا ہے اسرار اُنپھونکنے کے وسیلے اُن کو پاک روح کا انعام جسے اُس نے باپ کی طرف سے پایا تھا عطا کرتا ہے (یوحنا ۲۰/۲۲)

(۳) پنتکوست کے دن۔ روح کے عجیب نزول کے بعد مقدس پطرس فرماتا

ہے کہ یسوع نے خدا کے دہنے ہاتھ بلند ہو کر اور باپ سے روح پاکر جو کچھ اُسکے سامعین دیکھتے اور سنتے تھے ڈھالا (اعمال ۲/۳۳) اس طرح وہ سمجھاتا ہے کہ پاک روح باپ کی طرف سے لوگوں پر عطا ہوتا ہے لیکن مسیح کے وسیلے سے۔

(۴) پھر مقدس پولوس اپنے دوسرے دورے میں الٰہی مرضی سے روکا گیا کہ رومی ایشیا میں کلام نہ سُنائے تب اُس نے بطونیہ میں جانے کا ارادہ کیا پھر مسیح کی روح نے اُسے جانے نہ دیا (اعمال ۱۶/۷و۸)

(۵) آخر الامر مقدس پولوس رومیوں کو لکھکر کہتا ہے کہ جسمیں مسیح کا روح نہیں وہ اسکا نہیں (رومیوں ۸/۹) اور گلتیوں سے کہتا ہے کہ اس لیئے کہ تم بیٹے ہو خدا نے اپنے بیٹے کا روح تمھارے دلوں میں بھیجا جو اے ابّا یعنے اے باپ پکارتا ہے (گلتی ۴/۶)

۱۱۔ وہ باپ اور بیٹے سے نکلتا ہے۔ پس ہم ثالوث کے تین اقانیم کے علاقہ کی نسبت سمجھتے ہیں کہ (۱) باپ اکیلا فاعل ہے جس سے تمام چیزیں موجود ہیں (۲) اس سے بیٹا ازل سے مولود ہے (۳) کہ اس سے اور بیٹے سے پاک روح نکلتا ہے لیکن ہم اس بدعت کا انکار کر کے کہ الٰہی وحدت میں دوسرا مبدا ہے نہیں سمجھتے کہ روح بیٹے سے جیسا کہ ایک مبدا سے جو باپ سے علیحدہ ہے نکلتا ہے یا کہ وہ باپ سے بغیر بیٹے کے وسیلے سے نکلتا ہے اسلیئے۔ اب جو کچھ مسیح اپنی کلیسیا میں جو اُسکا بدن ہے کرتا ہے وہ اپنی روح کے وسیلہ کرتا ہے جو اس سے اور اُسکے تجسم سے اس انسانیت میں جسے وہ اب اور ابد تک آسمان میں پہنے ہوئے ہے خاص علاقہ رکھتا ہے۔ اسطرح روح القدس ایک خاص طور سے یسوع کا روح ہے (اعمال ۱۶/۷) اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگرچہ وہ تیسرا مبارک ثالوث کے پہلے و دوسرے اقنوم کے درمیان یگانگت کا رشتہ ہے اور جیسے کہ بعض بعض بزرگ کہتے ہیں وہ رشتہ ثالوث ہے۔

(۱۲) جنکی باپ اور بیٹے کے ساتھ پرستش وتعظیم ہوتی ہے - علاوہ بریں ثالوث کے پہلے اور دوسرے اقنوم کے ساتھ روح کی پرستش وتعظیم ہوتی ہے اور ابدالاباد تک ایسی ہی ہوتی رہے گی - جیسا اُسکی ذات الوہیت اور عظمت وہی ہے جو باپ اور بیٹے کی ہے ویساہی وہ آسمانوں کے آسمان میں تمام عزت پرستش اور تعریف آسمانی فوجوں سے پاتا ہے - جبکہ وہ اس تعریفی گیت کو بلاناغہ گاتے رہتے یعنی قدوس قدوس قدوس خداوند خدا قادر مطلق جو تھا اور جو ہے اور جو آنے والا ہے - اور جبکہ جلالی گیت آسمانی فوج سے لگاتار گایا جاتا تب زمینی عبادت آسمانی مقام کا جواب دیتی - مبارک روح کا نام اصطباغ کے حکم میں باپ اور بیٹے کے نام کے ساتھ (متی ۲۸/۱۹) اور رسولی برکت کے کلمہ میں (۲ قر ۱۳/۱۴) اور ٹی ڈیم میں اور ہر ایک مزمور کے بعد جیسا کہ وہ ہر ایک عیسائی کلیسا میں پڑھے جاتے ہیں اور ہر ایک دعا میں جو ثالوث کے نام پر ہوتی ہے ملا ہوا ہے - اور جو کچھ اب عبادت اور تعریف آسمان وزمین میں ہوتی ابدالاباد ہوتی رہے گی -

۱۳ - روح القدس تعلیم دینے والا - یوں روح باپ اور بیٹے کیساتھ تمام بزرگی جلال وعبادت میں شریک ہے اب ہم اسکے چند خاص کاموں پر غور کریں - پہلے وہ معلم ہے وہ سچائی کا روح ہے (یوحنا ۱۴/۱۷) اور اس نے اس کا کام ہے کہ مسیح کی چیزوں سے لیکر اُسکے رازدار جسم کے ممبروں کو بتلائے - ہمارے خداوند نے فرمایا کہ وہ میری چیزوں میں سے پائیگا اور تمھیں دکھائیگا (یوحنا ۱۶/۱۴) اور وہ یہ کام کلیسیا کے پے درپے زمانہ میں کرتا آیا اور کرتا ہے وہ مسیح کی تمام باتیں کلیسیا کو یاد دلاتا ہے اور جن باتوں کی شاگرد جبتک مسیح خود اُن کے ساتھ تھا برداشت نہ کرسکتے تھے وہی باتیں لوگوں کو سکھلاتا ہے - وہ رفتہ رفتہ مسیح اور مسیح کی باتوں کو لوگوں کے دلوں میں روشن کرتا رہتا ہے اور ان کو پوشیدہ باتوں کی

کی حقیقی سمجھ بخشتا ہے وہ بیٹے کو اپنی تمام عظمت میں رفتہ رفتہ ظاہر کرتا ہے اور اُس کے جلال اور کمال کی باتیں لوگوں کو بتلاتا ہے اسطرح کہ اگر وہ اُس کی ہدایت پر چلیں وہ بہت سے حصوں اور صورتوں میں اُس کی جو سچائی ہے اور سچائی کے پورے اور کامل عرفان کے لیئے انہیں آہستہ آہستہ تیار کرتا ہے (یوحنا ۱۴/۱۶) -

۱۴ - روح القدس شفیع - علاوہ اس کے وہ فارقلیط ہے (παράκλητος) اور (۱) وکیل، اور (۲) تسلی دہ یا قوت بخش دونوں کا کام کرتا ہے - اب قایل کرنا اور گنہگار ٹھہرانا وکیل کا بڑا کام ہے - دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر دار ٹھہرانا روح القدس کا خاص کام ہے (یوحنا ۱۶/۸) اور اُس نے یہ کام کیا اور اب بھی کرتا ہے - اُس نے اس زمانہ کے لوگوں کو جنھوں نے جلال کے خداوند کو قتل کیا اُن کے گناہ سے اُس کی کامل راستبازی سے اُس کی عدالت سے اُس کی موت کے وسیلے جو اس دنیا کے سردار پر ہوئی تقصیر وار ٹھیرایا - اس وقت سے وہ لوگوں کے دلوں اور ضمیروں پر گناہ کی حقیقی خاصیت ظاہر کرتا ہے - جب مسیح کی کامل راستبازی سے اور اُس عدالت سے جو گناہ کے بانی پر ہو چکی ہے اور اُس سے جو آخر ش ہونے والی ہے اسکا مقابلہ کیا جاتا ہے - لفظ گناہ نے ایسی عمیق معنی حاصل کیئے جو آمد سے پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے اور وہ آواز جو ہماری وعظ میں سنی گئی صدیوں سے گونجتی چلی آئی ہے اور قانونوں میں مثلوں میں تعلیمات میں بیان ہوتی ہے لیکن کبھی جاتی نہیں رہتی - گناہ سے ملزم ٹھیرانے والی آواز نے حقیقتاً لوگوں کی چال اور کاموں پر ایسی تاثیر نہیں کی جیسی کہ چاہیئے تھی لیکن بلاشک اُس نے ایک تاثیر کی ہے جو سنہ عیسوی سے پہلے معلوم بھی نہ تھی اور قومی تمیز اور جداگانہ ذمہ واری میں ترقی کر گئی ہے اس کے سوا دنیا کی سب سے زیادہ تہذیب یافتہ قومیں ایک قسم کی راستبازی کے خیال سے جو پہلے عنقریب نا معلوم تھی اور ایک آئیندہ عدالت کی جانچ سے جو زندگی کی تمام باتوں تک مشہور شدہ توڑوں کی عظمت

تک نادانی اور کمزوری کے گناہوں تک پہونچی جن سے مورخ اور تذکرہ نویس بے پرواہ ہیں اور جنکی لوگوں میں کچھ تاثیر معلوم نہیں ہوتی واقف ہوگئی ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ جداگانہ فرض اور جداگانہ ذمہ واری کی بابت وہ خیال کہ جنکو قدیم زمانہ کے بڑے عقلمند مشکل سے سمجھ سکتے دیہاتی مدرسہ کی عام باتیں جھونپڑی اور کوچہ کی مثل بن گئی ہیں۔ دنیا کو یہ الہام ویتا نہ نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

۱۵۔ روح القدس تسلی دینے والا۔ پھر فارقلیط نہ صرف وکیل ہے بلکہ تسلّی وہ وقوت بخش ہے۔ وہ مسیح کی کلیسیا کے لوگوں کو اُن کی مصیبتوں اور تکلیف میں قوت دیکر سنبھالتا اور جبکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا مانگیں اس دنیا میں وہ اُن کی کمزوریوں میں مدد کرتا اور آہیں مار کر جنکا بیان نہیں ہوسکتا اُن کی سفارش کرتا ہے (روم ۸/۲۶)۔ ہمارا خداوند حقیقتاً درمیانی اور شفیع بغیر ہماری درخواست کے ہمارے لیئے دعا کرتا ہے۔ پاک روح دوسرا شفیع جب کہ ہم دعا مانگتے ہم میں دعا کرتا ہے۔ وہ ہمکو دعا مانگنے کی ترغیب دیتا اور اگر ہم صرف لکڑیاں چُنیں تو وہ ہماری دعاؤں کی قربانی پر نازل ہوگا اور خوشبو خدا کے حضور پہونچے گی۔

۱۶۔ روح القدس پاک کرنے والا۔ لیکن پاکیزگی کا روح (روم ۱/۴) ہر ایک ایماندار کو رفتہ رفتہ پاک کرتا ہے۔ انسان جسکی اخلاقی قوتیں تمام نسل کے گنہگار ہونے سے کمزور اور ابتر ہوگئی ہیں آپ سے آپ خدا کی طرف رجوع نہیں ہوسکتا لیکن روح القدس مصلوب اور جلال یافتہ ابن آدم سے صادر ہوکر لوگوں کو نئی زندگی کا قاعدہ یعنی گناہ کو نیست کرنے کے لیئے حقیقی قوت عطا کرتا اور اُن کے دل میں الٰہی زندگی پیدا کرتا ہے۔ وہی ہے جو ہم میں اثر کرتا کہ اُس کی نیک مرضی کے مطابق چاہیں اور کام بھی کریں۔ اور اُس کی سکونت کا پھل محبت خوشی سلامتی صبر خیر خواہی نیکی ایمانداری فروتنی پرہیزگاری ہے (گلتی ۵/۲۲)۔ کیونکہ وہ فہمید عقل و مرضی کو پاک و روشن کرتا ہے۔

لیکن اُسکی قوت لوگوں کو مجبور نہیں کرتی وہ لوگوں کو اُن کی مرضی کے بغیر تابع نہیں کرتا۔ وہ اُن کی مرضی کو آزاد رکھتا ہے اور انسانی روح کی فیاض تاثیر کو جینے کے لیئے زندگی کی بو اور مرنے کے لیئے موت کی بو بنا سکتا ہے (۲ قر ۲/۱۶)۔ مسیحی زندگی میں بیدار نہ رہنے سے یا پیش کردہ فضل اور امداد کی غفلت سے ہم روح کے کام کو روک سکتے ہیں۔ جو الٰہی روشنی وہ ہم میں پیدا کرتا ہے ہم اُسکو بجھا سکتے ہیں جب وہ ہمیں پاک و مقدس کاموں کی طرف ترغیب دلاتا ہم اسکو روک سکتے ہیں جب وہ ہمارے دلوں کی ہیکل میں سکونت کرنا چاہتا ہم اسکو رنجیدہ کرسکتے ہیں۔ جب وہ ہمارے ساتھ ابد تک رہنے کو تیار ہے ہم اُسے غصہ دلا سکتے کہ ہمیشہ کے لیئے ہمیں چھوڑ جائے مقدس پولوس ایسے چال وچلن کے خلاف بڑی بھاری نصیحت کرتا ہے اور جو چاہتے ہیں کہ مبارک روح سب باتوں میں اُن کے دلوں کی ہدایت و حکومت کرے انھیں لازم ہے کہ اُسکے کلام پر خوب لحاظ رکھیں۔

باب نہم

نواں مسئلہ

رسولوں کا عقائد نامہ　　　　نکایا کا عقائد نامہ

پاک کلیسائے جامع پر مقدسوں کی رفاقت　　　　ایک مقدس جامع رسولی کلیسیا پر

پہلا حصہ

پاک کلیسیا جامع

۱- علاقہ - ہم آٹھویں مسئلہ میں خاصکر روح القدس کے کام کی بابت جو اُن جداگانہ لوگوں میں ہوتا تھا کہ وہ برگزیدہ لوگوں کے درمیان اُس کی قوت کے گواہ تھے کلام کرتے تھے - ہمارے خداوند کے جی اُٹھنے اور صعود کے بعد اُس نے اپنا فضل کثرت و بہتایت سے نہ صرف خاص لوگوں پر بلکہ کل بنی آدم پر بوسیلہ ایک متفق جماعت کے عطا کیا ہے یہ جماعت کلیسیا کہلاتی ہے - اور اِسی لیئے مشرقی و مغربی عقائد ناموں کے نویں مسئلہ میں روح کے اِس بڑے کام کا ذکر ہوتا ہے اور رسولی عقائد نامہ میں کلیسیا "پاک" و "جامع" کہلاتی اور نکایا کے عقائد نامہ میں لفظ "ایک" اور "رسولی" زیادہ ہیں -

(۲) لفظ کلیسیا کے لیئے عہد جدید میں یونانی لفظ اکلیسیا (EKK[illegible]) ہے - اصل میں اس لفظ کے معنی لوگوں کی ایک جماعت تھی جو اتھینی میں ایک ہرکارے کے ذریعہ سے قانون بنانے کے لیئے بلائے جاتے تھے - یہ لفظ مجلس یا جماعت کے معنی میں عہد عتیق کے سترونکے ترجمہ میں کل اسرائیلی قوم کیواسطے

بارہا مستعمل ہوا ہے جسکو خدا نے دنیا کے باقی لوگوں میں سے اپنی وحدنیت پر گواہی دینے اور اپنے حکموں کو حفظ کرنے اور خلاصی کی امید زندہ رکھنے اور ایسی قوم کے نمونہ دکھلانے کے لیئے جو راستبازی اور حقیقی پاکیزگی میں رہتی ہے بلایا۔

۳- یہ لفظ ہمارے خداوند نے استعمال کیا - ہمارے خداوند نے اِس لفظ کو پہلے اُس وقت استعمال کیا جب کہ پطرس نے وہ مشہور اقرار کیا کہ تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے تو اُس نے کہا تو پطرس ہے اور میں اِس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤنگا اور عالم ارواح کا اختیار اُسپر نہ چلے گا (متی ۱۶/۱۸) اِس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کلیسیا اُسوقت تک موجود نہ تھی - لیکن وہ اپنی خدمت کے تمام وقت میں اُس کے ظاہر ہونے کے لیئے تیاری کرتا تھا۔ اُس نے اُس کے بنیادی پتھروں کے لیئے اپنے بارہ رسولوں کو چنکر سکھلایا اُس نے پاک اصطباغ کو اُس میں داخل ہونے کی سکرمینٹ مقرر کیا - اُس نے پاک عشار کو اپنے اور اُس کے ممبروں کے درمیان یگانگت کا رشتہ ٹھیرایا اُس نے اُسے اپنے ہی خون سے جب وہ کلوری پر مرا اپنے لیئے مول لیا (اعمال ۲۰/۲۸) اُس نے اپنے جی اُٹھنے کے بعد اپنے رسولوں کو حکم دیا کہ لوگوں کو نہ صرف ایک قوم میں سے یعنے یہودیوں میں سے بلکہ تمام دنیا میں سے اُس میں بلاؤ (متی ۲۸/۱۹و۲۰) - اُس نے اپنے صعود کے دس دن بعد پاک روح اور اُس کی قوت معرفت اور بولنے کی طاقت کی نعمتوں کو اسپر عطا کیا - اور مقدس پطرس کی منادی کے وسیلہ تین ہزار آدمی اس تمہیدی سکرمینٹ کے ذریعہ جسے اس نے خود مقرر کیا تھا شامل ہوئے (اعمال ۲/۴۱) -

۴- کلیسیا کی ترقی - کلیسیا اگرچہ پہلے رائی کے دانہ کی مانند جس کے ساتھ

ہمارے خداوند نے اُسے تشبیہہ دی تھی۔ چھوٹی تھی تو بھی وہ رفتہ رفتہ یروشلم سے سامریہ تک اور وہاں سے گلیل تک اور وہاں سے رومی سلطنت کے دُور دراز حصّوں تک پھیل گئی۔ جبکہ وہ پھیل رہی تھی کلیسیا (۱) بعض وقت تمام مسیحیوں سے جو روے زمین پر پھیل گئے تھے (افسی ۵/۲۳) (۲) بعض وقت عیسائیوں کی ایک جماعت سے کسی خاص شہر یا ملک میں جیسے یروشلم میں (اعمال ۸/۱) انطاکیہ (اعمال ۱۳/۱) افسس (اعمال ۲۰/۱۷) تسلونیقیہ (اتسلونیقیہ ۱/۱) قرنتھ (اقر ۱/۲)۔
(۳) بعض وقت عیسائیوں کے ایک چھوٹے مجمع سے جو کسی کے گھر میں رہتے یا آتے تھے مثل پرسقا اور اقولا کے (روم ۱۶/۵) نخفاس کے (قلسی ۴/۱۵) یا فلیمون کے (فلیمون ۱/۲) منسوب ہوتی تھی۔ اگرچہ اِس جماعت کی ظاہری صورت شروع میں غیر مشہور تھی۔ تو بھی اسکے پھیلنے کا احوال تمام تواریخ میں ایک انوکھا واقعہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ متواتر پھیل رہی ہے "وہ نالہ کے مانند دریا سے نکلی اور شل جو کے باغ میں گئی اور دیکھو نالہ دریا بن گیا اور دریا سمندر" جو کچھ واقعہ ہوا ہے یہ صرف اسکا بیان ہے۔ اور اُس کا واقعہ ہونا اتنا یقینی ہے جتنی کہ رومی سلطنت کی ترقی۔ یہ تواریخ میں ایک بڑا واقعہ ہے ہم اسپر جو چاہیں سو خیال کریں۔

۵۔ **سلطنت**۔ کہتے ہیں کہ دنیا میں صرف ایک چیز ہے جس سے ہم اِس عجیب جماعت کو تشبیہ دے سکتے ہیں اور وہ سلطنت ہے۔ سلطنت کیسی ہی صورت میں ہو خواہ جمہوری یا شخصی وہ ایک عجیب ظہور ہے۔ اِس میں بڑے بڑے خیال پیدا ہوتے جو لوگوں کے دلوں میں جڑ پکڑ کر کارآمد بن جاتے ہیں اسی طرح جہانتک کلیسیا ایک انسانی جماعت ہے وہ اُن بڑے خیالوں کی جو ہمارے خداوند کے مجسم موت۔ جی اُٹھنے اور صعود سے دنیا میں آئے

پناہ و جگہ ہے جیسے انسانی جماعت اپنے بڑے خیالوں کو یعنی عدالت آزادگی حب الوطنی سچائی۔ خاندانی رشتہ اور قانون کی عزت انتظامی سلطنت میں قایم رکھتی ہے ویسی ہی مسیحی جماعت اپنے بڑے خیالوں کو یعنے نادیدہ پر توکل زندگی اور چلن کے نمونہ اپنے فرایض اپنی یادگاری اپنی اُمید خدا سے اپنا علاقہ اور مسیح کی نسبت اپنی خاص فرمانبرداری ایک منتظم اور غیر فانی مجلس یعنی عیسائی کلیسیا میں قایم رکھتی ہے۔

(۶) **دیدہ و نادیدہ کلیسیا**۔ جو کلیسیا اِس طرح شروع ہوئی وہ دیدہ و نادیدہ بھی ہے یہ بات عقائد نامہ کے اِس مسئلہ سے ثابت ہوتی ہے "ہم نہیں کہتے کہ میں ایک پاک کلیسیا جامع کو دیکھتا ہوں بلکہ میں اُسپر اعتقاد رکھتا ہوں"۔

(ا) کلیسیا دیدہ ہے۔

(۱) جہانتک کہ وہ ایک جماعت ہو کر ظاہرا اپنی شہادت دیتی اور دنیا کے لوگوں پر اثر کرتی ہے۔

(۲) جہانتک کہ وہ بلند جگہ پر ہے اور ایک پہاڑی شہر کی مانند جو چھپ نہیں سکتا۔

(۳) جہاں تک کہ اُس میں ایک جماعت کے لوگ ہیں جو اُس کے فضل کے وسیلوں کو جنہیں خود مسیح نے مقرر کیا تھا بجا لاتے ہیں۔

(ب) کلیسیا نادیدہ ہے۔

(۱) جہانتک کہ مسیح اسکا سر نادیدہ ہے۔

(۲) جہانتک کہ وہ ایک دیدہ جماعت ہے جسکے تصرف میں نادیدہ فوائد ہیں

(۳) جہانتک کہ نہ صرف وہ جو اب زمین پر زندہ ہیں بلکہ وہ انبوہ کثیر جسکو کوئی شمار نہیں کر سکتا جو اس جہان سے کوچ کر گیئے اور آرام میں ہیں اور

جنہیں خدا نے مسیح کے رازدار بدن کے زندہ اعضا کے ساتھ ایک ہی رفاقت اور شراکت میں ملا لیا ہے اسمیں شامل ہیں۔

۷۔ **کلیسیا کی صفات** ۔پہلی صفت اس نادیدہ جماعت کی جسمیں نادید فوائد ہیں یگانگت ہے۔ کلیسیا ایک ہے۔ پس یہ یگانگت یوں ظاہر ہوتی ہے (۱) کلیسیا کے سب ممبر ایک ہی روح میں ایک ہی اصطباغ پاتے ہیں (۲) سب ایک ایمان میں اور بلاہٹ کی ایک اُمید میں شریک ہیں (۳) سبھوں کا ایک ہی ہمیشہ رہنے والا سر یسوع مسیح ہے جسکے ساتھ وہ ایک روح کے وسیلہ وصل کیئے گیئے ہیں (۴) اور اس طرح وہ سب اپنے ایک خدا اور باپ میں ایک ہو جاتے ہیں۔ کلیسیا مسیح کا زندہ بدن ہے اور وہ اُس میں ہمیشہ رہتا ہے۔ اور اپنا وعدہ کہ دیکھو میں زمانہ کے تمام ہونے تک ہر روز تمھارے ساتھ ہوں۔ ہمیشہ پورا کرتا ہے (متی ۲۸/۲۰) انگور کی بہت سی شاخیں کل جہان میں پھیل جاتی ہیں لیکن وہ اپنی زندگی اس سے جو اپنی جلال یافتہ انسانیت میں جلانے والی اور پاک کرنے والی قوت کا اکیلا سرچشمہ ہے حاصل کرتی ہیں۔

۸۔ **کلیسیا کی یگانگت** اس زمانہ کی حالت میں صرف ایمان کی بات ہے ہم اس یگانگت کو باوجود تمام مخالف باتوں کے اور نفاق اور بدعتوں کے جن سے یہ روحانی جماعت ٹوٹ گئی ہے حقیقی بات جانتے ہیں۔ ہم باوجود اس جُدائی اور نقص کے مان لیتے کہ وہ زندگی جو کلیسیا میں اب تک جاری رہتی اور کہ وہ جس سے کہ اپنی زندگی حاصل کرتی یقیناً رفتہ رفتہ بہت طرح سے اسکے وسیلے اپنے تئیں ظاہر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ آخرش اُس کے بہت سے عضو جیسے کہ ایک چوپان ہے ایک گلہ بنجائینگے (یوحنا ۱۰/۱۶) ہمارا خداوند اپنی سردار کہانت والی آخری دعا میں یہ نہیں مانگتا کہ اُسکے

شاگرد اس یگانگت میں رہیں جس میں کہ وہ رہتے تھے لیکن کہ ازلی باپ اُنہیں اپنے نام میں رکھے تاکہ وہ اعلےٰ درجہ کی یگانگت میں ایک ہوں جیساکہ باپ اور بیٹا ایک ہیں (یوحنا ۱۷/۱۱) اور جبکہ مقدس پولوس افسس کے عیسائیوں کو صلح کے بند سے روح کی یگانگت کے رکھنے کے لیئے سرگرم ہونے کو نصیحت کرتا۔ تب ہی وہ ایمان کی حقیقی یگانگت اور خدا کے بیٹے کی کامل اور گہری معرفت حاصل کرنے کا بلکہ مسیح کے پورے قد کے اندازے تک پہونچنے کا ذکر کرتا ہے (افسی ۴/۱۳)۔

۹۔ **پاک** ۔ کلیسیا کی دوسری صفت پاکیزگی ہے۔ جیساکہ انسان کے جسم میں سر کی کمالیت سے ہم عضووں میں اُسی کمالیت کی راہ دیکھتے ویسے ہی جبکہ کلیسیا میں ایک بدن ہے تو وہ اُس کی پاکیزگی میں جسکے ساتھ وہ مل گئی ہے ضرور حصہ پاتی ہے۔ مقدس پولوس اس کا خاص سبب کہ کیوں اُس نے کلیسیا کو پیار کیا اور اپنے تئیں اُس کے بدلے دیدیا یہی بتلاتا ہے۔ کہ وہ اُسکو صاف پاک کر کے مقدس کرے (افسی ۵/۲۶)۔ اب کلیسیا پاک ہے نہ اسلیئے کہ اُسکا ہر ایک عضو پاک ہے کیونکہ اس فانی زندگی میں کڑوے دانہ ہمیشہ گیہوں کے ساتھ (متی ۱۳/۲۴) اناج بھوسی کے ساتھ (متی ۳/۱۲) اچھی مچھلی بری کے ساتھ (متی ۱۳/۴۷) بھیڑیں بکریوں کے ساتھ ملی رہیں گی (متی ۲۵/۳۲) مگر کلیسیا پاک ہے (۱) باعتبار اپنے سر کے (۲) باعتبار اُس مقصد کے جسکے لیئے وہ قایم ہوئی۔

۱۰۔ **کلیسیا کی پاکیزگی** ۔ کلیسیا پاک ہے۔

(۱) باعتبار اپنے سر کے کیونکہ وہ مسیح سے جو پاک ہے شروع ہوئی اسی میں جوڑی گئی۔ اس سے زندگی حاصل کرتی اسکے تابع رہتی اور اُسکا رازدار جسم ہے جو محض مقدس ہے (افسی ۵/۲۹-۳۲)۔

(۲) باعتبار اپنے قائم ہونے کے مقصد کے۔ کیونکہ وہ گناہ کے مقابل دوامی جنگ کرنے کو برائی کے نیست کرنے کو دنیا میں پاکیزگی پیدا کرنے بڑھانے اور اُسکا نمونہ ظاہر کرنے کو۔ اور لوگوں کی ایک جماعت بنانے کو قائم ہوئی تاکہ وہ اُس کی تعریف ظاہر کرے جو اسلیئے آیا تاکہ ہم کو تمام بُرائی سے چھُڑائے اور ایک خاص اُمّت کو جو نیکوکاری میں سرگرم ہو اپنے لیئے پاک کرے (طیطس ۲/۱۴)

اِس لیئے ہمارے سرافراز خداوند نے کلیسیا کو پاک کرنے کے وسایل یعنے پاک سکرمینٹ۔ پاک قانون۔ پاک تعلیم عطا کیئے ہیں۔ اور اس لیئے جبکہ کلیسیا کی تواریخ ایک طرف بڑے بڑے تانون آشکارا فتوحات اور عجیب چھٹکاروں کی تواریخ ہے اور دوسری طرف بے پایان ضلالت بڑی رسوائی اور بھاری قصوروں کی ہے تو بھی اُسکا حقیقی مدعا روحانی جماعت ہوکر اپنے عضوؤں اور دنیا میں پاکیزگی بڑھانے کا ہے اور جو پولوس اپنے حق میں کہتا ہے کہ ایسا نہیں کہ میں ہنوز پاچکا یا اب تک کامل ہوا (فلپی ۳/۱۲) وہی کلیسیا اپنی بابت کہتی ہے +

۱۱۔ جامع۔ عقائد نامہ میں کلیسیا کی تیسری صفت یہ ہے کہ وہ جامع ہے لفظ کاتھلک و جامع یُونانی صفت کتھالیکاس (Kαθολικός) سے نکلا ہے جسکے معنی "تمام میں پھیلا ہوا" کے ہیں۔ وہ پاک نوشتوں میں نہیں ملتا اور اگرچہ قریبًا تمام مشرقی عقائد ناموں میں پایا جاتا ہے تو بھی مغربی عقائد ناموں میں چوتھی صدی تک یہ خطاب کلیسیا کو نہ دیا گیا تھا۔ قدیم عیسائی مصنف اسے کلیسائے عامہ یا جامع کے لیئے بالعوض عیسائیوں کی کسی خاص جماعت کے استعمال کرتے تھے۔ جیسے کُل بنی آدم کی قیامت عام یا جامع کہلاتی ہے ویسے ہی کلیسیا باعتبار مکان و زمان اور تعلیم کے عام یا جامع کہلاتی ہے +

۱۲۔ کلیسیا باعتبار زمان کے جامع۔ کلیسیا باعتبار زمان کے جامع یا عام ہے اسلیئے کہ وہ تمام زمانوں سے ہے۔ اور دنیا کے آخر تک رہیگی۔ وہ اپنی تیاری کے زمانہ کی نسبت مثل تازائیدہ بچّے کے جو اپنی ماں کے رحم میں ہے یہودی کلیسیا کی گود میں تھی اور پنتیکوست کے دن کے بعد بھی رسول نہ چاہتے تھے کہ آپ کو یا اپنے نومریدوں کو یہودی ملکی اور دینی انتظام کی رفاقت سے جدا کریں۔ وہ ہیکل کو جاتے اور قربانیوں کی عبادت میں شامل ہوتے اور پہلے غیر قوم نومرید بھی یروشلم میں سچے خدا کی عبادت ہیکل میں کر سکتے تھے۔ کلیسیا کی موجودہ اور آیندہ ترقی کی بابت وعدہ کیا گیا ہے کہ اُسپر عالم ارواح کے دروازے غالب نہونگے اور کہ وہ آن سب سلطنتوں پر جو اُس کی مخالف ہیں فتحیاب ہوگی +

۱۳۔ کلیسیا باعتبار مکان کے جامع۔ دوم باعتبار مکان یا وسعت کے جامع ہے۔ یہودی کلیسیا جامع نہ تھی۔ وہ صرف ایک ہی قوم تھی اُسکی قربانیاں صرف ایک ہی مذبح پر ایک ہی ہیکل اور ایک ہی مکان میں یعنی یروشلم میں ہوسکتی تھیں۔ لیکن یہ نبوتًا کہا گیا تھا کہ ابرہیم اور اضحاق اور یعقوب کی نسل میں یعنی مسیح میں زمین کی تمام قومیں برکت پائیں گی (پیدائش ۲۲/۱۸) اور زبور میں ازلی باپ ازلی بیٹے سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ مجھسے مانگ کہ میں تجھے قوموں کا وارث کرونگا اور زمین سراسر تیرے قبضہ میں کردوں گا (زبور ۲/۸) اور اس کے مطابق ہمارے خداوند نے اپنے رسولوں کو حکم دیا کہ وہ تمام دنیا میں جاکر ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کریں (مرقس ۱۶/۱۵) اور ہر ایک فرقہ اور اہل زبان اور اُمّت اور قوم میں سے اُس کی کلیسیا میں جمع کریں (مکاشفہ ۵/۹) یہانتک کہ اُن کی آواز تمام روئے زمین اور اُنکی

باتیں دنیا کی حدوں تک پہونچیں (روم ۱۸/۱۰) اسطرح کلیسیا باعتبار وسعت کے جامع ہے۔ کیونکہ وہ کسی قصبہ شہر صوبہ اقلیم یا ملک کی حد میں معین نہیں ہوسکتی بلکہ تمام دنیا اور کل قوموں میں پھیلی ہوئی ہے +

۱۴۔ کلیسیا باعتبار تعلیم کے جامع ہے۔ لیکن جیسا یروشلم کا مقدس سرِل کہتا ہے کہ کلیسیا جامع ہے نہ صرف اس لیئے کہ تمام بنی آدم اور تمام زمانے اسمیں شامل ہیں بلکہ اس لیئے بھی کہ تمام ضروری سچائی اسے سونپی گئی اور اسے حکم دیا گیا کہ سب تعلیمات جو لوگوں کو ماننا ضرور ہے ہر کہیں سکہائے۔ کلیسیا کو ایک عام بائبل اور ایک عام انجیل سپرد ہوئی ہے۔ کوئی البشر نہیں کہ جسکو پاک نوشتہ اور کلیسیا کے پیغام مفید و ضرور نہیں۔ بعض باتوں میں سب لوگ یکساں ہیں سب لوگوں کو خدا کی حقیقی ذات کی معرفت ضرور ہے۔ سبھوں نے گناہ کیا ہے سب لوگ ظاہری لگاڑ کے چشمہ سے واقف ہیں۔ سبھوں کو اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرنے کا کوئی طریقہ ضرور ہے۔ سب کو خدا کے ساتھ پھر ملجانے کو الٰہی مدد درکار ہے۔ اب کلیسیا کو قوموں کی شفا بخشنے کے لیئے تمام ضروری اور صحت بخش سچائی جو تمام ملکوں میں تمام سلطنتوں میں تمام بیرونی حالات میں اور ہر قسم کی تہذیب اخلاق اور عقلی اصلاح میں مفید ہے سپرد ہوئی ہے

۱۵۔ رسولی۔ نکایا کے عقائد نامہ میں صفت جامع کے سوا کلیسیا رسولی بھی کہلاتی ہے۔ اگرچہ عہد جدید میں یہ لفظ نہیں پایا جاتا تو بھی مقدس پولوس کے بعض الفاظ میں جو افسیون کے خط میں ہیں سمجھا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اب تم بیگانہ اور مسافر نہیں بلکہ مقدسوں کے ہم شہری اور خدا کے گھرانے کے ہو اور رسولوں اور نبیوں کی نیؤں پر جہاں یسوع مسیح آپ کونے کا سرا ہے ردّے کی طرح اٹھائے گیئے ہو (افسیون ۲۰/۲) پس یہاں کلیسیا کے

رسولی کہلانے کا پہلا سبب یہ ہے کہ وہ رسولوں کی نیؤ پر بنائی گئی۔ لیکن اور بھی سبب ہیں۔ کلیسیا نہ صرف رسولی نیو پر مبنی ہے بلکہ وہ ہمارے خداوند کے تجسم کی اور بلند شدہ زندگی کے کاموں کی بابت رسولوں کی تعلیم لیئے رہتی اور وہ اُس کو متواتر اپنی مختلف عبادات اور عقائد ناموں کے بار بار پڑھنے اور پاک موسموں کی تعلیم کے وسیلہ ظاہر کرتی اور سکھلاتی ہے اور اسی تعلیم میں وہ قایم رہتی ہے۔ علاوہ اس کے دنیا کے لیئے جیسا کہ پہلے رسولوں کو ویسا اب تک اسے ایک پیغام سپرد ہوا ہے۔ جو کلام ہمارے خداوند نے پہلے ایسٹر ڈے کی شام کو دسّوں سے کہا تھا کہ جس طرح باپ نے مجھے بھیجا میں بھی اسی طرح تم کو بھیجتا ہوں (یوحنا ۲۱/۲۰) اب وہ آپ اپنی کلیسیا سے کہتا ہے کہ اُسکو بنی آدم کے لیئے الٰہی پیغام سپرد ہوا ہے۔ جیسے اسوقت ویسے اب کلیسیا کے لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ سپاہی کی مانند کام کریں۔ انسانی نادانی وگناہ کیساتھ ہمیشہ لڑیں انسانی روحوں کو سکھلائیں۔ تسلی دیں آگاہ کریں اور اس شخص کی جس نے خدائے مجسم ہوکر انسان اور انسان کی نجات کے لیئے انسانی زندگانی گزرانی اور انسانی موت مرا۔ خوشخبری سنائیں +

۱۶۔ خاتمہ۔ پس دنیا میں اور دنیا کے لیئے کلیسیا کا ایک خاص کام ہے اور اسلیئے بھی وہ رسولی ہے۔ وہ مسیح کا جسم اور ایک بڑی روحانی جماعت بھی ہے اور جسطرح کل سمندر ایک ہوکر مختلف مقامات میں مختلف نام رکھتا ہے اسیطرح کلیسیا جامع مختلف جماعتوں میں منقسم ہے۔ جن میں ہر ایک خود کلیسیا کہلاتی ہے کیونکہ جیسا مقدس اگسطین فرماتا ہے کہ کلیسیا جامع میں بہت سی کلیسیائیں شامل ہیں۔ حقیقی انگور کے درخت کی بہت سی شاخیں باعتبار مکان و زمان کے ایک دوسرے سے علیحدہ ہوسکتی ہیں۔ وہ زبان و رسومات میں مختلف ہوسکتی

ہیں لیکن وہ سب کے سب باپ بیٹے اور روح القدس کی عبادت کرتی ہیں۔ وہ سب اس رسولی ایمان کے لفظوں میں اسکا اقرار کرتی ہیں وہ سب کے سب اسکو وہی مقدس نذرانہ گزرانتی ہیں۔ اور اگرچہ ہر ایک اپنے لیئے تو بھی وہ باقیوں کے لیئے بھی یعنی مسیح کی تمام کلیسیا کیواسطے جو اس روئے زمین پر لڑائی میں ہے دعا مانگتی ہے۔ اسی طرح سے اُس بڑی دیدہ جماعت کی تواریخ میں جسمیں نادیدہ قوتیں ہیں قوموں کی تواریخ صرف ایک چھوٹا سا قصہ ہے۔ وہ نیست ہو جاتی ہیں لیکن یہ باقی رہتی ہے وہ ساز و سامان تیار کرتیں اور یہ اُن سے خدا کی عبادت کے لیئے نئی عبادت گاہوں کو تعمیر کرتی ہے ❖

حصۂ دوم

مقدسوں کی رفاقت

(۱) علاقہ۔ رسولوں کے عقائدنامہ میں کلیسیا کے مسئلہ کے بعد یہ جملہ یعنے مقدسوں کی رفاقت آتا ہے۔ تمام مشرقی عقائدناموں میں اور اُن مغربی عقائدناموں میں بھی جنکا مقدس اگسطین اور روفنیس بیان کرتے ہیں نہیں پایا جاتا۔ غالباً یہ آٹھویں صدی کے آخر تک مقرر نہوا تھا اور اسکا مطلب یہ تھا کہ ہمکو یاد دلائے کہ کلیسیا کی خدمت کو اس دنیا تک منحصر نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اُن کو بھی جو اُس کے ایمان اور خوف میں کُوچ کر گیئے مسیح کی کُل جماعت میں شامل کریں ❖

(۲) مقدسین۔ عہد جدید میں لفظ مقدسین یا پاک لوگ کل مسیحی اصطباغ یافتہ لوگوں سے جو کسی شہر یا ضلع میں ہوں بارہا منسوب ہوتا ہے۔ جیسا کل اسرائیلی

لوگ نبیوں سے پاک قوم (خروج ۲۲/۳۱) یعنی وہ لوگ جو دنیا کے باقی لوگوں سے جدا ہو کر خدا کی عبادت کے لیئے مقرر ہوئے کہلاتے ہیں۔ یوں ہم پڑھتے ہیں کہ مقدس پطرس تمام اطراف گزر کر اُن مقدسوں کے پاس جو لدّا میں رہتے تھے آیا (اعمال ۹/۳۲) پھر مقدس پولوس یروشلم کے مفلس مقدسوں کے لیئے چندہ کا ذکر کرتا ہے (روم ۱۵/۲۶) اور اخایہ کے مقدسوں کا بھی (۲ قر ۱/۱) اور اُن سب مقدسوں کو جو مسیح یسوع میں فلپی اور افسس میں شامل ہیں لکھتا ہے (فلپی ۱/۱ - افسی ۱/۱) اسی طرح یہوداہ رسول بھی اس ایمان کی بابت جو ایک لخت مقدسوں کو سونپا گیا لکھتا ہے (یہوداہ ۳) اِن سب آیتوں میں یہ لفظ اِن سب لوگوں سے جو مسیحی ایمان کا اقرار کرتے جو اُس کی عبادت کے لیئے جدا کیئے گیئے اور مقرر ہوئے اور جو اس سبب سے پاکیزگی میں چلنے کے لیئے بلائے گیئے ہیں منسوب ہوتا ہے ❖

۳۔ دنیا پر کے مقدسین۔ ایسے مقدسوں کی دو قسمیں ہیں۔ زندہ مقدسین ہیں اور عالم ارواح کے مقدسین بھی ہیں۔ اب مسیح کے بدن کے عضو بارہا باعتبار مکان و زمان کے ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں۔ لیکن ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ خواہ کسی قوم خواہ کسی زمین میں ہوں وہ باپ بیٹے اور روح القدس کے ساتھ اور پاک فرشتوں کے ساتھ بھی جو اُن کے فائدہ کے لیئے خوشی سے اُن کی خدمت کرتے ہیں رفاقت و صحبت رکھتے ہیں (عبرانی ۱/۱۴) پھر بھی ہم مان لیتے ہیں کہ وہ فی الحال کیسے ہی جدا و علیحدہ ہوں تو بھی وہ ایک ساتھ پیوستہ ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ رفاقت و صحبت رکھتے ہیں کیونکہ وہ سب کے سب ایک ہی راز دار بدن کے عضو ہیں وہ سب کے سب ایک ہی سر سے جوڑے ہوئے ہیں۔ اور سبھوں کا ایک ہی ایمان ایک اصطباغ اور اپنی ملاہٹ کی

ایک ہی اُمید ہے (افسی ۴/۴و۵)+

۴- **کوچ کردہ مقدسین** - لیکن قدیم مصنف جنھوں نے عقائدنامہ کے اس مسئلہ کا ذکر کیا یہ سمجھے کہ وہ خاصکر اس رفاقت سے جو زمین پر کے مقدسین کوچ کردہ مقدسوں کے ساتھ رکھتے تھے جنھوں نے اپنے دَور کو ختم کیا اور اس گناہگار دنیا کی مصیبتوں سے رہائی پائی - منسوب ہوتا ہے (۲ تمطاؤس) فی الواقع موت جو روح و بدن کی جدائی کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس رازدار یگانگت کو جو زندگی کے وقت اُن کے اور اُن کے سر کے درمیان تھے علیحدہ نہیں کرسکتی - وہ خدا کی محبت سے جسکے لیئے سب جیتے (لوقا ۲۰/۳۸) اور مسیح کی محبت سے جو اُن کے گزر جانے کے سبب اُن کا سر ہونے سے باز نہیں رہتا جدا نہیں ہوئے ہیں - جیسے کہ ہم ویسے وہ بھی مبارک ثالوث کے تین اقانیم اور پاک فرشتوں کے ساتھ رفاقت رکھتے ہیں - جیسے کہ ہم ویسے وہ بھی اپنے لے پالک ہونے یعنی بدن کی رہائی کے لیئے سرگرمی سے منتظر ہیں (روم ۸/۲۳) جیسے کہ ہم اسوقت کے مشتاق ہیں جب آخری اور کامل فتح حاصل ہوگی (روم ۸/۱۹) ویسا وہ بھی جو اس رازدار بدن کے ہمارے ساتھ شریک نہیں - اس پُوری ملیت کا اور خوشی کی جسے وہ ایک دن ہمارے ساتھ خدا کے ابدی جلال میں حاصل کرینگے راہ دیکھتے ہیں +

۵- **مقدسوں کی رفاقت** - عبرانیوں کے خط کا مصنف اپنے زمانے کے یہودیوں سے کہتا ہے کہ وہ تمام جماعت اور پہلوٹوں کی کلیسیا کے پاس اور خدا کے پاس جو سبھوں کا حاکم ہے اور کامل کیئے ہوئے راستبازوں کی روحوں کے پاس آئے تھے (عبرانی ۱۲/۲۳) اسکا کلام پر معنی ہے وہ ان لوگوں کا جو مسیح کے ایمان میں کوچ کر گیئے ہیں ایسا ذکر نہیں کرتا کہ گویا وہ اُن سے جو

اب تک اس فانی زندگی کی وادی میں رہتے ہیں ایک بے گزر گڑھے کے سبب جُدا کیئے گیئے ہیں - وہ زندوں کا یوں خیال کرتا ہے کہ وہ کامل کیئے ہوئے راستبازوں کی روحوں کے پاس لائے گیئے ہیں - دنیا جو حقیقتاً نگاہ سے چلتی نہ ایمان سے اور کبھی کسی چیز کو جو غیر محسوس ہو نہیں مانتی کوچ کیئے ہوؤں کو ترس کی نگاہ سے دیکھتی اور اُن کو رحم اور حقارت کے نام سے پکارتی ہے کہ گویا وہ بیہوش اور صرف سایہ ہیں گویا ہم روشنی میں اور وہ تاریکی میں ہم قوت و اختیار میں وہ کمزوری میں ہم زندہ وہ مُردہ نگاہ سے پرے دل سے دُور ہیں - لیکن نوشتوں کی تعلیم سے ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ جو گزر گیئے وہ ایک طور سے زندوں کی نسبت حقیقتاً زیادہ زندہ ہیں اور کلیسیا اُن سے جو اب تک دُنیا میں ہیں اور اُن سے جو شمار میں بے حساب ہیں جو اپنی محنتوں سے آرام پاتے بنی ہے - جس نے انھیں اپنے پاس بُلایا ہے وہی اُن کو آرام دیتا ہے لیکن یہ پتھر کی مانند بے حس و حرکت ہونا آرام نہیں ہے - جیسا کہ خدا نے خلقت کے کام سے آرام پایا اور تو بھی اب تک کام کرتا ہے (یوحنا ۵/۱۷) ویسا وہ جس میں قدرت مطلق اور ابدی آرام دونوں پائے جاتے جو کچھ کہ وہ اپنی بھرپوری میں ہے اپنے برگزیدوں کو اُن کے حوصلہ کے مطابق عنایت کرتا ہے +

۶- **اُن کی رفاقت ہمارے ساتھ اور ہماری اُنکے ساتھ** - پس مسیح کے رازدار بدن کے کوچ کردہ عضو اس بدن کے زندہ اعضا کے ساتھ رفاقت رکھتے ہیں - وہ ہمارے ساتھ اپنی خوشی کی تکمیل کے منتظر رہتے اور ہمارے ساتھ مسیح کی سلطنت کی راہ دیکھتے ہیں اور دعا مانگتے کہ وہ اسے جلد ظاہر کرے - علاوہ بریں ہم اُن کے ساتھ رفاقت رکھتے ہیں - ہم اُن کے فتحیاب ہونے کے لیئے خدا کی تعریف کرتے - اور اُس کے ایمان اور خوف میں اُن کے اس زندگی سے گزر کرنے کے لیئے اس کے پاک نام کو مبارک جانتے ہیں - ہم اس کی منت کرتے کہ ہمیں فضل

کرے کہ اُن کی نیک چال اختیار کریں اور اُن کے ساتھ اُس کی آسمانی بادشاہت کے شریک ہو جائیں {دعا کے عام قانون کے مطابق ہم مانگ سکتے ہیں کہ اس دن اُن پر رحم ہو جیسا کہ مقدس پولوس نے انی سیفرس کے لیئے مانگا (۲ تم ۱۸) اور اُس سے جو اُن کا باپ اور ہمارا باپ اُن کا خدا اور ہمارا خدا ہے ہم منت کر سکتے ہیں کہ اُن کو آرام سلامتی تازگی مدامی روشنی جلال دیدار کے لیئے لیاقت فرحت بخش قیامت اور آخری دن رحم کا انصاف بخشے} +

۷ - مقدسوں کے دن - کلیسیا نے اس اُمید کاملہ اور قوی پر خدا کے مقدسوں کی یادگار کے لیئے خاص دن مقرر کیئے ہیں اور سب مقدسوں کے دن وہ تمام پسندیدہ کام پاک زندگی عمدہ محنت سخت مُصیبت جو آفتاب نے کبھی دیکھی اُسکے سامنے یادگاری کے لیئے اختصاراً پیش کرتی ہے - وہ پیغمبروں کی شریف مجلس کی شہیدوں کی نامدار فوج کی کلیسیائے جامع کے فرزندوں کی جنھوں نے اپنی محنتوں سے آرام پایا تعریف کرتی ہے - ایسی یادگاریاں فرداً یا مجموعاً نہ صرف ہمارے مذہب کو ظاہری عزت دیتی نہ صرف وہ دینداری کی ترقی کا سبب اور خدا کے مقدسوں کی دوامی تواریخ اور سرگزشت ہیں بلکہ اُن کے وسیلہ ہم اس جماعت کی وسعت کو جو مسیحی کلیسیا کہلاتی بخوبی سمجھ سکتے ہیں - وہ ہمکو یاد دلاتی ہیں کہ مسیح کے دراز دار جسم کے نادیدہ اور زندہ عضو اُس کے تمام عضووں کا بڑا حصہ ہیں اور کہ خدا نے اُن کو ہمارے ساتھ ایک ہی رفاقت اور شراکت میں ملایا ہے - مقدسوں کے دن ہمپر ظاہر کرتے ہیں کہ زمین پر کی کلیسیا اُس بڑی نادیدہ کلیسیا کا جو روحانی زندگی کے ایک رشتہ میں ہے صرف ظاہری حصہ ہے قطعہ

تقدس صفات ایک لشکر خدا کا + کہ تعمیل حکم اُسکی ہے ہم پہ واجب

گیئے بعض اُنمیں سے منزل کو اپنی + بقیہ باُمید واثق ہے راغب

باب دہم

دسواں مسئلہ

رسولوں کا عقائد نامہ	نکایا کا عقائد نامہ
گناہوں کی معافی	گناہوں کی معافی کے لیئے ہم ایک بپتسمہ کے مقر ہیں

۱ - علاقہ - گناہوں کی معافی ایک مسئلہ ہے جو ہمیشہ عقائد ناموں میں ہمارے عیسائی اقرار کا ایک ضروری حصہ رہتا آیا اور صریحاً مانا گیا ہے - وہ چند زمانوں تک پاک کلیسیائے جامع کے مسئلہ کے بعد ہی آتا تھا اور چونکہ بپتسمہ کے وسیلہ ہم کلیسیا میں شامل ہوتے ہیں اور بپتسمہ میں ہمارے لیئے گناہونکی معافی پر مُہر کی جاتی ہے اِس لیئے بعض مشرقی عقائد ناموں میں صریحاً کہا گیا - کہ ہم گناہوں کی معافی کے لیئے ایک بپتسمہ کے مقر ہیں - یا جیسے کہ مقدس سرل تشریحاً کہتا ہے کہ گناہوں کی معافی کے لیئے توبہ کا ایک بپتسمہ" پس مسئلہ کا علاقہ صاف ہے ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ گناہوں کی معافی مسیح کی کلیسیا میں حاصل ہوتی ہے +

۲ - گناہ - پہلا سوال جو خود بخود پیدا ہوتا یہ ہے کہ گناہ کی خاصیت کیا ہے جسکے لیئے معافی ضرور ہے - گناہگاری کی کدورت کو جسے انسان اپنی پیدائش سے وراثتاً رکھتا ہے ظاہر کرنے کے لیئے پاک نوشتوں میں قسم قسم کی تشبیہات مستعمل ہوتی ہیں - بعض وقت وہ نشان سے چوکنا - بعض وقت حد سے تجاوز کرنا - بعض وقت ایک آواز کی نافرمانی کرنا - بعض وقت گرنا - یا پھسلنا بعض وقت جو کچھ کرنا تھا اُس سے ناواقف رہنا - بعض وقت شکست بعض

حقت قرض بعض وقت شریعت کی نافرمانی کہا گیا ہے۔ یہ آخری مثال عہد جدید میں گناہ کی عام تعریف کے لیئے مستعمل ہوئی ہے کہ گناہ خلاف شرع ہے۔ الہٰی شریعت لوگوں کے کاموں کے لیئے قانون ہے اور جو کچھ کہ انسان کرتا یا کہ انسان میں ہے جو خدا کی شریعت کے خلاف ہے وہ گناہ ہے۔ آدم نے پہلے اس شریعت کو توڑا جسکے وسیلہ گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے وسیلہ موت (روم ۵/۱۲) اس لیئے ہر ایک آدمی کا جو طریق معین پر آدم کی اولاد میں پیدا ہوتا ہے ذاتی نقص و فساد جسکے باعث وہ خدا کی شریعت کے خلاف کرنا چاہتا خلقی یعنی پیدائشی گناہ کہلاتا ہے۔ اور ہر ایک اطاعت اس بگڑے ہوئے میلان کی طرف خواہ خیالاً قولاً یا فعلاً ہو عملی گناہ کہلاتا ہے +

۳۔ گناہ کی بابت نوشتوں کی تعلیم۔ نوشتوں کی گواہی کے مطابق۔

(ا) گناہ۔

۱۔ وہ ابدی وجودوں کی مخالفت کا نتیجہ جس میں ایک اچھا اور دوسرا بُرا ہے نہیں ہے۔

۲۔ اور نہ وہ ایک نیک شخص کے بیفائدہ فعل کا نتیجہ ہے ایک سرکش وجود پر جو کہ اسکی برابر ازلی ہے اور اُس کو محدود کرتا ہے اور اُس کی طاقت کو روکتا ہے۔

۳۔ اور نہ وہ انسان کی ذات کا ایک ضروری حصہ ہے۔

(ب) گناہ۔

۱۔ نتیجہ ہے ایک مکار امتحان کرنے والے کی قوت کا جس نے انسانی نسل کی پہلی ماں پر اثر کیا اور فریب دیا۔

۲۔ انسان کی مرضی کا خدا کے خلاف بغاوت کرنا۔

۳۔ وہ خود مختاری کا بڑا اشتغال ہے یعنی اپنے آپکو خدا سے زیادہ راضی کرنا۔

(۴) اس کی جڑ خود غرضی ہے۔

گناہ مادہ یا چیز نہیں۔ وہ انسانی ذات کا نقص و فساد ہے اسکا سرچشمہ مرضی میں ہے۔

۴۔ گناہ کا پھیلاؤ۔ پس ہمارے پہلے والدین ایک بیرونی امتحان کرنے والے کی فریبی آواز کو سُنکر اور ایمان و توکل کے ساتھ الہٰی مرضی کی تابعداری نہ کرکے اپنے تئیں خوش کرنے کے سبب گر پڑے۔ اُن کا گرنا ہم سبھوں کا گرنا تھا۔ ایک شخص کی نافرمانبرداری سے بہت سے لوگ گناہگار ٹھہرے (روم ۵/۱۹) اور تب سے ہر ایک فرد بشر سوائے ایک کے گناہ کے ساتھ پیٹ میں پڑتا اور پیدا ہوتا اور دنیا میں کم یا زیادہ خراب طبیعت کے ساتھ آتا ہے۔ کسی شخص کی زندگی نئے سر سے بے گناہ شروع نہیں ہوتی اس میں گناہ کا میلان ہے جو خود اُسکی طرف سے نہیں بلکہ اُن کی طرف سے ہے جو اس سے پہلے تھے اور انھوں نے اُسے روک نہ رکھا اسلیئے وہ گناہ آلودہ ہوگیا۔ گناہ جیسا کہ ہر فرد میں ہے ویسا ہی کُل نسل میں ہے ہر ایک روح میں خاص کمزوری ہے پر سب ہی کمزور ہیں اور نہ صرف کمزور بلکہ ایک گہرے اندرونی بگاڑ میں مبتلا ہیں۔ انسان جان لیتا ہے کہ میں وہ نہیں ہوں جو مجھکو ہونا چاہیئے۔ تمام قوموں کی تحریرات گواہی دیتی ہیں کہ انسان بگاڑ کے پوشیدہ چشمہ سے واقف ہے۔ اور اُسکا بیان انسان کی زندگی کو غمگین کرتا ہے۔ متقدمین و متاخرین کی نظم میں بار بار بڑی غمگینی ظاہر ہوتی ہے۔ اور کوئی اندر جال نہیں جسمیں کہ کوئی بالکل بے عیب یا بے گناہ شخص بتایا گیا ہو۔ علاوہ الہام کے اور بہت سے گواہ شہادت دیتے ہیں کہ انسان کی تمام حالت میں بڑا بگاڑ ہے۔ سمجھ و مرضی میں بگاڑ۔ مرضی و کام کرنے کی قوت میں بھی بگاڑ +

۵- گناہ کے آخری نتیجے۔ گناہ کے دیدہ وموجودہ نتائج سخت ہیبت ناک ہیں۔ اگرچہ الٰہی شریعت کے توڑنے سے انسانی بدن میں بارہا قسم قسم کی بیماریاں ظاہر ہوتی ہیں تو بھی زیادہ خوفناک نتیجے پوشیدہ ہیں وہ اُس کے اخلاقی اور روحانی وجود سے علاقہ رکھتے ہیں بہرکیف گناہ کے دیدہ نتائج کیسے ہی خوفناک کیوں نہ ہوں مگر انسانی تمیز نے ہمیشہ اُسکے نادیدہ نتائج کو زیادہ تر خوفناک سمجھا ہے۔ حقیقتاً تجربہ ہمیں اس معاملہ کی بابت بہت کم خبر دیسکتا ہے لیکن الہام صرف تمام انسانی تمیز سے متفق ہوتا ہی جبکہ وہ اِن نتائج کی نسبت بھاری الفاظ بولتا ہے۔ جبکہ میٹیریلسٹ (Materialists) ہم سے کہتا ہے کہ قانون قدرت معافی نہیں جانتا اور کہ ہلاکت اور کم قوت چیزوں کا مٹنا خراب عادتوں کے آخری نتیجے ہیں اسکے قول اور مقدس پولوس کے کلام میں جب وہ کہتا ہی کہ گناہ کی مزدوری موت ہے (روم ۶ : ۲۳) بہت کچھ فرق نہیں ہے۔

۶- صرف افسوس کافی نہیں۔ لیکن اگرچہ تجربہ گناہ کے آخری نتیجے نہیں بتلا سکتا تو بھی وہ اس بات پر گواہی دیتا ہے کہ اُس کے دیدہ نتائج کے روکنے کو صرف غمگینی اور افسوس کافی نہیں ہے۔ تاسف کی باتیں کیسی ہی دردناک کیوں نہوں اس املاک کو جو فضول خرچی سے برباد ہوئی ہرگز واپس نہ لائے گا۔ جتنے اشک آدمی بہائے وہ بے خیالی حماقت یا تضیع اوقات کے نتیجوں کو تبدیل نکرینگے۔ جتنا تاسف آدمی ظاہر کرے وہ گئے گزرے موقع کو واپس نہ لائیگا۔ اپنے تئیں مجرم ٹھیرانے کے لیئے جتنی باتیں انسان کے لب بول سکتے وہ اُس کی پہلی بدپرہیزیوں کے نتیجوں کو نہ مٹائیں گی۔ کہا گیا ہے کہ اگر ہم خود انصاف کریں تو عقل کے نزدیک نہ سزا بلکہ معافی بڑا بھید ہے۔

۷- معافی کی امید۔ لیکن انسان ہمیشہ معافی کی اُمید رکھتا آیا ہے۔ وہ

نااُمیدی کی حالت سے کبھی راضی نہیں رہا جو وہ ہمیشہ نااُمیدی کی حالت میں بھی اُمید رکھتا ہے۔ معافی کے لیئے درخواستیں الٰہی فضل میں بحال ہونے کے لیئے منتیں تمیز کے بوجھ کو دُور کرنے کے لیئے دعائیں ہمیشہ دل کی بڑی خواہشوں کا بھاری حصہ ہوتی چلی آئی ہیں اور تمام مذہبوں کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس خواہش کو مسیحی مذہب پورا کرتا ہے وہ انسان کو یوں کہکر ٹھٹھوں میں نہیں اُڑاتا کہ گناہ قصور واری اور اندرونی ناموافقت کا وقوف اسکے دماغ کا وہم اور اُسکے خیال کی ایجاد ہے۔ جتناکہ وہ گناہ اور اُس کے نتیجوں سے ڈرتا تھا۔ الہام اُس کو حق ٹھیراتا ہے۔ لیکن اگرچہ یہ سچ ہے اور الہام اس حقیقت پر زور دیتا ہے کہ صرف توبہ اکیلی گناہ کے نتیجوں کو روک نہیں سکتی تو بھی وہ صریحاً کہتا ہے کہ جو انسان اپنے لیئے نہ کرسکا وہی خدا نے کیا۔ اور گناہوں کی معافی اور الٰہی فضل سے بحال ہونا ممکن الحصول ٹھیرایا ہے۔ گناہ کی مزدوری موت ہے لیکن خدا کی بخشش ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہمیشہ زندگی ہے (روم ۶ : ۲۳)۔

۸- گناہوں کی معافی ایک بخشش ہے۔ کیونکہ خدا باپ نے اس بڑی محبت سے جو انسان سے رکھتا ہے اُس کی تباہی میں ترس کھا کر ارادہ کیا کہ جو کچھ وہ اپنے لیئے نہ کرسکا وہی ازلی بیٹا اس کے لیئے پورا کرے۔ اور ازلی بیٹا باپ کی مرضی کی بے بیان یگانگت میں راضی ہوا کہ انسان کی رہائی کے کام کے لیئے اپنے کو تصدق کرے۔ ہماری ذات کو اپنی الٰہی ذات کی لاحل یگانگت میں لیکر اور اپنے تجسم سے ہمارا جسم اپنا جسم بنا کر اُس نے ہمارا سر ہو کر ہمارے لیئے اپنی فرمانبرداری کی بے داغ زندگی اپنے باپ کی مرضی کے مطابق گزرانی اور صلیب پر ہمارے گناہوں کو اپنے ہی بدن میں اُٹھایا (۱ پطرس ۲ : ۲۴) اور اس طرح ہمارے گناہوں کی معافی بخشش کے طور پر ہمارے لیئے خریدی (۱ یوحنا ۲ : ۲) اپنے اوپر جو کچھ کیا

ہمارا تھا ہمارے گناہوں سمیت لیکر اور جو کچھ کہ اُسکا تھا اپنی کامل راستبازی سمیت دیکر۔

(۱) وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوا۔

(۲) اس کفارے کے وسیلے اُس نے ہماری توبہ کو موثر ٹھیرایا۔

(۳) اُسنے ہمارے لیئے ہمارے گناہوں کی معافی کا بے بہا فائدہ حاصل کیا۔

۹۔ گناہوں کا معاف کرنا ہمارے خداوند کا حق ہے ۔ ہمارے خداوند نے گناہوں کی معافی کا امکان اور اُسے دینے کا اپنا ہی حق بتایا ہے۔ یہ بات چند آیتوں سے ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً (۱) جب ایک بیچارے مفلوج کے دوستوں نے ایک چھت کی راہ سے مسیح کے سامنے اُسے لٹکا دیا۔ اُس نے تمام حاضرین کو اس بات سے کہ اے بیٹے خاطر جمع رکھ تیرے گناہ معاف ہوئے حیرت میں ڈالا (متی ۹/۲)۔

(۲) جب وہ ایک فریسی کے گھر کھانے بیٹھا تھا ایک گناہگار عورت غم و شرمندگی میں اُس کے پاؤں پاس آئی اور اُنھیں اپنے آنسوؤں سے دھویا اور اپنے بالوں سے پونچھا۔ تب اُس نے سبھوں کے سامنے اُس سے کہا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے سلامت چلی جا (لوقا ۷/۴۸ و ۵۰)

(۳) جب اُس نے پاک عشار کو مقرر کیا تب پیالہ کو لے کر کہا کہ یہ عہد کا میرا لہو ہے جو بہتوں کے گناہوں کی معافی کے لیئے بہایا جاتا ہے (متی ۲۶/۲۸)

(۴) جی اُٹھنے کے بعد اُس نے اُن دو شاگردوں سے جو اماؤس کی راہ پر اُس کے ساتھ جا رہے تھے کہا کہ ضرور تھا کہ مسیح دکھ اُٹھائے اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھے اور کہ توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اُسکے نام سے کیجائے (لوقا ۲۴/۴۶-۴۷)

(۵) پھر اُسی شام کو جب رسول اُس بالاخانہ پر جمع تھے اُس نے کہا کہ جنکے گناہوں کو تم بخشو اُن کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ جنکے گناہ تم نہ بخشو وہ نہیں بخشے جاتے (یوحنا ۲۰/۲۳)۔

۱۰۔ ہماری سچی دانائی ۔ اِس طرح اُس نے صریحاً یہ دعوے کیا کہ گناہ معاف کرنا میرا حق ہے ہم جواب آئینہ میں دُھندلا سا دیکھتے ہیں (۱ قر ۱۳/۱۲) پورے طور سے نہیں سمجھ سکتے کہ اُس کی بے داغ فرمانبرداری زندگی اور بے بہا موت میں یہ خاص تاثیر کسطرح ہے۔ دانائی کی بات ہے کہ بحث و تکرار کو چھوڑ کر ہم شکرگزاری سے ایسے بڑے فائدے کو عاجزی سے قبول کریں۔ ہمارے لیئے نہایت ضروری بات یہ ہے کہ کن وسیلوں سے اور کون سی شرطوں پر ایسے بے بہا بخشش ہمکو مل سکتی ہے۔

۱۱۔ گناہوں کی معافی کیلیئے ایک بپتسمہ ۔ عقائدنامہ میں اس مسئلہ کی جگہ کہ کلیسیائے جامع کے مسئلہ کے بعد ہی اس علاقہ کو جو گناہوں کی معافی سے اور کلیسیا میں داخل ہونے کی سکرمینٹ یعنی پاک بپتسمہ سے ہوتا ہے یاد دلاتی ہے۔ مقدس پطرس نے پنتکوست کے دن اپنے سامعین سے کہا کہ توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک گناہوں کی معافی کے لیئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے (اعمال ۲/۳۸) دمشق میں حنانیا نے پولوس سے کہا اُٹھکر بپتسمہ لے اور خداوند کا نام لیکر اپنے گناہوں کو دھو ڈال (اعمال ۲۲/۱۶) اور جس نے اس طرح بپتسمہ پایا اور بعد کو پولوس رسول ہوا اُس نے ہم کو سکھایا کہ مسیح کلیسیا کو پانی کے غسل سے صاف کر کے مقدس کرتا ہے۔ (افسی ۵/۲۶) پس بپتسمہ میں مسیح کے ساتھ ایک ہو کر اور اُس کی زندگی کی خوبی سے حصہ پاکر ہم ذیل کے بے بہا فوایدہ میں شریک ہوتے ہیں۔

(۱) سرشتی گناہ مٹایا جاتا ہے۔

(۲) تمام فعلی گناہ جن کی واجبی توبہ ہوئی ہمیں معاف ہوتے ہیں۔

(۳) بعد کے گناہوں کی معافی کا وعدہ ہم سے کیا جاتا ہے۔

۱۲۔ دعا ۔ اسطرح پاک بپتسمہ میں ایک بار دھوئے جاکر اور فضل سے خدا کے پاک بیٹے بنکر بعد ازاں ہم خدا کے نزدیک آسکتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی

کا وعدہ پورا کرانے کے لیئے دعا مانگ سکتے ہیں اس لیئے نمونہ کی دعا میں جو ہمارے خداوند نے ہمیں دی ہے۔ اُس نے ہمیں دعا مانگنے کا حکم دیا ہے کہ جسطرح ہم اپنے تقصیرواروں کو معاف کرتے تو ہماری تقصیریں معاف کر (متی $\frac{6}{12}$) اور جب تک کہ ہم سرگرمی سے معافی مانگتے خدا کی رحمت بند نہیں ہوتی۔ مقدس اگسطین کہتا ہے کہ بپتسمہ سے ہم ایک بار پاک ہوتے اور دعا مانگنے سے ہم ہر روز پاک ہوتے ہیں۔

۱۳۔ **مغفرت کا کلمہ**۔ علاوہ اس کے کہ ہم دعا سے خدا کے حضور آسکتے مسیح جو خود گناہ کی معافی کا منبع اور سرچشمہ ہے اُس نے ہمارے لیئے کلیسیا کی مغفرت تیار کی ہے۔ اُسنے اپنے رسولوں سے پہلے ایسٹر ڈے کی شام کو کہا کہ جنکے گناہوں کو تم بخشو وہ اُن کے لیئے بخشے جاتے ہیں اور جن کے گناہ تم نہ بخشو وہ بخشے جاتے ہیں (یُوحنا $\frac{20}{23}$) جو وعدہ اس طرح کیا گیا وہ ضرور ہمیشہ تک جاری رہیگا۔ کیونکہ عیسائی جماعت کبھی نہیں مرتی۔ اس لیئے کلیسیا نے (۱) صبح و شام کی نمازیں مغفرت کے کلمے یا گناہوں کی معافی کی ایک عام صورت (۲) پاک عشار کی ترتیب میں اور ایک عام صورت (۳) بیمار پرسی کی ترتیب میں ایک خاص صورت جو فرداً ہر ایک بیمار کے لیئے مستعمل ہو سکے تیار کی ہیں۔ اسطرح کہ جو کچھ مسیح نے اپنی صلیب کے مذبح پر اپنی کامل قربانی سے حاصل کیا ہے وہی اپنے خادموں کے وسیلے سے سبھوں کو بخش دیتی ہے۔

۱۴۔ **پاک عشار**۔ علاوہ اسکے پاک عشار کے وقت ہم اپنے خداوند کی واجب الاجر صلیب اور دُکھ کے دوامی فائدہ اپنے میں حاصل کرتے ہیں۔

(۱) تسلّی بخش باتوں میں ہم کو یاد دلایا جاتا ہے کہ خدا معاف کرنے کو راضی ہے۔ اور ہمیں یقین ہوتا ہے کہ اگر کوئی گناہ کرے تو یسوع مسیح جو صادق ہے باپ پاس ہمارا شفیع ہے اور وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے (۱ یوحنا $\frac{2}{1}$)۔ (۲) ہمبل اکسیس کی دعا میں (Humble access) ہم مانگتے ہیں کہ خداوند یہ بخشش کہ تیرے پیارے

بیٹے یسوع مسیح کا گوشت اس طور سے کھائیں اور اُس کا لہو اس وضع سے پئیں کہ ہمارے گناہگار بدن اسکے بدن سے پاک ہو جائیں اور ہماری روحیں اُس کے بیش قیمت لہو سے دھوئی جائیں۔

(۳) نذر کی دعا میں ہم اس سے منت کرتے ہیں کہ تو اپنے بیٹے یسوع مسیح کے ثواب اور اُس کی موت کے سبب اور اُسکے لہو کے اعتقاد کے باعث یہ بخش کہ ہم اور تیری ساری کلیسیا اپنے گناہوں کی معافی اور اُس کے دُکھ کے دوسرے سب فایدہ حاصل کریں۔

(۴) لیتے وقت بڑی سنجیدگی سے ہمکو یاد دلایا جاتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کے لیئے ہمارے خداوند یسوع مسیح کا بدن دیا گیا اور اُس کا لہو بہایا گیا تاکہ ہم ہمیشہ کی زندگی تک محفوظ رہیں۔

۱۵۔ **شرائط**۔ جن شرطوں پر ہم یہ بہا فائدہ حاصل کرتے ہیں وہ تین ہیں۔

(۱) توبہ (۲) ایمان (۳) معاف کرنے کی آمادگی۔

۱۔ **توبہ**۔ بغیر توبہ کے جس میں شکستہ دلی اقرار اور بدلا شامل ہیں ہم سچائی سے اپنے گناہوں کی معافی کی تلاش نہیں کر سکتے اور خدا صرف انھیں کو جو سچی توبہ کرتے اور اُس کی طرف رجوع لاتے معاف کرتا اور بخشتا ہے۔

۲۔ اگر ہم وعدہ کا یقین نہ کریں تو معافی کی بخشش کی اُمید نہیں رکھ سکتے۔ اور جیسا کہ ہمارے خداوند کی زندگی کے وقت ویسا اب بھی بے ایمانی اُس کے فضل کے معجزوں کو روک سکتی ہے۔ لیکن جہاں ایمان ہے وہاں خدا باپ کی طرف جو مہربان ہے پہلے اپنی مرضی کی تحریک ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی الہی پیش بینی سے گناہگار کے ساتھ نہ جیسی کہ وہ اب ہے پر جیسا کہ ہوگا سلوک کرتا ہے اُسکا ایمان اُس کے لیئے راستبازی گنا جاتا ہے (رومی $\frac{4}{5}$)

۳- معاف کرنے کی آمادگی - ہمارا خداوند ہمیں سکھلاتا ہے کہ جس توقع سے ہم اپنے واسطے روٹی مانگتے ہیں اسی توقع سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا چاہیئے - لیکن ایک شرط ہے - وہ ہمیں یہ کہنا سکھاتا ہے ہماری تقصیریں ہمیں معاف کر جیسا کہ ہم اپنے تقصیرداروں کو معاف کرتے ہیں (متی ۶/۱۲) اس شرط پر اُس نے بیرحم نوکر کی تمثیل میں (متی ۱۸/۲۱-۳۴) اور پہاڑی وعظ میں بھی زور دیا کہ اگر تم لوگوں کے گناہ معاف کرو تو تمھارا آسمانی باپ تمھیں معاف کریگا لیکن اگر تم لوگوں کو اُن کے گناہ معاف نہ کرو تو تمھارا آسمانی باپ بھی تمھیں معاف نہ کریگا (متی ۶/۱۴ و ۱۵)

باب یازدھم

گیارہواں مسئلہ

رسولوں کا عقائد نامہ	نکایا کا عقائد نامہ
جسم کے جی اُٹھنے	مردوں کے جی اُٹھنے کے منتظر ہیں

اتھاناسیس کا عقائد نامہ

اس کے آنے پر سارے انسان اپنے اپنے بدن کے ساتھ اُٹھیں گے - اور اپنے اپنے اعمال کا حساب دینگے -

۱- گیارہواں مسئلہ مقدس ایری نیاس کے اور ترتلیان کے دو عقائد ناموں میں ایک علیحدہ مسئلہ نہیں ہے بلکہ ساتویں مسئلہ کا ایک جزو ہے - اسوقت سے نہ ہر ایک پورے عقائد نامہ میں پایا جاتا ہے - قدیم مشرقی عقائد ناموں میں گوشت کا جی اُٹھنا پایا جاتا ہے - قسطنطنیہ کے عقائد نامہ میں مُردوں کا جی اُٹھنا ہے - اکولایا کے عقائد کے زمانہ تک مغربی عقائد نامہ میں مفصلاً لکھا ہے کہ ہمارے خداوند کی دوسری آمد پر سب لوگ اپنے اپنے بدن کیساتھ اٹھیں گے اور اپنے اپنے اعمال کا حساب دینگے - انگریزی عقائد نامہ میں ۱۵۴۳ء - گوشت کا جی اُٹھنا جسم کے جی اُٹھنے سے بدل گیا - اُس وقت سے یہی ہمارے اشتہاری عقائد نامہ میں جاری رہتا ہے - اصطباغ اور بیمار پرسی کے سوالی عقائد ناموں میں قدیم لفظ (گوشت) پایا جاتا ہے -

۲- بقاے روح - بُت پرستی کے مذہب میں باوجود بہت سی غلطیوں کے

روح کی بقا کی روایت باقی تھی - اور اُس کی نری ہوائی ماہیت اُس کے نیست
نہ ہونے کی دلیل سمجھی جاتی تھی - اور بیان ہوتا تھا کہ وہ مبارکوں کے جزیروں
میں ہمیشہ شادکام رہے گی - لیکن بڑی مذبذب بات تھی اور عیسائی کلیسیا
نے جسم کے جی اٹھنے کو ظاہر کیا - جب مقدس پولوس نے اتھینی میں یہ تعلیم دی
تب لکھا ہے کہ بعضے ٹھٹھا کرنے لگے (اعمال ۱۷/۳۲) گویا کہ یہ بالکل ناممکن ہے
اب اگر یہ ناممکن بات ہے تو فاعل یا مفعول کے سبب سے ہوگی - یا ایک
ایسی مشکل کا کام ہے کہ ایسے دانائی قدرت و قابلیت کا فاعل نہ تو ہے اور
نہ ہو سکتا ہے جو اُسے پورا کرے یا ہم کو یہ ماننا پڑیگا کہ بدن موت میں ایسا
گھلجاتا ہے کہ وہ نئی زندگی میں بحال ہونے کے لیئے بالکل ناقابل ہے -

۳- جسم کا جی اُٹھنا ناممکن نہیں -

(ا) فاعل نہ انسان ہے نہ فرشتہ بلکہ خود خدا ہے پس اُسکے لیئے ناممکن نہیں
کیونکہ (۱) اُسکے عرفان کی حد نہیں وہ خلقت کے ہر ایک چھوٹے تک پہونچتا
ہے اور ہمارے سر کے بالوں تک گنتا ہے - اُس کی بے مرضی ایک
چڑیا بھی زمین پر نہیں گرتی (متی ۱۰/۲۹ و ۳۰)
(۲) اُس کی قدرت کی حد نہیں - کیونکہ وہ قادر مطلق و ہمہ دان ہے -
تمام قدرت اُس کی ہے اور کوئی اُس کے ہاتھ کو روک نہیں سکتا -
یا اُس کو کہہ سکتا کہ تو کیا کرتا ہے (دانیال ۴/۳۵ - ایوب ۴۲/۲)
(ب) پھر یہ انسان کے لیئے جس پر وہ واقعہ ہونے والا ہے ناممکن نہیں ہے -
کیونکہ (۱) جسمیں پہلے زندگی تھی اُس کو پھر زندہ کرنا زیادہ ناممکن نہیں ہے
اس سے کہ جس میں زندگی کبھی نہ تھی اُسکو پیدا کرنا -
(۲) جس قدرت نے پچھلے کام کو پورا کیا وہی پہلے کو بھی کر سکتی ہے -

اور اگر مردوں کا جلانا خلقت کے پیدا کرنے سے زیادہ آسان نہو تو بھی اُس
کے برابر تو آسان ہے -

۴- جسم کا جی اُٹھنا نہایت اغلب ہے - لیکن نہ صرف جسم کا جی اُٹھنا ممکن ہے
یہاں تک کہ کوئی آدمی اسکا بالکل انکار نہیں کرسکتا بلکہ وہ کئی وجہوں سے نہایت
اغلب ہے کیونکہ -

(۱) اگر ہم انسانی روح کے بقا اور ہمیشگی پر خیال کریں کہ جسکے ساتھ ایک بار جسم
ملایا گیا تھا - اس بات کو قبول کرنا کہ اُن کے لیئے اور اُن کی جسمانی ہیکلوں
کے لیئے پرندوں چرندوں اور نباتات سے جو اکثر انسان سے زیادہ
عمر دراز ہوتے اور کچھ زیادہ باقی نہیں ہے ناممکن ہے -
(۲) اگر ہم اپنے آپ پر جو انسان ہیں جنکو مرضی کی قوت عطا ہوئی اور اس
لیئے بھلائی و بُرائی کے قابل ہیں خیال کریں تو ہم ضرور پائیں گے کہ جو کام
بدن میں ہوئے اُن کی سزا و جزا پانے کے سزاوار ہیں - لیکن موجودہ
زندگی میں ہم نہیں دیکھتے کہ انسانوں کو ایسے سزا و جزا ملتی ہو -
(۳) اگر ہم دنیا کی فطرت کی طرف لحاظ کریں تو ہم ہلاکت و بحالی کو دیکھتے ہیں کہ
مدامی چلی آتی ہیں اور ہم اپنی موجودہ زندگی کو قیامتوں کے سلسلہ سے قائم
رکھتے ہیں - از کیا ہم خیال کر سکتے ہیں کہ انسان ان سب چیزوں کا خاوند
جو اس طرح سے اُس کے لیئے جیتی اور مرتیں - موت کے بند میں رہیگا
کہ پھر کبھی زندہ ہونے کے قابل نہوگا -

۵- عہد عتیق میں قیامت کے نشان - عبرانی نوشتوں میں آیندہ زندگی کے
اشارے بہت کم اور مخفی ہیں - لیکن ہم جسم کے جی اُٹھنے کے نشان کہیں کہیں
پاتے ہیں - مثلاً - قدیم زمانہ میں ایوب یوں کہتا ہے -

(۱) میں جانتا ہوں کہ میرا مخلصی بخشنے والا زندہ ہے۔ اور آخری روز وہ زمین پر کھڑا ہوگا اور بعد اُس کے کہ میرا چمڑا برباد ہوگیا توبھی میں اپنے جسم سے خدا کو دیکھونگا ہاں میں آپ ہی اُسے دیکھوں گا اور میری آنکھیں اُسے دیکھیں گی اور بیگانی نہیں (ایوب ۱۹ ۲۵-۲۷)

(۲) پھر یسعیاہ کہتا ہے۔

(۱) اور رب الافواج اس پہاڑ میں اُس پردے کو جو ساری قوموں پر پڑا ہے اور اس نقاب کو جو ساری گروہوں پر لٹک رہا ہے نیست کردیگا وہ ایک لخت موت کو نگل جائیگا۔ اور خداوند خدا سبھوں کے چہروں سے آنسو پونچھ ڈالیگا۔

(ب) تیرے مُردے جی اُٹھیں گے میری لاشیں اُٹھ کھڑی ہونگی تم جو خاک میں جا بسے ہو جاگو اور گاؤ کیونکہ تیری اوس اُس اوس کی مانند ہے جو نباتات پر پڑتی اور زمین مردوں کو باہر نکال پھینکیگی (یشعیاہ ۲۶ ۱۹)

۳۔ پھر دانیل کہتا ہے اور اُن میں سے بہتیرے جو زمین پر خاک میں سو رہے ہیں جاگ اُٹھیں گے بعضے حیات ابدی کے لیئے اور بعضے ذلت ابدی کیلئے۔ (دانیل ۱۲ ۲)

۴۔ اور اگرچہ ہمارے خداوند کے وقت میں صدوقی قیامت اور فرشتوں کا انکار کرتے تھے توبھی مارتھا نے بے شبہ اپنے زمانے کی اُمید کو اپنے بھائی لعزر کی بابت ظاہر کیا کہ میں جانتی ہوں کہ وہ آخری دن قیامت پر جی اٹھیگا۔ (یوحنا ۱۱ ۲۴)

۶۔ عہد جدید میں قیامت کا بیان۔ لیکن جو عہد عتیق میں علامتی اور نشان کے طور پر ہے وہ عہد جدید میں علانیہ ظاہر ہے۔ کیونکہ

(۱) ہمارا خداوند جس نے موت کو نیست کیا اور زندگی اور بقا کو روشن کیا (۲ تمطاؤس ۱ ۱۰) خود آیندہ قیامت کی حقیقت کا صریحًا اقرار کرتا ہے۔

(۱) اپنی خدمت کے شروع میں اُس نے یہودیوں سے کہا کہ وہ گھڑی آتی ہے کہ جس میں وہ سب جو قبروں میں ہیں ابن آدم کی آواز سنیں گے اور نکلیں گے جنھوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنھوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے لیئے (یوحنا ۵ ۲۸ و ۲۹)

(۲) مارتھا کے جواب میں وہ کہتا ہے کہ قیامت و زندگی میں ہی ہوں۔ جو مجھپر ایمان لائے اگرچہ وہ مرگیا ہو توبھی جیئے گا اور جو کوئی جیتا اور مجھپر ایمان لاتا ہے کبھی نہ مرے گا (یوحنا ۱۱ ۲۵ و ۲۶)

(۳) اپنی زندگی کے آخری حصہ میں بعض صدوقیوں کے جواب میں جو قیامت پر اعتراض کرتے تھے اُس نے کہا کہ تم نوشتوں اور خدا کی قدرت کو نہ جان کر غلطی کرتے ہو کیونکہ قیامت اسی نام میں سمجھی جاتی جسمیں خدا نے آپ کو ظاہر کیا جب اُس نے کہا کہ میں ابراہیم کا خدا اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں خدا مردوں کا نہیں بلکہ زندوں کا خدا ہے (متی ۲۲ ۳۲)

(ب) جو ہمارے خداوند نے اس طرح اختیارًا سکھلایا وہی اُس کے رسول پاک روح کی ہدایت سے ایمان کی اصلی بات ہمیشہ ظاہر کرتے تھے۔ مثلًا

(۱) مقدس پولوس نے اتھینیوں کے آگے اریوپگس پر اپنے وعظ میں اُسکا صریحًا اقرار کیا (اعمال ۱۷ ۳۱)

(۲) اُس نے اپنے پہلے دو خطوں میں جو تسلونیقیوں کو لکھے کئی ایک غلطیوں کو درست کیا (۱ تسلو ۴ ۱۳-۱۸ ۲ تسلو ۲ ۱-۱۲)

(۳) وہ اپنے پہلے خط میں جو قرنتیوں کو ہے اس تعلیم کا پورا بیان کرتا ہے

(اقر ۱۵:)۔

(۴) اُس نے رومی عیسائیوں سے کہا کہ جس حال کہ ہم مسیح کی موت کی مشابہت میں شامل ہو گئے تو البتہ جی اُٹھنے میں بھی ہونگے (روم ۶/۵) کہ اگر ہم مسیح کے ساتھ موئے تو ہمیں یقین ہے کہ ہم اُس کے ساتھ جئیں گے بھی (روم ۶/۸)۔

(۵) اُس نے فلپیوں سے کہا کہ میری زندگی کا بڑا مقصد ہے کہ مسیح کو اور اُسکے جی اُٹھنے کی قدرت کو دریافت کروں (فلپی ۳/۱۰) اور میری اُمید ہے کہ میں کسی طرح مردوں کے جی اُٹھنے کے درجہ تک پہونچوں (فلپی ۳/۱۱)۔

پھر مقدس پطرس جو اپنے خداوند کی خالی قبر میں داخل ہوا تھا اور یقین کیا کہ وہ یہاں نہیں ہے اپنے پہلے خط میں لکھتا کہ خداوند نے ہم کو اپنی بڑی رحمت سے یسوع مسیح کے مردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث زندہ اُمید کے لیئے سر نو پیدا کیا تاکہ ہم وہ بے زوال اور ناآلودہ اور غیر فانی میراث جو آسمان پر ہمارے لیئے رکھی گئی پائیں (۱ پطرس ۱/۳و۴)

۷۔ **قیامت کے امکان کے ثبوت وقتاً فوقتاً دونوں انتظاموں میں دیئے گئے۔ مثلاً**

(ا) عہد عتیق میں ہم پڑھتے ہیں۔

(۱) سارپتا کی بیوہ کا لڑکا پھر زندہ ہوا (۱ سلا ۱۷/۲۲)

(۲) شونمیت عورت کا لڑکا پھر زندہ ہوا (۲ سلا ۴/۳۲-۳۴)

(۳) وہ مُردہ جو الیشع کی قبر میں ڈالا گیا پھر زندہ ہوا (۲ سلاطین ۱۳/۲۱)

(ب) عہد جدید میں ہم پڑھتے ہیں۔

(۱) یائرس کی لڑکی اپنی کوٹھری میں پھر زندہ ہوئی (متی ۹/۱۸-۲۶)

(۲) نائن کی بیوہ کا لڑکا قبرستان کی راہ میں پھر زندہ ہوا (لوقا ۷/۱۲-۱۵)

(۳) لعزر چار دن کے بعد قبر ہی سے زندہ ہوا (یوحنا ۱۱/۲۹-۴۴)

۸۔ **مسیح کا جی اُٹھنا۔** مذکورہ لوگوں کا زندہ ہونا ہمارے خداوند کے جی اُٹھنے کے ہرگز برابر نہیں ہے۔ یہ سب لوگ جو جلائے گئے پھر مرنے والے تھے۔ لیکن جب مسیح نے اپنی جان دے کر پھر اُسے لیا موت اُسپر زیادہ اختیار نہیں رکھتی وہ جو موا سو گناہ کی نسبت ایکبار موا پھر جو جیتا ہے سو خدا کی نسبت اور اس لیئے ابد الآباد جیتا ہے (روم ۶/۱۰)۔ وہ پہلا پھل جی اُٹھا ہے (اقر ۱۵/۲۳) اسکے بعد جو مسیح کے ہیں اُس کے آنے پر اُٹھیں گے۔ یہ بات اُس کی صلیبی موت کے وقت کسیقدر پوری ہوئی۔ تب یروشلم کے قریب بعض قبریں کھُل گئیں اور بہت لاشیں پاک لوگوں کی جو آرام میں تھیں اُٹھیں اور اُس کے جی اُٹھنے کے بعد اپنی قبروں سے نکلیں اور پاک شہر میں جاکر بہتوں کو نظر آئیں (متی ۲۷/۵۳) جو اسوقت جزواً ہوا اُس کے بعد کلاً ہوگا۔ کیونکہ جیسے آدم میں شامل ہو کر سب مرتے ہیں ویسا ہی مسیح میں شامل ہو کر سب جلائے جائینگے (اقر ۱۵/۲۲) لیکن یہ آخری جی اُٹھنا خوق العادت ہے اور وہ ہمارے خداوند کے جی اُٹھنے کا نتیجہ ہے اور اُس سے نکلتا ہے۔ تمام الٰہی نعمتیں انسان کو اُس کے جلال یافتہ انسانیت سے ملتی ہیں اور جیسا کہ ہم روح کی موت سے اُس فضل کی بخشش بغیر جو اُس کے مجسم ہونے سے عنایت ہوتی آزاد نہیں ہو سکتے ویسے ہی ہم بدن کی موت سے جی اُٹھنے کی قدرت بغیر جو اُس کے جی اُٹھنے اور بلند شدہ زندگی سے نکلتے آزاد نہیں ہو سکتے۔

۹۔ **سب کی قیامت ہوگی۔** اس جی اُٹھنے میں جو ہمارے خداوند کی دائمی انسانیت کی بڑی قدرت کے وسیلے سے ہوگا تمام بنی آدم راست و ناراست شامل ہونگے۔ ہمارے خداوند نے کہا کہ وہ گھڑی آتی ہے کہ جس میں وہ سب جو قبروں میں ہیں ابن آدم کی آواز سُنیں گے اور نکلیں گے (یوحنا ۵/۲۸و۲۹)۔ مقدس

پولوس کہتا ہے کہ مردوں کی قیامت ہوگی کیا راستوں کیا ناراستوں کی (اعمال ۲۴/۱۵) پھر وہ قرنتیوں کو لکھتا ہے کہ ہم سب کو ضرور ہے کہ مسیح کی مسند عدالت کے سامنے حاضر ہوں تاکہ ہر ایک جو کچھ کہ اُس نے بدن میں ہو کر کیا کیا بھلا کیا بُرا موافق اُسکے پاوے (۲ قر ۵/۱۰) یہ وہ بڑے انصاف کا دن ہوگا جبکہ وہ جو زندگی بخش روح ہے (اقر ۱۵/۴۵) مردوں کے جسموں کو اُن روحوں کے ساتھ جس میں وہ زمین پر زندہ تھے پھر ملائیگا۔ اور انھیں اپنی مسند عدالت کے آگے کھڑا کریگا +

۱۰۔ جی اُٹھنے والا بدن۔ جلائے ہوئے بدن کی خاصیت ہمارے لیئے جو آئینہ میں دھندلا سا دیکھتے ہیں (اقر ۱۳/۱۲) ایک بھید ہے اور ضرور ہوگا۔ جب مقدس پولوس قرنتیوں کے پندرہ باب میں اپنی بڑی بحث شروع کرتا ہے وہ ہمارے خداوند کے جی اُٹھنے کی حقیقت اور اُن ظہورات پر جو اُس سے ہوئے اُس کی بنیاد ڈالتا ہے۔ اب جی اُٹھے ہوئے خداوند کے ظہورات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ

(۱) جس بدن میں وہ جی اُٹھا وہی بدن تھا جس میں مرا کیونکہ اُس میں گوشت ہڈیاں تھیں۔ (لوقا ۲۴/۳۹)

(۲) اس کے ہاتھ پاؤں اور پہلو میں اس موت کے نشان جس سے وہ مرا ابتک موجود تھے (لوقا ۲۴/۳۹ - یوحنا ۲۰/۲۰)

(۳) تو بھی اُس میں ایک عجیب تبدیلی ہوگئی تھی اور لوگ ہمیشہ دفعتاً اُسکو نہ پہچان سکتے تھے۔

(۴) کہ اب وہ مکان و زمان کے قانون کے تابع نہ رہا۔

(۵) کہ اس نے زندگی کا نیا طریقہ برکت کی نئی طاقتوں کے ساتھ ظاہر کیا۔

۱۱۔ مقدس پولوس جی اُٹھے خداوند کے ظہورات کی ہدایت سے اُس فرق کو جو موجودہ خاکی بدن میں اور اُس میں جو اُس سے نکلتا ہے اُس فرق کی نسبت جو

درمیان اُس بیج کے جو بویا گیا اور اُس پودے کے جو اُس سے نکلتا ہے تبلاتا ہے۔ گیہوں کا دانہ بالکل نیست ہوا دکھلائی دیتا ہے لیکن خدا کی مرضی سے وہی زندگی اُس میں پھر آتی ہے اور وہ اپنے ہی جسم میں اُٹھتا ہے یہ ہی پرانی زندگی ہے جو اعلےٰ صورت میں شاخ برگ اور پھل سمیت پھر ظاہر ہوتی ہے ویسا ہی وہ بدن جو انسان بعد کو پہنے گا اسی کا بدن ہوگا (اقر ۱۵/۳۸) لیکن اس جسم اور موجودہ جسم میں بہ نسبت اس فرق کے جو پودے اور بیج میں ہے زیادہ فرق ہوگا۔ وہ فنا میں بویا جاتا اور بقا میں اُٹھتا ہے۔ بے عزتی میں بویا جاتا ہے اور جلال میں اُٹھتا ہے کمزوری میں بویا جاتا ہے زورآوری میں اُٹھتا ہے۔ نفس والا جسم بویا جاتا اور روحانی جسم اُٹھتا ہے (اقر ۱۵/۴۲ و ۴۴)۔ ازبس کہ انسان زمین پر جسم میں تھا اور فردوس کے درمیان روح میں اب وہ روح اور جسم کی کامل یگانگت معلوم کرتا ہے۔ اور اس قدرت کی تاثیر کے مطابق جسسے وہ ظاہر کرسکتا ہے جسنے ہماری انسانیت کو خدا کے دہنے ہاتھ بلند کیا۔ نئی قوتیں اور لیاقتیں حاصل کرتا ہے +

۱۲۔ ایمانداروں کے لیئے ایسی قیامت باقی ہے۔ یہ وہی مردوں میں سے جی اُٹھنا ہے کہ جس کے درجہ تک پہونچنے کے لیئے پولوس نے دعا مانگی۔ جو اُس کے امکان میں شک رکھے پولوس اُسکو خدا کی وہ قدرت جسے ہمارے خداوند نے صدوقیوں کے جواب میں ظاہر کیا تبلاتا ہے۔ اس کی خلقت کی قدرت کے اقسام بے انتہا ہیں۔ اس کے کاموں میں یکرنگی ظاہر نہیں ہوتی ہے سب گوشت ایک طرح کے گوشت نہیں بلکہ آدمیوں کا گوشت اور ہے چارپایوں کا گوشت اور مچھلیوں کا گوشت اور ہے پرندوں کا گوشت اور (اقر ۱۵/۳۹)۔ اور خاکی جسموں پر اُس کی بے حد قدرت ختم نہیں ہوتی۔ آسمانی جسم بھی ہیں اور انہیں بھی ہر ایک کا اپنا ہی جلال ہے۔ آفتاب کا جلال اور ہے ماہتاب کا جلال

اور ستاروں کا جلال اور ہے کیونکہ ستاروں اور اُن کے جلال میں بھی فرق ہے کہ ستارہ ستارے سے جلال کی نسبت فرق رکھتا ہے (اقر ۱۵/۴۱) ہم انتظام کے اقسام پر حد بندی نہیں کر سکتے ہم نہیں کہہ سکتے کہ خدا کی قدرت مردوں کی نسبت ختم ہوگئی یا اس بات کا انکار کریں کہ وہ جلال یافتہ روح کے لیئے لائق صورت تیار کر سکتا ہے ہم قبول نہیں کر سکتے کہ اُس کی حکمت و عرفان قبر کے باعث لاچار ہوگئی یہ ہو نہیں سکتا خدا کے عالم کا قانون ترقی کا قانون ہے اگر ایک نفس والا جسم ہے تو ایک روحانی جسم بھی ہے۔ جیسا کہ پہلی خلقت کے وقت تھا اول پست بعد بلند پہلے زمین ویران وسنسان پھر ہری جھاڑیاں پہاڑیوں پہ پھر حیوانی زندگی کے ادنے اقسام پھر اعلےٰ اقسام پھر خود انسان ایسا ہی اسکے بعد بھی ہوگا۔

۱۴۔ انکشاف راز۔ روحانی پہلے نہ تھا بلکہ نفس والا بعد اس کے روحانی پہلا آدمی زمین سے خاکی ہے۔ دوسرا آدمی آسمان سے ہے۔ پہلا آدمی جیتی جان ہوا اور پچھلا آدم جلانے والی روح ہوا (اقر ۱۵/۴۵) ایک مخلوق دوسرا خالق جیسا کہ ہم نے اپنی زندگی میں پہلے آدم یعنی خاکی کی صورت اُس کی تمام فانی کمزوری اور فروتنی میں پائی ہے۔ ویسا ہی ہم آسمانی کی صورت بھی پائیں گے (اقر ۱۵/۴۹) کیونکہ جسم و خون یعنے انسانی طبیعت اپنی موجودہ گناہگار کمزوریوں کے ساتھ خدا کی بادشاہت کے وارث نہیں ہو سکتے اور نہ فنا بقا کا وارث ہو سکتا ہے اُس کو ضرور تبدیل ہونا چاہیئے سب لوگ موت کے تید نہ سوئیں گے بلکہ سب بدل جائیں گے وہ ناگہاں ایک دم میں ایک پل میں پچھلا نرسنگھا پھونکتے وقت ہوگا کہ نرسنگھا تو پھونکا جائیگا اور مُردے اُٹھکر غیر فانی ہونگے اور ہم بدل جائیں گے۔ اور جب یہ فانی غیر فانی کو اور یہ مرنے والا ہمیشہ کی زندگی کو پہن چکے گا تب جو بات لکھی ہے پوری ہوگی کہ فتح نے موت کو نگل لیا (یسعیاہ ۲۵/۸) یوں رسول اس مشہور معروف

باب میں جی اٹھے ہوئے خداوند کے ظہور کے بیان کے بعد قیامت کی تعلیم کے معترضوں کے سامنے فطرت کی مشابہتوں کو مرنے والے اور پھر جی اُٹھنے والے بیج کو قادر مطلق کے کاموں کے بے حد اقسام کو پستی سے بلندی کی طرف یعنی جسمانی سے روحانی کی طرف ترقی کے قانون کو جو اس دنیا کی تواریخ میں مذکور ہوئی ہیں پیش کرتا ہے۔ تب ہی وہ اس کشف راز پر جو روح کے وسیلہ اُس پر ظاہر کیا گیا تھا اس آئندہ زندگی کی نسبت جو انسان کے لیئے باقی ہے جبکہ آخری دشمن موت بالکل نیست ہو کی ختم کرتا ہے۔

باب دوازدہم

بارہواں مسئلہ

رسولوں کا عقائد نامہ	نکایا کا عقائد نامہ
ہمیشہ کی زندگی پر۔	اور آنے والے جہان میں زندگانی کے منتظر ہیں۔

اتھاناسیس کا عقائد نامہ

اور جنہوں نے نیکی کی ہے وہ ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہونگے۔

۱۔ علاقہ۔ بارہواں مسئلہ بعض قدیم عقائد ناموں میں نہ تھا مثلاً قیصریہ کے یوسی بی اس والے اور نکایا کے اصلی عقائد ناموں میں۔ مشرقی عقائد ناموں میں وہ پہلے یروشلم کے یعنی مقدس سرل کی کیٹی کیس (Catechesis) ۳۴۸ء میں اور اپاسٹالی کل کانسٹی ٹیوشن (Apostolical Constitution) میں پایا جاتا ہے۔ مغربی عقائد ناموں میں وہ ترتلیان اور مقدس اگستین کے عقائد نامہ میں جو اُس کی کتاب ڈی فائدی اٹ سِنبلو De fide et Symbolo یعنی ایمان و عقائد نامہ کی بابت ہی نہیں پایا جاتا۔ تو بھی اس کی کیٹی کیومن کے وعظ میں ہے۔ لیکن وہاں ماقبل کے جملے جسم کے جی اُٹھنے ہمیشہ کی زندگی سے خاص علاقہ رکھتا ہے +

نوٹ (اقولایا کے عقائد نامہ میں بھی نہیں پایا جاتا)۔

۲۔ مسئلہ کا مطلب۔ یہ مسئلہ اپنی موجودہ صورت میں مغربی عقائد ناموں

کے درمیان صرف بعد کے زمانہ میں مقرر ہوا۔ اور اگرچہ وہ صورت جس میں وہ مقدس اگسطین کی مذکورہ بالا تحریر میں ہے آخر الامر مقبول ہوئی تو بھی وہ سمجھتے تھے کہ اس میں اور گیارہویں مسئلہ میں ایک خاص علاقہ ہے جسطرح کہ ہم اپنے اعتقاد کے بیان کو ہمارے خداوند کے کام پر جو اُس نے ہمارے لیئے کیا اور کرے گا اس اقرار سے کہ وہ مردوں اور زندوں کا انصاف کرنے کو پھر آئے گا ختم کرتے اور جسطرح ہم اپنے اعتقاد کے بیان کو روح کے کام پر جسم کے جی اُٹھنے کے اقرار سے ختم کرتے اسی طرح اب ہم عقائد نامہ کو ہمیشہ کی زندگی پر یعنی کہ انسان جو خدا کی صورت پر اور خدا کے لیئے پیدا ہوا مناسب وقت پر الٰہی زندگی میں داخل ہوگا۔ اپنے اعتقاد کے اقرار سے ختم کرتے ہیں +

۳۔ آنے والے جہان کی زندگی۔ رسولوں کے عقائد نامہ میں یہ جملہ "ہمیشہ کی زندگی" ہے اور نکایا کے عقائد نامہ میں اس کے لیئے آنے والے جہان یا آنے والے زمانہ کی زندگی ہے۔ ہماری موجودہ فانی زندگی کی تغیرات و تبدیلات ضرب المثل ہیں۔ اسکا زمانہ حال ہمیشہ ناتسلی بخش۔ اسکا زمانہ ماضی تمام غلطیوں اور قصوروں سمیت پھر نہیں آسکتا۔ اسکا استقبال بے قیام ہے بعض وقت اسکے امتحان و تکلیفات تمام خیالوں کو حیران کردیتے۔ یہ امتحان اور مشقتیں ہماری قوتوں کو کام کرنے کی طرف اُبھارتے ہیں۔ لیکن بعض وقت غرق کردیتی اور دبا ڈالتی ہیں۔ موجودہ زندگی آخری نہیں سمجھی جاسکتی اور ہمارے لیئے جو اُمید کے مخلوق ہیں جو ہمیشہ آگے کل کی طرف اور جب کل آیا اُس کے بعد کی کل کی طرف دیکھتے ہیں۔ خدا نے اپنے بے حد فضل سے آیندہ کی زندگی کو جو حقیقی زندگی ہوگی بیان کیا ہے اور یہ زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے +

۴۔ ہمیشہ کی زندگی کی دو شکلیں۔ لیکن یہ بات ناممکن ہے کہ ہم اس حقیقت

سے کہ ہمیشہ کی زندگی کی دو شکلیں ہیں چشم پوشی کریں وہ جو صلیب پر مرا تھا اپنی
محبت کی انجیل میں ہمکو راستوں اور ناراستوں کے پھر جی اُٹھنے کی پہلی زندگی کی
قیامت کے لیئے پچھلی سزا کی قیامت کے لیئے خبر دیتا ہے۔ پس ہمیشہ کی
زندگی خوش وناخوش دونوں پہلو رکھتی ہے اور جس نے ایک کو ظاہر کیا اُس نے
دوسری کو بھی ظاہر کیا ہے +

۵۔ ابدی موت۔ جب ہم کسی عزیز کو قبر میں دفن کرتے تو سرگرمی کے ساتھ
کلیسیا کے اِن سکھلائے ہوئے الفاظ سے دعا کرتے کہ ہمیں ابدی موت کے تلخ
درد کے حوالے نہ کر یہ بڑی گستاخی کی بات ٹھیرے گی کہ ہم خود نمائی سے کہیں کہ
وہ تلخ درد کیا ہونگے۔ اس بارہ میں پاک نوشتوں کی خاموشی کی پیروی کرنا ہر طرح
سے بہتر ہے۔ جب کسی نے ہمارے خداوند سے پوچھا کہ کیا تھوڑے ہیں جو نجات
پاتے۔ اُس نے صاف جواب نہ دیا بلکہ سائلوں سے کہا کہ جان سے کوشش کرو
کہ تم تنگ دروازہ سے داخل ہو کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے چاہیں گے کہ
اُس سے داخل ہوں پر نہ سکیں گے (لوقا ۱۳/۲۴) جیسا کہ وہ اسی مقام پر بعض
لوگوں کے بادشاہت میں داخل ہونے کا امکان بتاتا ہے ویسا ہی دوسرے
مقاموں پر وہ شرارت کی زیادتی کا جسکی کہ اِس جہان میں یا اُس جہان میں معافی
نہیں ہوتی ایک ابدی گناہ کا دروازہ بند ہونے کا اور ان لوگوں کا جو اپنے
خداوند کی خوشی میں داخل ہونے کے لائق نہوں گے اور ہمیشہ کے عذاب
میں جائیں گے (متی ۲۵/۴۶) اور کیڑے کا جو نہیں مرتا اور آگ کا جو نہیں بجھتی۔
(مرقس ۹/۴۴) ذکر کرتا ہے +

۶۔ خدا کی حضوری سے ابدی جدائی۔ اب خدا کی حضوری سے باہر رہنا
زندگی سے (یوحنا ۵/۴۰) روشنی سے (متی ۲۵/۳۰) محبت سے (۱ یوحنا ۴/۸ و ۱۰) باہر

رہنا ہے۔ مقدس پولوس کہتا ہے کہ روشنی زندگی اور محبت سے ایسی ابدی
جدائی خداوند کے چہرے سے اور اُس کی قدرت کے جلال سے ابدی ہلاکت
ہے (۲ تسلو ۱/۹) اور مقدس یوحنا اسکو برہ کے غضب کی تکمیل کہتا ہے۔
(مکاشفہ ۶/۱۶) اگرچہ اس جملہ سے محبت کا غضب ظاہر ہوتا ہے تو بھی ہمیں یاد
رکھنا چاہیئے کہ اسی سبب سے ٹھیرنا اور خیال کرنا ضرور ہے کیونکہ اس ایس بڑی
ہیبت ناک قسم کا غضب ظاہر ہوتا ہے۔ اور جبکہ گناہ میں کچھ محبت کے لائق
نہیں بلکہ اُس کے خلاف جو کوئی جان بوجھ کر گناہ میں رہا اور توبہ نہ کی اُسکو محبت
کے غضب کے سوا اور کچھ اُمید باقی نہیں ہے تو بھی ہمیں یقین ہے کہ جن
پر یہ غضب قیامت کے دن نازل ہوگا وہ اُسے بھوگیں گے نہ نادانی کے
سبب اور نہ موقعہ نہونے کے سبب اور نہ ایمان کے بھیدوں کے نہ سمجھنے
کی ناقابلیت کے سبب بلکہ اِس سبب سے کہ جب نور فطرت نے اُن سے کہا
تو اُنہوں نے اُس کی آواز نہ سُنی جب اُس نے نصیحت کی انھوں نے نہ مانی اور
اس سبب سے کہ وہ بجد ہو کر گناہ میں رہے اور توبہ نہ کی۔ اور اب اُنھوں نے نہ
کسی بے قاعدہ حکم سے انسانی قانون کی تعزیرات کی مانند بلکہ اپنی ہی برائی کے
واجبی نتیجوں سے اپنے تئیں احاطہ محبت سے باہر رکھا ہے۔ حقیقتاً ہمارے
لیئے جن کا علم ناقص ہے یہ ناممکن بات معلوم ہوتی کہ انسانی مرضی الہی محبت کے
خلاف ہمیشہ ضد کرتی رہے۔ لیکن ایسے رازدار مضمون کے لیئے ہم قابل منصف
نہیں ہیں۔ ہمارے لیئے گناہ کی ابدی نتائج کو خدا کے تخت کے نیچے چھوڑ دینا
کافی ہوگا کیونکہ ہم جان لیتے ہیں کہ تمام زمین کا منصف اُس دن میں جبکہ وہ ہر ایک
شخص کو اُس کے اعمال کے مطابق خواہ بُرے ہوں خواہ بھلے جزا دے گا
انصاف کرے گا +

۷ ۔ راستبازوں کی ابدی زندگی ۔ لیکن اس شاہن خصوصًا وہ بڑے انعام
جو خدا اپنے لوگوں کو دے گا پیش کیئے جاتے ۔ اس لیئے اب ہم ان کی ابدی زندگی
کی طرف جو یہاں سے سچے ایمان اور خدا کے خوف کے ساتھ کوچ کر گیئے ہیں متوجہ
ہوتے ۔ اس ابدی زندگی کی خاصیت پاک نوشتوں کے تین مقاموں سے کم و
بیش ظاہر ہوگی ؎

(ا) ہمارا خداوند فرماتا ہے

کہ جو میرا کلام سنتا ہے اور اس پر جس نے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے ہمیشہ
کی زندگی اُس کی ہے اور اُس پر سزا کا حکم نہیں بلکہ موت سے گزر کر وہ زندگی میں
پہونچا ہے (یوحنا ۵ : ۲۴)

(ب) وہ پھر فرماتا ہے

ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ تجھکو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے
جانیں (یوحنا ۱۷ : ۳)

(ج) مقدس یوحنا کہتا ہے

ہم جانتے ہیں کہ خدا کا بیٹا آیا اور ہمیں یہ سمجھ بخشی کہ جو حق ہے اُسے جانیں اور
ہم اس میں جو حق ہے رہتے ہیں یعنے یسوع مسیح میں جو اُس کا بیٹا ہے خدائے
برحق اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے (۱ یوحنا ۵ : ۲۰)

۸ ۔ ابدی زندگی کی تین منزلیں ۔ ان مقاموں میں ان تین بڑی منزلوں
میں سے جن میں ہمیشہ کی زندگی مفہوم ہوسکتی ہے ۔ پہلی منزل کا اشارہ ہے ۔

(ا) آغازی منزل ۔

ابدی زندگی صرف ایک انعام نہیں جو خدا آئندہ زمانہ میں دیگا یعنی ایک
زندگی جو بالکل ہماری موجودہ زندگی سے علیحدہ ہے ۔ بلکہ اس کا شروع یہاں زمین پر

ہوتا ہے ۔ وہ ہونے والی نہیں بلکہ ہے ۔ یہ مسیح کے وسیلہ خدا کے ساتھ ایک
تعلق ہے اور فی الحقیقت آنے والی کا بیعانہ ہے ۔ بپتسمہ کے وسیلے مسیح کے ساتھ
یگانگت میں شریک ہو کر ہم اس کے راز وار جسم کے عضو اور خدا کے فرزند بنتے
ہیں ۔ اس طرح ہم الہی ذات میں شراکت پاتے اور خدا کے اکلوتے بیٹے کی شراکت
کے باعث جسکی زندگی ہماری زندگی کا سرچشمہ اور موجب ہے ابدی زندگی کے
لیئے خدا کے لیپالک فرزند بنتے ہیں ؎

(ب) ناکامل منزل

لیکن علاوہ اُس منزل کے جو موجودہ زندگی کی ہے ایک ناکامل منزل بھی
ہے جو کہ موت کے بعد کی درمیانی حالت سے متعلق ہے ۔ وہاں راستبازوں
کے محفوظ مسکن میں روح بدن سے علیحدہ ہو کر رہتی ہے ۔ وہاں خداوند کے
پاس حاضر (۲ قر ۵ : ۸) اُس کی ہتھیلی میں پوشیدہ ہو کر وہ قیامت کی صبح کی منتظر
رہتی ہے ۔ یہ خوشی جو مقدسین موت و قیامت کے درمیان حاصل کرتے اس
جلال تک جو آنے والا ہے نہیں پہونچتی انتظار امیدواری اور دھیان کی حالت
ہے یہ ابدی زندگی کی ناکامل منزل ہے ۔

(ج) کامل منزل

لیکن اب تک کامل منزل باقی ہے جبکہ مسیح راستبازوں کے لیئے برکت
کا یہ کلمہ بول چکے گا کہ اے میرے باپ کے مبارک فرزندو اُس بادشاہت کو
جو دنیا کی بنیاد ڈالنے سے تمہارے لیئے تیار کی گئی میراث میں لو (متی ۲۵ : ۳۴) ۔
یہ منزل اس خوشی کے سبب جو اس سے متعلق ہے خاص طور پر زندگی
کہلاتی ہے اور اس لیئے اس زندگی کو سمجھنا اس کو بھی جہانتک کہ ظاہر ہوا جاتا
ہے کہ کس بات میں وہ خوشی ہوگی جو انسان کے تمام وجود یعنی جسم و جان

اور روح کو اُس کی کامل خلاصی کے دن ملے گی ÷

۹- ابدی زندگی کی خاصیت کی نسبت اُس کے کمال درجہ میں الہام نے ٹھیک اور خاص بیان نہیں کیا اور غالباً اسکا یہ سبب ہوگا کہ ہماری محدود قوتیں اس کے سمجھنے کو ناقابل ہیں۔ کیونکہ جو اچھی چیزیں خدا نے اپنے پیار کرنے والوں کے لیئے تیار کر رکھی ہیں وہ انسان کی فہمید سے باہر ہیں ہم اِتنا دریافت کرتے ہیں جو اس میں شریک ہونگے وہ بے نہایت خوشی حاصل کرینگے۔

(۱) اپنی نسبت

کیونکہ جیسا وہ نہ بھوک پیاس نہ دُکھ نہ کمزوری نہ غم نہ نالا جانینگے ویسا ہی اُنھیں اپنی جسمانی خواہشوں کی خبرداری کرنی نہ پڑے گی۔ تمام امتحان ختم ہو جائینگے اور وہ سب کچھ جو زندگی کو خوار کرتا اور دُکھ دیتا ہے جاتا رہے گا کیونکہ خدا اُن کی آنکھوں سے ہر ایک آنسو پونچھ ڈالیگا (مکاشفہ $\frac{۲۱}{۴}$)

(۲) خدا کی نسبت

علاوہ اسکے خدا اُن کا خدا آپ اُن کے ساتھ رہے گا اور وہ تمام گناہ سے پاک ہو کر ابدالاباد اُس کی ستایش بندگی اور دیدار کے قابل ٹھہرینگے یہ مبارک دیدار ہوگا اور جن کو وہ ملے گا وہ انھیں جلال سے جلال تک تبدیل کر ڈالے گا (۲ قر $\frac{۳}{۱۸}$) کیونکہ جیسا مقدس یوحنا کہتا ہے کہ ہنوز ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے پر ہم جانتے ہیں کہ اگر وہ ظاہر ہوگا تو ہم اُس کی مانند ہونگے کیونکہ ہم اُسے جیسا کہ وہ ہے ویسا دیکھیں گے (۱ یوحنا $\frac{۳}{۲}$)

(۳) ان کی آسمانی میراث کی نسبت

پھر نئے آسمان اور نئی زمین میں (مکاشفہ $\frac{۲۱}{۱}$) انھیں نہ صرف آرام سلامتی اور خوشی ہوگی بلکہ اُن کے جسم تنزل اور بے انتظامی کے میلان سے مبرہ ہو کر

عقل کے شریف کام اور روح کی کمالیت کے لیئے مناسب اوزار بنیں گے وہ فرشتوں کی مانند بنکر (لوقا $\frac{۲۰}{۳۶}$) ترقی و اصلاح میں بڑھتے جائینگے۔ اور لگاتار اُسی کی مرضی بجالانے میں جو ابدالاباد اُن کا خدا ہے مشغول رہیں گے ÷

(۴) ایک دوسرے کی نسبت

کہا گیا ہے کہ آسمان میں ہر ایک روح کی خاص خوشیوں کا کم ذکر ہوا ہے۔ جو خوشیاں سب لوگوں کو ہوتی ہیں پاک نوشتے خاصکر انہیں کا ذکر کرتے ہیں۔ یہاں بھی اس زندگی کی ناکامل حالت میں خدا کے برگزیدہ لوگ اُسکے بیٹے کے راز دار جسم کی رفاقت و صحبت میں ایک دوسرے کے شریک ہیں اور ایک دوسرے کی خوشی اور رنج میں ہمدرد ہو سکتے۔ لیکن ابتک یہ رفاقت و صحبت صرف جزواً معلوم ہوتی ہے تب وہ عام اور ذاتی ہوگی۔ اور ایمان و اُمید کی نہیں بلکہ بدیہی اور حقیقی بات ٹھہرے گی۔ جبکہ اُن کی خوشی و خرمی خداوند کے زیادہ عرفان و رفاقت سے صادر ہوگی اور ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ صحبت اسکا نتیجہ ہوگا ÷

۱۰- آمین - یہی بعض باتیں ہیں اُن اچھی خبروں میں سے جو آدمی کی سمجھ سے باہر ہیں اور جنھیں خدا نے اپنے پیار کرنے والوں کے لیئے تیار کر رکھا ہے اور اس مسئلہ یعنی ہمیشہ کی زندگی کا اور اسی طرح عقائد نامہ کے دوسرے سب مسئلوں کا ہم آمین یعنی ایسا ہی ہو - کہہ کر پھر اقرار کرتے ہیں ÷